حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب

احمد طاہر مرزا

شائع کردہ : مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

نام کتاب: .... حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب

مؤلف: .... احمد طاہر مرزا

طبع: .... پہلا ایڈیشن

تعداد: .... ایک ہزار

پرنٹر: .... شیخ طارق محمود پانی پتی

بلیک ایرو پرنٹرز لاہور

ناشر: .... عزیز احمد

کمپوزنگ: .... خالد کمپوزنگ سنٹر ربوہ

ٹائٹل و تصاویر: .... شیخ خالد محمود پانی پتی

اس کتاب کی اشاعت کے تمام اخراجات مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب اور مکرمہ و محترمہ سیدہ طاہرہ شاہ صاحبہ بنت حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کی طرف سے ادا کئے گئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

’’اب نورالدین کی شاگردی اختیار کریں‘‘

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

۱۹۱۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے مجھ سے فرمایا:

”جتنی انگریزی ہمیں ضرورت ہے اُتنی آپ نے پڑھ لی ہے۔ اب نورالدین کی شاگردی اختیار کریں۔ جس راستے پر نورالدین چلائے گا۔ اس میں آپ کیلئے کامیابی ہے“۔

(خودنوشت سوانح حیات صفحہ۲)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

آنحضرت ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے اُذْكُرُوْا مَوْتٰكُمْ بِالْخَيْرِ ۔یعنی حیاتِ ابدی کا جام پینے والوں کا ذکرِ خیر کر کے ان کے اخلاق کو زندہ رکھا کرو۔اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کو بزرگان کے سوانح اور حالاتِ زندگی جمع کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اس امر کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ سمندر کی تہہ میں بغیر مقصد کے اپنی لاشیں بچھانے والے گھونگوں کی پہلی نسل اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ اس کی آئندہ نسلیں ضرور فتح یاب ہونگی اور وہ نسل سب سے بڑی فتح پانے والی ہے جو سب سے پہلے ترقی کے سلیقے سکھاتی ہے۔ پس اپنے ان بزرگوں کے احسانات کو نہ بھولیں جو خدا کی راہ میں اپنی جانیں بچھاتے رہے جن پر احمدیت کی بلند و بالا عمارتیں تعمیر ہوئیں اور یہ عظیم الشان جزیرے اُبھرے۔وہ لوگ ہماری دعاؤں کے خاص حق دار ہیں۔اگر آپ اپنے پرانے بزرگوں کو ان عظمتوں کے وقت یاد رکھیں گے جو آپ کو خدا کے فضل عطا کرتے ہیں تو آپ کو حقیقی انکساری کا عرفان نصیب ہوگا۔ تب آپ جان لیں گے کہ آپ اپنی ذات میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتے۔میں نے افریقہ کے دورے میں ایک یہ ہدایت دی تھی کہ اپنے بزرگوں کی نیکیوں اور احسانات کو یاد رکھ کے ان کیلئے دعائیں کرنا۔یہ ایک ایسا اچھا خلق ہے کہ اس خلق کو ہمیں اجتماعی طور پر نہیں بلکہ ہر گھر میں رائج کرنا چاہیئے ان کے حالات کو زندہ رکھنا تمہارا فرض ہے ورنہ تم زندہ نہیں رہ سکو گے۔اس سلسلہ میں مَیں نے ایک ملک غالبًا کینیا میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ چنانچہ اس کمیٹی نے بڑا اچھا کام کیا اور

ایک عرصہ تک ان کا میرے ساتھ رابطہ رہا اور بعض ایسے بزرگوں کے حالات اکٹھے کئے گئے جو نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ اس لئے ہر خاندان کو اپنے بزرگوں کی تاریخ اکٹھا کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ ان کی بڑائی کیلئے شائع کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے آپ کو بڑائی عطا کرنے کیلئے، ان کی مثالوں کو زندہ کرنے کیلئے ان کے واقعات کو محفوظ کریں اور پھر اپنی نسلوں کو بتایا کریں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے آباؤ اجداد تھے اور کس طرح وہ لوگ دین کی خدمت کیا کرتے تھے۔

بعض ایسے بھی ہونگے جن کو یہ استطاعت ہوگی کہ وہ ان واقعات کو کتابی صورت میں چھپوا دیں...... میں امید رکھتا ہوں کہ اگر اس نسل میں ایسے ذکر زندہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ذکر کو بھی بلند کرے گا اور آپ یاد رکھیں گے کہ اگلی نسلیں اسی طرح پیار اور محبت سے اپنے سر آپ کے احسان کے سامنے جھکاتے ہوئے آپ کا مقدس ذکر کیا کریں گی اور آپ کی نیکیوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷۔ مارچ ۱۹۸۹ء)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہزاروں جانثار اور دین سے محبت رکھنے والے وجود عطا فرمائے۔ اِن جانثاروں میں حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کا نام ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت شاہ صاحب کی عاجزانہ دعاؤں کے ثمرات نسلاً بعد نسلٍ ان کا سرمایۂ حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شریف، پارسا اور صالح اولاد سے نوازا۔ آپ کی اولاد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے علوم و معارف حاصل کرنے کی سعادت پائی۔ زیرِ نظر کتاب میں حضرت شاہ صاحب کے فرزند حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے حالاتِ زندگی پیش کئے جا رہے ہیں۔

آپ حضرت سیدہ مریم النساء بیگم صاحبہ (اُمّ طاہر) کے بھائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ماموں تھے۔

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کی زندگی کے ابتدائی سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں قادیان میں گذرے جب کہ آپ حصولِ تعلیم کیلئے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں تھے۔ آپ کے ۸۷ سالہ عرصہ حیات میں سے ۶۵ سال خدماتِ دینِ حق وسلسلہ عالیہ احمدیہ میں گذرے۔ بلادِ عربیہ میں علمی میدانوں میں آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ تعلیم و تربیت اور دعوۃ الی اللہ کے محاذوں پر آپ نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ علوم قرآن و حدیث اور ادب عربی کے موضوع پر آپ نے کئی یادگار تحریریں چھوڑیں۔ سیاسی اور انتظامی امور نیز اہلِ کشمیر کے لیے آپ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ آپ کے کارناموں کو زندہ رکھنے کے لئے آپ کے حالاتِ زندگی شائع کرنے کی ایک حقیر سی کوشش کی گئی ہے۔ تا خدامِ احمدیت اپنے بزرگوں کے حالات معلوم کر کے اپنے معیاروں کو خدمتِ دین کے لئے بلند سے بلند کر کے دکھا دیں کہ یہی دراصل حقیقی زندگی کا نام ہے۔

ع خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو

خاکسار خصوصی طور پر مؤرخ احمدیت مکرم ومحترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب اور برادرم مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب کا ممنون ہے جنہوں نے ازراہِ شفقت بعض اہم حوالہ جات نیز ''خودنوشت سوانح حیات ولی اللہ شاہ'' کی کاپی عنایت فرمائی جو اس کتاب کی زینت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان بزرگان کی زندگیوں سے اعلیٰ اخلاق کے نمونے اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام
خاکسار

(سید محمود احمد)
صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

دیباچہ

الحمدللہ کہ شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سیرۃ و سوانح حیات پر کتب شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقائے کرام ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ زیر نظر کتاب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک رفیق حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے۔ جسے مکرم احمد طاہر مرزا صاحب نے تالیف کیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اس کتاب کو مجموعی طور پر چھ ابواب میں ترتیب دیا گیا ہے۔ پہلے باب میں آپ کا سوانحی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے باب مین آپ کی غیر مطبوعہ خودنوشت سوانح حیات شامل ہے جو آپ نے مکرم ومحترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخِ احمدیت کی درخواست پر جولائی ۱۹۶۱ء میں تحریر فرمائی تھی۔ یہ خودنوشت سوانح حیات پہلی بار شائع کی جارہی ہے۔

تیسرے باب میں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کی بابت روایات پیش کی گئی ہیں۔ چوتھے باب میں آپ کے بارہ میں احبابِ کرام کے تاثرات پیش کئے گئے ہیں۔ پانچویں باب میں آپ کے علمی اور قلمی کارناموں کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ چھٹے باب میں آپ کی مرتب کردہ وہ دعائیں پیش کی جارہی ہیں جو پہلی بار ''وصیت حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب'' کے ضمیمہ کے طور پر ۱۹۳۷ء میں شائع

ہوئی تھیں۔

خاکسار خصوصاً مکرم مبشر احمد بٹ، مکرم میر انجم پرویز صاحب، مکرم مقصود اظہر گوندل صاحب، مکرم شیخ طارق محمود پانی پتی صاحب کا ممنون ہے اور اُن تمام احباب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے کسی بھی رنگ میں کتاب ہذا کی اشاعت و تدوین کے سلسلہ میں شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ کی مدد فرمائی۔

فجزاهم الله احسن الجزاء

والسلام

خاکسار

(شمشاد احمد قمر)
مہتمم اشاعت
مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

فہرست مضامین

باب اوّل

سوانحی خاکہ اِک نظر میں

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

- پیدائش: ۱۳ مارچ ۱۸۸۹ء بمقام سیہالہ چوہدراں تحصیل کہوٹہ ضلع روالپنڈی
- ۹۶۔۱۸۹۵ء میں اپنے والد ماجد و اہل خانہ کے ہمراہ رعیہ (موجودہ تحصیل و ضلع نارووال) میں آ کر آباد ہو گئے۔
- آپ نے ابتدائی تعلیم رعیہ سے، بعد ازاں مشن سکول نارووال سے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔
- ۱۹۰۳ء میں جب کہ آپ جماعت ششم میں تھے، حصول تعلیم کے لئے مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے۔
- ۱۹۰۳ء سے مئی ۱۹۰۸ء تک آپ قادیان میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔

(خودنوشت سوانح حیات ولی اللہ)

- ۱۹۰۷ء کے جلسہ سالانہ سے ایک روز قبل ۲۵ دسمبر ۱۹۰۷ء کو انجمن تشحیذ الاذہان کا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے کی۔ اس اجلاس میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے (جو کہ اس وقت مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طالبعلم تھے) اپنا مضمون پڑھا۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۵۰۳)

- ۱۹۰۸ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان سے میٹرک پاس کیا۔
- ۱۹۰۸ء میں FSc کیلئے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔
- ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو وقفِ زندگی کا عہد کیا۔

- اوائل ۱۹۱۱ء میں ایک تعلیمی کلاس کا اجراء ہوا جس میں خطبہ الہامیہ، دروس النحو یہ، قصیدہ بانت سعاد اور بعض اور کتب پڑھائی جاتی تھیں۔ اس کلاس میں آپ بھی شامل ہوئے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)
- ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۲ء تک آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نور اللہ مرقدہ کے مکتب میں قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔
- ۲۶ جولائی ۱۹۱۳ء کو بلادِ عربیہ کا پہلی بار سفر کیا۔
- جولائی ۱۹۱۳ء میں آپ عربی کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے قاہرہ روانہ ہوئے۔

(الفضل قادیان ۳۰ جولائی ۱۹۱۳ء)

- مدرسہ احمدیہ قادیان میں عربی علوم کی تدریس کیلئے چوٹی کے عربی اساتذہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس خلا کو پُر کرنے کیلئے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو مصر بھیجا گیا۔ ۲۶ جولائی (۱۹۱۳ء) کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نور اللہ مرقدہ نے انہیں الوداع فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۴۰۷، الفضل قادیان ۳۰ جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

- ۱۹۱۴ء میں آپ کو قوم عاد اور ثمود کے علاقوں سے گذرنے کا موقع ملا جب کہ آپ سلطان صلاح الدین ایوبی کالج میں ادیانِ قدیمہ کے پروفیسر تھے۔

(جامع صحیح مسند بخاری ترجمہ وشرح جز ۱۳ صفحہ ۲۲۵)

- اپریل ۱۹۱۴ء میں دارالعلوم بیروت میں آپ نے قرآن مجید کے عنوان پر تقریر کی۔

(الفضل قادیان ۱۳ مئی ۱۹۱۴ء)

- ۲۷ اپریل ۱۹۱۴ء میں بیروت میں پہلا جلسہ ہوا جس میں آپ نے خطاب کیا۔

(الفضل قادیان ۲۳ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

- اگست ۱۹۱۷ء میں جنگ عظیم اوّل کے دوران آپ نے مرحوم نمیر نابلسی کے ہاں ملک شام میں قیام کیا۔

(ترجمہ وشرح جامع مسند بخاری جزء ۱۱ صفحہ ۱۱۹)

- اکتوبر ۱۹۱۸ء کے آخر میں سیاسی قیدی کی حیثیت سے اوّلاً قاہرہ اور ثانیاً مئی ۱۹۱۹ء میں لاہور لائے گئے۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی کوششوں سے آپ قید سے رہا ہوئے۔

(خودنوشت سوانح حیات ولی اللہ شاہ صاحب)

- ۱۹۱۸ء میں مصر میں چند ماہ قیام کے بعد آپ قاہرہ چھوڑ کر حلب چلے گئے۔ آپ بیت المقدس میں اپنے تعلیمی امتحان میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوئے۔ یہاں آپ صلاح الدین ایوبیہ کالج میں وائس پرنسپل مقرر ہوئے بعد ازاں سلطانیہ کالج میں پرنسپل مقرر ہوئے۔

(خودنوشت سوانح حیات ولی اللہ شاہ صاحب)

- فروری ۱۹۲۰ء میں بطور کارکن تصنیف قادیان میں خدمات بجالاتے رہے۔
- یکم مئی ۱۹۲۰ء سے یکم اپریل ۱۹۲۱ء تک بطورِ نائب ناظر خدمات بجالاتے رہے۔
- ۱۹۲۰ء میں قائمقام ناظر امور عامہ کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔

(خودنوشت سوانح حیات ولی اللہ شاہ)

- ۲۰ نومبر ۱۹۲۰ء میں آپ کا نکاح ایک ہزار روپے حق مہر پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے مکرمہ مہر النساء بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر محمد خان صاحب کے ساتھ پڑھایا۔

(الحکم قادیان ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۹)

- یکم مئی ۱۹۲۳ء سے ۱۶/ اپریل ۱۹۲۴ء تک آپ نے ناظر دعوۃ وتبلیغ کے طور پر

خدمات سرانجام دیں۔

○ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۳ء کو آپ نے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر بیت نور قادیان میں تقریر کی۔

(الفضل قادیان یکم جنوری ۱۹۲۴ء)

○ ۱۶/اپریل ۱۹۲۴ء سے ۱۵ جون ۱۹۲۵ء تک آپ ناظم تعلیم و تربیت رہے۔

(خودنوشت سوانح حیات ولی اللہ)

○ ۱۹۲۴ء میں شام و دمشق کے مشہور عالم علامہ شیخ عبدالقادر المغربی سے سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کے دوستی کے تعلقات تھے۔ ۱۹۲۴ء میں جب حضور دمشق تشریف لے گئے تو علامہ المغربی آپ سے بڑے ادب و احترام سے ملے۔ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے بھی علامہ شیخ المغربی سے ان کے علمی، ادبی اور دینی مزاج کی مناسبت سے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ آپ کی ان سے پہلی ملاقات ۱۹۱۶ء میں ہوئی۔ ایک دفعہ علامہ المغربی نے حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب سے کہا کہ آیئے ہم دونوں تصویر بنوائیں اور دوستی کا اقرار قرآن مجید پر ہاتھ رکھتے ہوئے کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۹ صفحہ ۴۱۷۔۴۱۸)

○ آپ مع حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب بغرض دعوۃ الی اللہ ۲۷ جون ۱۹۲۵ء کو قادیان سے روانہ ہوئے اور ۱۷ جولائی ۱۹۲۵ء کو دمشق پہنچے۔

(الفضل قادیان ۳۰ جون، ۱۸/اگست ۱۹۲۵ء)

○ ۱۵ جون ۱۹۲۵ء سے اپریل ۱۹۲۶ء تک آپ بطور (مربی) بلاد شام اور عراق میں خدماتِ سلسلہ بجالاتے رہے۔

○ ۱۰ مئی ۱۹۲۶ء کو آپ دمشق سے بغداد پہنچے اور امیر فیصل سے ملاقات کی۔ اسی

ملاقات کے بعد جماعت احمدیہ پر دعوۃ الی اللہ کی پابندیاں اٹھالی گئیں۔ ۱۰ مئی ۱۹۲۶ء کو آپ عراق سے ہوتے ہوئے قادیان واپس تشریف لائے۔

(الفضل قادیان ۱۳، ۳۰/اپریل، ۱۴ مئی ۱۹۲۶ء)

- جون ۱۹۲۶ء میں جب آپ عراق سے واپس تشریف لائے تو ایک موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ نے فرمایا۔

''میرے نزدیک (سید زین العابدین ولی اللہ) شاہ صاحب نے اس سفر (دمشق وعراق) میں بڑا کام کیا ہے...... یہ کام اس قسم کا ہے کہ سیاسی طور پر اس کے کئی اثرات ہیں۔ اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ احمدی قوم حکومتوں کی رائے بدلنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ پس شاہ صاحب نے بہت بڑی خدمت کی ہے''۔

(الفضل قادیان ۱۸ جون ۱۹۲۶ء صفحہ ۵، ۶)

- ۱۹۲۶ء میں بطور ناظر تجارت خدمات بجالاتے رہے۔
- ۱/۲۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے ۲۲ جنوری ۱۹۳۱ء تک آپ بطور رکن نظارت تالیف وتصنیف میں بحیثیت مصنف ترجمہ وشرح بخاری خدمات بجالاتے رہے۔

(خودنوشت سوانح حیات ولی اللہ)

- ۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر آپ نے ''حضرت مسیح علیہ السلام کا صلیب سے بچ کر مشرق کی طرف آنا'' کے موضوع پر تقریر کی۔

(الفضل قادیان ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء)

- سیدنا وامامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کا آغاز خلافت سے یہ خیال تھا کہ جماعت احمدیہ کی عالمگیر (دعوۃِ الی اللہ) کی ضروریات کیلئے مدرسہ احمدیہ کو ترقی دے کر ایک عربی کالج تک پہنچانا ضروری ہے۔ اسی مقصد کی تکمیل کیلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ نے ۱۹۱۹ء میں پہلا قدم یہ اٹھایا کہ حضرت

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے، حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب، حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب، حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب، حضرت مولانا محمد دین صاحب اور بعض دوسرے احباب پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ایک سکیم تیار کی۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۹۲۰ء صفحہ ۵۹)

چنانچہ اس سکیم کے مطابق حضور نے ۱۹۲۴ء میں صدر انجمن احمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ اس سکیم کے مطابق عملی اقدام کرے۔ (الفضل قادیان ۱۴/اگست ۱۹۲۸ء)

چنانچہ کئی مراحل طے ہونے کے بعد صدر انجمن نے ۱۵/اپریل ۱۹۲۸ء کو جامعہ احمدیہ کے نام سے ایک مستقل ادارہ کے قیام کا فیصلہ کیا جس کے مطابق مدرسہ احمدیہ کی مولوی فاضل کلاس کو اس عربی کالج کی پہلی دو جماعتیں قرار دے دیا گیا۔

(رپورٹ مجلس مشاورت قادیان ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۱)

- ۲۳ جون ۱۹۳۲ء کو حضرت میر قاسم علی دہلوی صاحب اور حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب موضع گوڑے تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے احمدیہ جلسہ پر گئے۔ جہاں سے ۲۷ جون کو واپس آئے۔ اس جلسہ کی روئیداد فاروق ۷ جولائی ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔ (فاروق قادیان ۲۷ جولائی ۱۹۳۲ء صفحہ ۱، ۲)

  جولائی ۱۹۳۲ء میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کشمیر کمیٹی کے کام کیلئے حسبِ ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ ریاست کشمیر میں گئے۔

(فاروق ۱۴ جولائی ۱۹۳۲ء صفحہ ۱)

- اگست ۱۹۳۲ء میں آپ بطور نمائندہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی سری نگر میں خدمات بجا لاتے رہے۔ (الفضل قادیان ۱۶/اگست ۱۹۳۲ء صفحہ ۹)

- ستمبر ۱۹۳۲ء میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے کشمیر کمیٹی کی خدمات سرانجام دیتے ہوئے کشمیر کا دورہ کیا اور نہایت تکلیف دہ اور تھکا دینے والے بارہ دن کے سفر کے بعد سری نگر پہنچے۔

(فاروق قادیان ستمبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۱، ۷)

- ۷ نومبر ۱۹۳۲ء کو آپ اور حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے شاندار خدمات سرانجام دینے کے بعد واپس قادیان تشریف لائے۔ اسٹیشن پر آپ کا استقبال کیا گیا۔

(الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۱)

- آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہمراہ لاہور تشریف لے گئے اور یکم دسمبر ۱۹۳۲ء کو واپس تشریف لائے۔

(الفضل قادیان ۴ دسمبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۱)

- دسمبر ۱۹۳۲ء میں ضلع گجرات کے احمدیوں پر جبر و تشدد کرنے اور اس پر پولیس کی افسوسناک غفلت پر آپ نے تحقیقات پیش کیں۔

(الفضل قادیان ۸ دسمبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۲)

- ۲۴ فروری ۱۹۳۳ء کو آپ کشمیریوں کی خدمات اور بعض ضروری امور کی انجام دہی کیلئے لاہور، جموں اور کرنال تشریف لے گئے۔

(الفضل قادیان ۲۸ فروری ۱۹۳۳ء صفحہ ۱)

- ۱۲ مارچ ۱۹۳۳ء کو آپ بعض اہم امور کیلئے قادیان سے لاہور تشریف لے گئے۔

(الفضل قادیان ۲۳ مارچ ۱۹۳۳ء صفحہ ۱)

- ۳۰ مارچ ۱۹۳۳ء کو لاہور سے واپس قادیان تشریف لائے۔

(الفضل قادیان ۲/۱ اپریل ۱۹۳۳ء صفحہ ۱)

- ۷/اپریل ۱۹۳۳ء کو کشمیریوں کی خدمات کیلئے جموں و کشمیر تشریف لے گئے۔
- ۱۳/اپریل ۱۹۳۳ء کو جموں سے واپس تشریف لائے۔

(الفضل قادیان ۱۶۔اپریل ۱۹۳۳ء صفحہ ۱)

- ۲۷ مئی ۱۹۳۳ء کو آپ کے زیر صدارت قادیان کے محلّہ دارالرحمت کی (بیت) میں تربیتی جلسہ ہوا۔ (الفضل قادیان ۳۰ مئی ۱۹۳۳ء صفحہ ۱)
- ۳۰ مئی ۱۹۳۳ء کو آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کے ارشاد پر پونچھ (کشمیر) تشریف لے گئے۔

(الفضل قادیان یکم جون ۱۹۳۳ء صفحہ ۱)

- اگست ۱۹۳۳ء میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب پونچھ وغیرہ کے سفر سے واپس قادیان آئے۔

(اخبار فاروق قادیان ۲۱/اگست ۱۹۳۳ء صفحہ ۱)

- ۲۷ دسمبر ۱۹۳۴ء کو آپ نے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ''اسمہ احمد'' کے عنوان پر تقریر کی۔

(الفضل یکم جنوری ۱۹۳۵ء)

- ۲۶ دسمبر ۱۹۳۵ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول ﷺ'' کے عنوان پر تقریر کی۔

(الفضل قادیان ۲۹ دسمبر ۱۹۳۵ء)

کشمیریوں کیلئے خدمات

ان خدمات کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی راہنمائی اور ہدایات کے مطابق آپ نے جون ۱۹۳۱ء سے شروع کیا جو ۱۹۳۶ء کے آخر تک

جاری رہیں۔

- ۱۴/ فروری ۱۹۳۷ء سے ۱۴ ستمبر ۱۹۴۷ء تک آپ ناظر امور عامہ و خارجہ قادیان خدمات بجالاتے رہے۔
- ۱۴ / اپریل ۱۹۴۱ء کو مہاراجہ دوندر سنگھ مہندر بہادر مہاراجہ آف ریاست پٹیالہ بذریعہ کار قادیان تشریف لائے اور حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ نے احمدیہ کور کے رضا کاروں کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا۔ مہاراجہ صاحب نے حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی ''بیت الظفر'' میں قیام کیا۔

(الفضل قادیان ۱۶۔اپریل ۱۹۴۱ء صفحہ ۱)

- مارچ ۱۹۴۶ء میں شیر کشمیر شیخ عبداللہ سے دہلی میں آخری ملاقات کی۔

فسادات میں اسیر راہ مولیٰ کا اعزاز

- اگست، ستمبر ۱۹۴۷ء کے فسادات میں متعدد احمدیوں کو قادیان اور اس کے ماحول سے گرفتار کیا گیا۔ ان اسیران میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بھی شامل تھے۔ گرفتار شدگان کو گورداسپور اور جالندھر کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ تاہم سیدنا حضرت مصلح موعود کے رؤیا کے مطابق کہ ''سید ولی اللہ شاہ آئے ہیں اور میرے پاس آ کر بیٹھ گئے ہیں'' اور حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کی مبشر رؤیا کے مطابق جلد رہائی کے سامان پیدا ہوگئے۔ یہ احباب اسیران اپریل ۱۹۴۸ء کو رہا کر دیئے گئے۔

(روزنامہ الفضل لاہور ۷/اکتوبر ۱۹۴۷ء، ۱۰/اپریل ۱۹۴۸ء صفحہ ۲)

- آپ یکم ستمبر ۱۹۴۸ء سے ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء تک قائمقام ناظر اعلیٰ کے طور پر خدمات

سرانجام دیتے رہے۔

احمدی وفد مؤتمر عالم اسلامی کے اجلاس میں

○ فروری ۱۹۴۹ء میں مؤتمر عالم اسلامی کا قیام کراچی میں عمل میں آیا۔ اس کا دوسرا اجلاس ۹ تا ۱۳ فروری ۱۹۵۰ء کو کراچی میں ہوا۔ سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کے ارشاد کے مطابق مرکز احمدیت سے ایک احمدی وفد نے اس میں شرکت کی۔ اس وفد کے امیر حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تھے۔ جماعت احمدیہ کراچی نے اس موقع پر حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کی ۱۹۵۰ء کی کراچی کی پریس کانفرنس کو عربی و انگریزی زبانوں میں شائع کیا جو بیرونی ممالک کے مندوبین میں سے ایک معتدبہ حصہ کو دیا گیا۔ امیر وفد حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے اپنے ایک مفصل بیان میں موتمر عالمِ اسلامی کو عالمِ اسلام میں وحدت اور اتحاد پیدا کرنے کی مبارک تحریک قرار دیا اور اپنے ایک مفصل بیان میں اس کی سرگرمیوں کو خراجِ تحسین پیش فرمایا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷ مارچ ۱۹۵۱ء صفحہ ۶)

بنیادی حقوق کی کمیٹی میں خدمات

○ پاکستان میں دستور سازی کی جو مہم قیام پاکستان کے وقت سے جاری تھی اس نے ۱/۶ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو ایک معین صورت اختیار کر لی۔ یعنی ملک کی دستور ساز اسمبلی نے بنیادی حقوق کی کمیٹی کی عبوری رپورٹ منظور کر لی۔ اس رپورٹ کے سارے پہلوؤں پر غور و فکر کیلئے حضرت مصلح موعود کے ارشاد کے مطابق ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں گیارہ علمائے کرام سلسلہ شامل تھے۔ سب سے اوّل نام حضرت سید

زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب پروفیسر تاریخ الادیان کلیۃ صلاح الدین ایوبی بیت المقدس شامل تھا۔ (تاریخِ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۲۹۹)

اسیر راہِ مولیٰ

- اپریل ۱۹۵۳ء کے فسادات میں جماعت احمدیہ کے خلاف کئی فتنوں نے جنم لیا اور کئی احباب جماعت بلاوجہ قید کئے گئے۔ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب جو اس وقت ناظر دعوۃ وتبلیغ تھے آپ کو گرفتار کیا گیا تاہم بعد میں ضمانت پر آپ کو رہا کر دیا گیا۔
- یکم اپریل ۱۹۵۳ء کو قصرِ خلافت ربوہ کی تلاشی کے دوران آپ کو گرفتار کیا گیا۔ اس بات کا چرچا قومی اخبارات میں بھی آیا۔ چنانچہ نوائے وقت لاہور نے یہ خبر شائع کی۔

(نوائے وقت لاہور ۴/اپریل ۱۹۵۳ء صفحہ ۱)

- ۲۳ فروری ۱۹۵۳ء کو ٹی آئی ہائی سکول ربوہ میں جماعت دہم کے اعزاز میں ایک الوداعی تقریب کا انعقاد ہوا جس کی صدارت حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے کی۔

(روزنامہ الفضل لاہور ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء صفحہ ۶)

- ۲۳ جنوری ۱۹۵۳ء سے یکم دسمبر ۱۹۵۳ء، آپ ایڈیشنل ناظر اعلیٰ کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔
- یکم جون ۱۹۵۴ء کو صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت سے ریٹائر ہو گئے۔

(خودنوشت سوانح حیات ولی اللہ شاہ صاحب)

بطور مربی بلاد عرب میں دوبارہ تقرر

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب دسمبر ۱۹۵۵ء کو دعوۃ دینِ حق کیلئے روانہ ہوئے۔ آپ کے اعزاز میں ۴ دسمبر ۱۹۵۵ء کو جامعۃ المبشرین کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے آپ کو اِن الفاظ میں خراجِ تحسین پیش فرمایا:۔

''اِس مرتبہ بھی جب مَیں دمشق گیا تو مَیں نے دیکھا کہ اب بھی وہاں لوگوں کے دلوں میں شاہ صاحب کا بہت احترام ہے۔ وہ ان کی بہت تعریف کرتے ہیں......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے پیشِ نظر **یَدْعُونَ لَکَ اَبْدالُ الشام وَعِبَادُ اللّٰہ مِنَ العَرَبِ** (مکتوبات احمدیہ جلد ا مرتبہ حضرت عرفانی الکبیر صفحہ ۸۶) وہاں جماعت اور زیادہ ترقی کرے۔ اس لئے مَیں نے شاہ صاحب کو ایک مرتبہ پھر وہاں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ گو اب شاہ صاحب کی عمر بڑی ہے لیکن میں نے سوچا کہ انسانوں کا کام تو چلتا ہی رہتا ہے۔ خدا اور اس کے دین کا کام بہر حال مقدم رہنا چاہئے۔ چنانچہ میرے کہنے پر اس جذبہ کے ماتحت شاہ صاحب تیار ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں اہلِ شام کا ایک بہت بڑا مقصد بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی دعاؤں کے ساتھ احمدیت کو ترقی دینی ہے''۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۶ دسمبر ۱۹۵۵ء صفحہ ۱، ۸)

- ۲۲ نومبر ۱۹۵۶ء کو جامعۃ المبشرین ربوہ کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مولوی عبدالقدیر شاہد صاحب (مربی) افریقہ کے اعزاز میں ایک تقریب دریائے چناب کے کنارے منعقد کی گئی۔ حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے بھی اس تقریب میں شمولیت فرمائی۔ اس موقع

پرآپ نے مجاہدین احمدیت کو خراجِ تحسین پیش کیا''۔

(تاریخ احمدیت جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۰)

- ۱۹۵۶ء میں خلافت احمدیہ کی تائید میں آپ نے کئی تحقیقی مضامین لکھے۔
- ۱۱ جولائی ۱۹۵۶ء کو آپ دمشق کیلئے سہ بارہ روانہ ہوئے اور دو ماہ بعد واپس تشریف لائے۔ (الفضل ربوہ ۱۲ جولائی ۱۹۵۶ء صفحہ ۱)

مصر کے صدر جمال عبدالناصر کے نام ہمدردی کا پیغام

- یکم نومبر ۱۹۵۶ء کو برطانیہ اور فرانس نے مصر پر متحدہ بحری اور فضائی حملہ کر دیا اور قاہرہ، اسماعیلہ، پورٹ سعید اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں بمباری کی۔ اس نازک موقع پر حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور خارجہ نے مصر کے صدر جمال عبدالناصر کے نام ہمدردی کا پیغام بھجوایا۔ یہ پیغام ۳ نومبر ۱۹۵۶ء کو ارسال کیا گیا جس کا جواب ۱۹ نومبر ۱۹۵۶ء کو موصول ہوا۔ اس کے جواب میں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے ۲۶ نومبر کو دوبارہ خط ارسال کیا۔ جس کا جواب ۱۷ دسمبر ۱۹۵۶ء کو موصول ہوا۔

(الفضل ربوہ ۲۴ نومبر ۱۹۵۶ء، ۱۲ جنوری ۱۹۵۷ء صفحہ ۳)

- اپریل ۱۹۶۱ء کو آپ نے اپنی خودنوشت سوانحِ حیات مکمل کی۔
- ۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو آپ بیماری کے بعد صحت یاب ہوئے۔

(روزنامہ الفضل ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

اظہار محبت

- ۱۴/۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کی یاد آوری پر حضرت سید ولی

اللہ شاہ صاحب نے حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ دوران گفتگو حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے شرح صحیح بخاری کے متعلق بہت سی قیمتی ہدایات دیں۔ اس موقعہ پر محترم سید عبدالرزاق شاہ صاحب برادر اصغر حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب اور حضرت سیدہ مہر آپا حرم حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ بھی موجود تھے حضور نے حضرت شاہ صاحب سے ملاقات فرما کر محبت میں خوشی کا اظہار فرمایا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷/اکتوبر ۱۹۶۳ء)

- ۱۵ اور ۱۶ مئی ۱۹۶۷ء کی درمیانی شب بمقام ربوہ بعمر ۸۷ سال آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷ مئی ۱۹۶۷ء صفحہ ۱)

- ۱۶ مئی ۱۹۶۷ء کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۸ مئی ۱۹۶۷ء صفحہ ۱)

اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دنیا بھی اک سرا ھے بچھڑے گا جو ملا ھے
گر سو برس رھا ھے آخر کو پھر جدا ھے

باب دوم

خودنوشت سوانح حیات

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

ابتدائی حالات خاندان

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اپنی خودنوشت سوانح حیات میں تحریر فرماتے ہیں:۔

'' میرے والد حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) کلرسیداں تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے ایک مشہور خاندانِ سادات کے فرد تھے۔ اُن کے والد سید ''باغ حسن'' شاہ صاحب صوفی منش (اور) تارک الدنیا بزرگ تھے۔ پیری مریدی سے نفرت، اپنے اقرباء کو دنیاداری میں منہمک دیکھ کر کلرسیداں سے موضع سیہالہ چوہدراں میں جو آج کل اسٹیشن ہے چلے آئے تھے۔ اس کے قریب ہی ایک گاؤں ناڑا سیداں میں ان کے مالکانہ حقوق تھے۔ طبابت بھی کرتے تھے۔ اس لئے صورتِ معاش خاطر خواہ تھی۔ سلطنتِ مغلیہ کے ایام میں کلرسیداں ایک مشہور قلعہ تھا جس کے تحت سترہ چھوٹے بڑے قلعہ جات مضافات میں تھے۔ ایک وسیع علاقہ تھا جس کا انتظام سادات کے سپرد تھا۔ پانی پت کی تیسری لڑائی میں سادات کلر کی فوج اور کہوٹہ کے گکھڑوں کی فوج نے مرہٹوں کی فوج کے دانت کھٹے کئے تھے۔[1] سکھوں کی عمل داری میں رنجیت سنگھ نے سادات کلر کے ساتھ عہد موالات قائم کیا ہوا تھا اور چیلیانوالی (کی) مشہور لڑائی میں انگریزں کے خلاف سکھوں کی مدد کی گئی تھی جس میں سکھوں اور اُن کے مددگاروں کو شکست فاش ہوئی۔ انگریزوں نے کلر (سیداں) کا قلعہ تودۂ خاک بنادیا اور تمام مملوکہ دیہات سادات سے محروم کردیئے گئے۔ بجز قصبہ کلر اور چند مواضع کی

اراضی کے جس میں موضع ناڑہ سیداں بھی شامل تھا جہاں مرحوم سید باغ حسن شاہ کے مالکانہ حقوق قائم رہے۔

پیدائش وابتدائی حالات

میری پیدائش موضع سیہالہ چوہدراں میں ۱۳ مارچ ۱۸۸۹ء میں ہوئی اور پرورش رعیہ ضلع سیالکوٹ میں جو پہلے تحصیل تھی (اب رعیہ کی تحصیل وضلع نارووال ہے۔مرتب) اور جہاں حضرت والد صاحب (ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب) شفاخانہ کے تقریباً ستائیس اٹھائیس سال انچارج ڈاکٹر رہے اور ۱۹۲۱ء میں آپ نے پنشن حاصل کرنے پر قادیان کی خدمت اختیار کی اور شفاخانہ نور قادیان میں انچارج ڈاکٹر رہے۔

میری تعلیم قادیان میں

قادیان میں آپ نے مجھے اور بھائی سید حبیب اللہ شاہ صاحب[۲] کو ۱۹۰۳ء میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے روانہ کیا۔اس وقت (ہم) نارووال کے مشن سکول میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔میرے بھائی (سید حبیب اللہ شاہ صاحب) سپیشل کلاس میں اور میں جماعت ششم میں تھا۔قادیان میں ہمیں ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۸ء تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیضانِ صحبت سے استفادہ کا موقع ملا۔اس اثناء میں مجھے یہ اجازت بھی ہیڈ ماسٹر صاحب کی طرف سے تھی کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نمازیں پڑھوں۔ بورڈرز کے (طلباء کے) ساتھ (بیت) اقصیٰ میں جانے سے میں مستثنیٰ کیا گیا۔

گورنمنٹ کالج لاہور میں

گورنمنٹ کالج میں ۱۹۰۸ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد داخل ہوا۔والد صاحب کا خیال تھا کہ میں ڈاکٹری پاس کروں اس لئے Fsc (میں) میڈیکل کا کورس لیا۔اُن دنوں میڈیکل کالج کا ایک سال کا کورس Fsc کے ساتھ شامل کیا گیا تھا اور میڈیکل کالج کی ڈگری

کی تعلیم بجائے پانچ سال (کے) چار سال کر دی گئی تھی۔

اب نورالدین کی شاگردی اختیار کریں

۱۹۱۰ء میں حضرت خلیفہ اوّل (اللہ آپ سے راضی ہو) نے مجھ سے فرمایا:۔

''جتنی انگریزی کی ہمیں ضرورت ہے اُتنی آپ نے پڑھ لی ہے۔ اب نورالدین کی شاگردی اختیار کریں۔ جس راستے پر نورالدین چلائے گا اُس میں آپ کیلئے کامیابی ہے''۔

کم وبیش یہی آپ کے الفاظ تھے جو محبت سے بھرے لہجہ میں آپ کی زبان مبارک سے نکلے اور میرے دل میں گڑ گئے۔ قرآن مجید کا درس تو حضرت خلیفہ اوّل (نوراللہ مرقدہ) سے بار بار سننے کا موقع ملا۔ اس درس میں بھی حضور کی شفقت ہم طالب علموں پر خاص تھی۔ آپ نے حضرت حافظ روشن علی صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) کو اور مجھے عربی، صَرف ونحو، ایک عربی کتاب اصول شاشی اور حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب کو منطق پڑھانے کے لئے مقرر فرمایا۔ خود (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اللہ آپ سے راضی ہو) مؤطا امام مالکؒ پڑھانے کے بعد صحیح بخاری بھی درساً درساً پڑھائی۔ اس طرح فوز الکبیر (از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ مرتب) بھی۔ طالب علمی کے زمانہ ہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب پڑھنے کا مجھے موقع ملا۔ سلسلہ کی کتابیں پڑھنے کا مجھے بہت شوق تھا۔

وقفِ زندگی

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ[3] قائم کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس سے کچھ دیر قبل ٹی۔ آئی ہائی سکول کے طلباء کو وقفِ زندگی کی تحریک فرمائی۔ میں نے وقف کی نیت کر کے اسی وقت سے دعائیں شروع کر دیں۔ اس وقف کے متعلق اقرار مجھ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس وقت لیا جب آپ، مَیں اور میرے بھائی حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی زیارت کر کے اس کمرے سے باہر نکلے جہاں حضور کی نعش تدفین سے پہلے رکھی گئی تھی۔ میں بھی لاہور سے جنازے کے ساتھ ہی آیا تھا اور بھائی مرحوم (حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب) قادیان کے اُن دوستوں میں سے تھے جو قادیان سے بٹالہ گئے اور حضور کی نعش مبارک اپنے کندھوں پر (اٹھا کر) لائے۔ جونہی حضور کی آخری زیارت کر کے ہم کمرہ سے باہر نکلے اور سامنے لوکاٹ کے درخت کے نیچے کھڑے ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے فرمایا کہ:۔

''میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ساری جماعت تجھے چھوڑ دے تو میں تیرے کام کی تکمیل کیلئے اپنی جان (قربان کرنے) سے دریغ نہ کرونگا''۔

اس مفہوم کے الفاظ تھے آپ نے متعدد بار (کہہ کر) اپنے اس عہد کا ذکر کیا۔ (آپ نے) اس وقت مجھ سے فرمایا کہ میں بھی یہ عہد کروں۔ میں نے عرض کیا میں نے (یہ عہد کر لیا ہے) اور بھائی مرحوم سے بھی یہی فرمایا۔ غرض پہلے وقف کیلئے نیت اور دعائیں تھیں اور اب اس آخری الوداعی زیارت کے وقت پر اقرار وقف! مجھے ہمیشہ ڈر رہتا کہ اس اقرار پر پورا آ سکوں گا یا نہیں۔

ایک رؤیا

انہی دنوں (میں نے) ایک خواب دیکھا کہ قادیان کی وہ گلی جو کبھی کمھاروں والی گلی کہلاتی (تھی) اس میں بیت فضل والے چوراہے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرسی پر تشریف فرما ہیں اور دائیں بائیں دو کرسیاں ہیں۔ دائیں کرسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں یہاں بیٹھ جاؤں (اور شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب سے بائیں کرسی پر بیٹھنے کیلئے اشارہ تھا۔ وہ بھدے طور سے جھٹ بیٹھ گئے ہیں جس سے مجھے کراہت محسوس ہوئی کہ حضور کی موجودگی میں اس پر بیٹھنا گستاخی ہے۔) کرسی کا بازو میں نے پکڑ لیا اور آنکھیں میری شرم سے

نیچے ہیں اور میں عرض کرتا ہوں کہ حضور میں بیٹھ جاؤں گا۔ اس سے میں نے یہ تعبیر سمجھی کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خدمتِ دین لے گا اور اس طالب علمی کے زمانہ میں اس قسم کی بشارتیں ملیں۔

بلادِ عربیہ کی بابت رؤیا

ان میں سے ایک خواب یہ تھی کہ میں بلادِ عربیہ میں (دعوت الی اللہ) کے لئے گیا ہوں اور مجھے وہاں کامیابی ہوئی ہے۔ وہ خواب عجیب وغریب ہے جس کا ذکر کرنے کا موقع نہیں۔ البتہ ایک خواب کا ذکر کرتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باغ میں ایک مکان تیار ہو رہا ہے۔ دیواریں اٹھائی جا رہی ہیں مشرقی دیوار پر حضرت مولوی سرور شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) اینٹیں چن رہے ہیں۔ اور مجھے بڑی خواہش ہے کہ میں بھی اس تعمیر میں شریک ہوں۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب نے میری طرف نظر کی اور فرمایا آپ کو بھی اس کی تعمیر میں شریک ہونے کا موقع دیا جائے گا۔ سرور شاہ صاحب سے مراد امامِ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ جن دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق بعض اخبارات نے شائع کیا تھا کہ حضور فوت ہو گئے ہیں تو میں نے قبل از افواہ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ چرچا ہے کہ مولوی سرور شاہ صاحب فوت ہو گئے۔ صبح جب میں شہر میں آیا اور مکان نواب محمد علی خان صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) باہر والے دروازے کے سامنے کھڑا تھا تو امرتسر کے کسی اخبار میں یہ خبر شائع ہو کر قادیان میں یہ چرچا ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی وفات کے بارے میں جھوٹی افواہیں پھیلائی گئی ہیں۔ خواب کی تعبیر ''مولوی سرور شاہ'' امام وقت سے تھی جو پوری ہوئی۔

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب (نور اللہ مرقدہ) کے مکتب میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (نور اللہ مرقدہ) سے میں نے دو تین سال پڑھا۔ اس دوران میں حضور کی عیادت کا بھی مجھے موقع ملا۔ جب حضور گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے ہیں اُنہی دنوں کی بات ہے۔ شیخ تیمور احمد صاحب (جو) حضرت خلیفہ اوّل (نور اللہ مرقدہ) کے شاگرد

تھے (سے آپ نے) فرمایا کہ ولی اللہ شاہ کو وقف کی تحریک کی جائے اور ان سے میرے متعلق اچھی امید کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ شیخ (تیمور احمد) صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ میں مخلص ہو کر دینی تعلیم حاصل کروں اور کالج کی تعلیم کا خیال چھوڑ دوں اور جب (حضرت) خلیفہ اوّل (نور اللہ مرقدہ) نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، حضرت حافظ روشن علی صاحب اور شیخ تیمور کو مفتاح العلوم کا سبق پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے مجھ سے بھی فرمایا کہ میں بھی شریک ہو جاؤں۔ مجھے عربی کا بہت معمولی علم تھا بلکہ نہ ہونے کے برابر۔ میں حیران ہوا بلکہ میرے ساتھی بھی حیران ہوئے لیکن حکم کی تعمیل میں دو تین سبقوں میں شریک ہوا۔ مجھے اپنی کمزوری کا نہایت درجہ احساس ہوا۔ حضرت حافظ صاحب سے سبق پڑھنے کیلئے جدوجہد کی۔ میرے دوست مرزا برکت علی صاحب بھی میرے ساتھ وہی سبق پڑھتے تھے جو میں پڑھتا تھا۔ (بیت) مبارک میں ہمیں حافظ صاحب پڑھا رہے تھے ایک دن مجھ سے کہنے لگے۔ ''تہانوں نہیں عربی اونی'' میں نے ہنستے ہوئے کہا میرا بھی یہی خیال ہے۔ کون زیر زبر پیش کے ساتھ ساتھ ہر دفعہ آنکھیں اُونچی نیچی کرے۔ اگر یہ زیر زبر پیش نہ ہو تو پڑھنا ناممکن ہے۔ اسی ادھیڑ پن میں تھا کہ پڑھائی جاری رکھوں یا نہ رکھوں۔ ایک جمعہ کے دن (بیت) مبارک کے اُس حجرہ میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سرخی والا نشان دکھایا گیا تھا بیٹھا پڑھ رہا تھا۔ (اسی کمرہ میں میری رہائش تھی) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میرے پاس تشریف لائے اور اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیں۔

دورانِ گفتگو میں مجھ سے فرمایا۔ کیا خیال ہے اگر آپ کو مصر بھیج دیا جائے تو آپ وہاں عربی پڑھیں۔ مدرسہ احمدیہ کے لئے بھی ہمیں ضرورت ہے۔ میں یہ بات مذاق سمجھا لیکن بار بار فرمایا۔ مذاق نہیں یہ اقرار کریں تو ابھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔ آپ اُٹھے نہیں جب تک کہ مجھ سے پختہ اقرار نہیں لے لیا اور چند دنوں میں میری اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے سفر کی تیاری ہو گئی اور حضرت خلیفۃ المسیح

الاوّل (نوراللہ مرقدہ) نے دعا کے ساتھ ہمیں الوداع کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نوراللہ مرقدہ) نے خوش خوش باہر شہر سے جا کر ہمیں یکے پر بٹھا کر رخصت کیا۔ یہ واقعہ ۱۹۱۳ء کا ہے۔

قاہرہ اور بیروت میں تعلیم

قاہرہ میں قدیم طریقہ تعلیم سے میرا دل اُچاٹ ہوگیا۔ ابھی چار ماہ گذرے تھے کہ اس تصرف سے بیروت دیکھنے کا مجھے موقع ملا اور میں نے شیخ (عبدالرحمٰن مصری صاحب) کو قاہرہ چھوڑ (کر) بیروت میں پڑھائی شروع کر دی۔ اتنے میں جنگِ عظیم اوّل شروع ہوگئی اور بیروت خطرہ میں تھا۔ میرے اساتذہ نے مجھے مشورہ دیا کہ میں حلب چلا جاؤں۔ چنانچہ میں حلب آیا اور یہاں اعلیٰ پایہ کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ اسی اثنا میں مجھے سات ماہ ایک تُرکی رسالہ میں بھی خدمت کا موقع ملا اور میری اس خدمت کے صلہ میں سفارش کی گئی کہ تُرکی کے امتحان کی شرط سے مجھے مستثنیٰ کیا جائے۔ چنانچہ بیت المقدس میں مَیں نے امتحان دیا اور اچھے نمبروں پر پاس ہوا۔

صلاح الدین ایوبیہ کالج بیت المقدس

اور صلاح الدین ایوبیہ کالج بیت المقدس میں بطور استاد متعین ہوگیا اور یہاں عربی میں پڑھانے اور تعلیم جاری رکھنے کا سنہری موقع ملا۔ فنِ تعلیم وتدریس میں مقابلہ کے ایک امتحان کا اعلان ہوا جس میں کئی اساتذہ شریک ہوئے۔ (مَیں) اس امتحان میں اوّل رہا اور مجھے......کا تمغہ......اور پچاس اشرفیاں انعام ملیں اور شام کی یونیورسٹی سے جو سند بہ دستخط وزیرِ تعلیم اور کونسل جاری کی گئی وہ بھی تعلیمی لحاظ سے میرے لئے بہت خوش کن تھی۔ اس میں اس بات کا ذکر تھا کہ ایک قلیل عرصہ میں علوم آدابِ عربیہ کی ایسی قابلیت حاصل کر لینا ایک نادر بات ہے۔ **(الحمدللّٰہ علی ذالک)**

یہ میری تعلیمی جدوجہد کی مختصر سرگذشت ہے۔ (مشارالیہ سند مع قیمتی لائبریری ۱۹۴۷ء (میں) بوقت تقسیم لوٹ میں ضائع ہوگئی) صلاح الدین ایوبیہ کالج میں مجھے تاریخ ادیان انگریزی اور اُردو پڑھانے کا موقع ملا اور شام میں انگریزوں اور امیر فیصل کی افواج کے داخل ہونے کے بعد مجھے سلطانیہ کالج کا وائس پرنسپل منتخب کیا گیا اور یہاں علم النفس (Psychology) اور علم الاخلاق (Ethics) کے مضامین دیئے گئے۔

اسیری اور رہائی

اکتوبر ۱۹۱۸ء کے آخر میں جنرل ایلینٹ کے حکم سے جوڈیشل ملٹری نے مجھے حراست میں لیا اور بطور اسیر جنگی اور اسیر سیاسی قاہرہ لے گئے اور جنگ ختم ہونے کے بعد مئی 1919ء کے اواخر میں لاہور لایا گیا۔ بظاہر میں حکومتِ برطانیہ کا شاہی قیدی تھا لیکن حقیقت میں آسمانی اسیر تھا جس سے سلسلہ کے لئے کئی ایک خدمات لینا منشائے الٰہی تھا۔ یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجھے آزاد کروایا۔ ان دنوں پنجاب کے گورنر ریڈوائر (Redwire) تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب، چوہدری ظفراللہ خان صاحب اور (حضرت شیخ یعقوب علی) عرفانی صاحب وغیرہ ان کے پاس لاہور بھیجے گئے۔ اس تحریری ہدایت کے ساتھ کہ اگر پچاس ہزار روپیہ کی ضمانت بھی دینی پڑے دی جائے۔ غرض مجھے قادیان جانے کی اجازت دی گئی۔ اس پابندی کے ساتھ کہ اگر باہر کسی جگہ جانا ہو تو گورنمنٹ کو اطلاع دینا ضروری ہوگا اور یہ نگرانی دیر تک رہی۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خدمات

قادیان میں سب سے پہلے جو خدمت میرے سپرد ہوئی وہ نظارت امور عامہ کی خدمت تھی۔ ان دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ناظر امور عامہ تھے اور نظارتیں قائم ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ آپ نے تین ماہ کی رخصت لی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) نے بطور تجربہ ان کی غیر حاضری میں مجھے قائم مقام مقرر فرمایا اور باقاعدہ خدمت

۱۹۲۰ء فروری میں بطور کارکن تصنیف کے مقرر ہوئی۔ حضور (خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ) کا ایک رسالہ ''ترکی کا مستقبل'' شائع ہوا جو بہت پسند کیا گیا اور میں نے اس کا عربی ترجمہ کیا۔ اسی طرح سیٹھ عبداللہ الہ دین کی فرمائش پر ان کے اُردو رسالہ بعنوان ''المسیح الموعود'' کا ترجمہ بھی شائع کیا لیکن ادارہ تصنیف میں تھوڑی دیر ہی کام کیا تھا کہ مجھے دوسری خدمت سپرد ہوئی۔ ان دنوں اس (تالیف وتصنیف) کا نام ادارہ ترقی (دین حق) تھا۔ باقاعدہ نظارت بعد میں قائم ہوئی۔ مندرجہ ذیل کوائف سے میری خدمات کی مجمل صورت ظاہر ہے۔[۶]

۱ نائب ناظر یکم مئی ۱۹۲۰ء تا یکم اپریل ۱۹۲۱ء

۲ ناظر دعوۃ وتبلیغ یکم مئی ۱۹۲۳ء تا ۱۶/اپریل ۱۹۲۴ء

۳ ناظر تعلیم وتربیت ۱۶/اپریل ۱۹۲۴ء تا ۱۵ جون ۱۹۲۵ء

۴ بطور (مربی) بلاد شام اور عراق عرب ۱۵ جون ۱۹۲۵ء تا آخر اپریل ۱۹۲۶ء

۵ ناظر تجارت یکم مئی ۱۹۲۶ء

۶ بطور رکن نظارت تالیف وتصنیف۔ بحیثیت مصنف ترجمہ وشرح بخاری از ۲۸/اکتوبر ۱۹۲۶ء تا ۲۲ جنوری ۱۹۳۱ء (اس عرصہ میں معتد بہ حصہ عملاً بطور قائم مقام ناظر امور عامہ وغیرہ کام کرنا پڑا اور تصنیف کا کام ایک دو سال ہے)

۷ ناظر دعوۃ (الی اللہ) جنوری ۱۹۳۱ء تا ۱۰/اکتوبر ۱۹۳۶ء

۸ ناظر تعلیم وتربیت از ۲۳ نومبر ۱۹۳۶ء تا ۱۴ فروری ۱۹۴۷ء

۹ قائمقام ناظر اعلیٰ۔ یکم ستمبر ۱۹۴۸ء تا ۲/اکتوبر ۱۹۴۸ء

۱۰ ناظر امور عامہ وخارجہ ۱۴/فروری ۱۹۳۷ء تا ۱۴ ستمبر ۱۹۴۷ء۔ نظر بندی حکومت ہند

۱۱ ناظر امور خارجہ جون ۱۹۴۸ء تا یکم دسمبر ۱۹۵۳ء

۱۲ ایڈیشنل ناظر اعلیٰ۔ ۲۳ جنوری ۱۹۵۳ء تا یکم دسمبر ۱۹۵۳ء، یکم جون ۱۹۵۴ء

۱۳ پنشن یکم جون ۱۹۵۴ء

۱۴ دوبارہ ملازمت بحیثیت ناظر امور خارجہ

نظارت تصنیف، امور عامہ و خارجہ میں خدمات

نظارت تصنیف میں بحیثیت کارکن تصنیف صحیح بخاری کا ترجمہ اور شرح بارشاد حضرت خلیفۃ المسیح میرے سپرد ہوئی مگر جلد ہی میں نظارت (دعوۃ الی اللہ) میں منتقل کیا گیا اس ارشاد کے ساتھ کہ مجھے تصنیف کا کام بھی دفتری اوقات کے علاوہ جاری رکھنا ہوگا اور پانچ سال کے بعد جب نظارت امور عامہ اور امور خارجہ میرے سپرد ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہی ارشاد دہرایا گیا۔ اسی اثناء میں باوجود کثرتِ مشاغل اور قلت وقت ہر کام میں نے جاری رکھا اور اس وقت ترجمہ مکمل ہے۔ (۱۹۶۱ء کا ذکر ہو رہا ہے) اور سولھویں پارہ کتاب المغازی کی شرح شروع ہے۔ وباللہ التوفیق۔ ان میں سے دو پارے تقسیم سے قبل قادیان میں شائع ہو چکے تھے اور تیسرا پارہ زیر طبع ہے اور شائع ہونے والا ہے۔ (بعد ازاں یہ بھی شائع ہو گیا)

بلادِ عربیہ میں بغرض تبشیر

۱۹۲۵ء میں (مَیں) اور (مولانا جلال الدین) شمس صاحب بلادِ عربیہ کو (دعوۃ الی اللہ) کیلئے دمشق بھیجے گئے۔ اس بارہ میں حضور کا ارشاد الفضل گیارہ جولائی ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا ہے۔ دمشق میں مَیں ''دعوت الی اللہ'' کے مرکز قائم کرنے کی غرض سے چھ ماہ کے قریب مقیم رہا۔ اس اثناء میں یہ ضرورت محسوس کر کے کہ زیر (تربیت) لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام دیکھنے کی خواہش ہے ''کشتی نوح'' کا ترجمہ کیا اور اس سے قبل ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا ترجمہ ہو کر شائع ہو چکا تھا لیکن ان ممالک میں اس کی اشاعت بہت محدود تھی اور اب دمشق میں اس کتاب کی بھی اشاعت ہوئی۔ علاوہ ازیں مسئلہ حیاتِ مسیح سے متعلق ایک مبسوط کتاب بعنوان ''حیاة المسیح و وفاته من وجهاتها الثلاث'' شائع کی گئی

اوراس کے علاوہ ایک رسالہ بعنوان ''الحقائق عن الاحمدية'' بھی شائع کیا گیا۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۱۹۲۴ء لندن میں تشریف لے گئے ہیں تو آپ جاتے ہوئے دمشق میں بھی ٹھہرے ہیں۔ میرے ایک قدیم دوست شیخ عبدالقادر المغربی بھی حضور سے ملے۔ یہ ایک چوٹی کے ادباء میں سے تھے۔ حضور کی باتیں سن کر انہوں نے حضور سے عرض کیا کہ ان کا ملک دین سے خوب واقف ہے۔ عربی ان کی زبان ہے۔ یہاں آپ کی ''دعوۃ الی اللہ'' کا اثر نہیں ہوگا۔ بہتر ہے کہ افریقہ میں کوشش کی جائے۔ حضور نے اسی وقت پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ لندن سے واپسی پر اس کا جواب دمشق میں (مربی) بھیج کر دیا جائے گا۔

دمشق کے بارہ میں حضور کا ارشاد مبارک

چنانچہ حضور نے مجھے اس سفر میں ہی اطلاع دی کہ میں تیار رہوں۔ ایک دن میں اور شمس صاحب ''دارالدعوۃ'' میں بعض دوستوں سے احمدیت کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ شیخ عبدالقادر المغربی مرحوم تشریف لائے اور بیٹھ کر ہماری باتیں سنیں۔ اثنائے گفتگو میں استخفاف سے اپنی سابقہ ملاقات کا ذکر کیا اور جو مشورہ حضور کو دیا تھا اسے دہرایا اور مذاقاً کہا کہ الہامات کی عربی عبارت بھی درست نہیں۔ میں نے ''خطبہ الہامیہ'' (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام) ان کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ پڑھیں کہاں عربی غلط ہے۔

علامہ المغربی کی عربی دانی

انہوں نے اونچی آواز سے پڑھنا شروع کیا اور ایک دو لفظوں سے متعلق کہا کہ یہ عربی لفظ ہی نہیں .... (مولانا جلال الدین) شمس صاحب نے تاج العروس (عربی لغت کی کتاب) الماری سے نکالی اور وہ لفظ نکال کر انہیں دکھائے۔ سامعین کو حیرت ہوئی اور میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کہا۔ کہلاتے تو آپ ادیب ہیں لیکن آپ کو اتنی عربی بھی نہیں

آتی جتنی میرے شاگردکو(شمس صاحب ان دنوں مجھ سے انگریزی پڑھتے تھے)اس پر انہیں بڑا غصہ آیا اور یہ کہتے ہوئے اٹھے اور کمرے سے باہر چلے گئے اُرِیکَ غَـدًا نُـجُـومَ الـظُّهْـر کل میں تمہیں ظہر کے تارے دکھاؤں گا۔(یہ عربی زبان کا محاورہ ہے)میں نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ سامعین میں سے (اس وقت) کچھ متاثر ہیں اُن سے کہا۔ یہ میرے پرانے دوست ہیں۔صلاح الدین ایوبیہ کالج میں علمِ ادب پڑھایا کرتے تھے اور سامعین کو علم تھا کہ میں بھی وہاں پڑھایا کرتا تھا۔ میں نے کہا انہیں خطبہ الہامیہ پڑھ کر ایسی رائے کا اظہار نہ کرنا چاہئے تھا۔ بجائے ناواقف ہونے کے انہیں حق بات مان لینی چاہئے تھی۔ جب دوست چلے گئے اور شام ہوگئی تو (حضرت مولانا جلال الدین)شمس صاحب نے مجھ سے کہا حضرت خلیفۃ المسیح (نور اللہ مرقدہ) نے الوداع کرتے وقت آپ کو یہ نصیحت کی تھی کہ شیخ عبدالقادر المغربی سے نہیں بگاڑنا۔ وہ آپ کے دوست ہیں اور ان کا شہر میں بڑا اثر ہے۔ میں نے شمس صاحب سے کہا۔فکر نہ کریں۔ وہ میرے دوست ہیں۔ میں انہیں ٹھیک کرلوں گا۔کل صبح ہم دونوں ان کے پاس جائیں گے۔ دوسرے دن صبح سویرے ہم دونوں ان کے مکان پر گئے۔ دستک دی تو مغربی صاحب تشریف لے آئے اور آتے ہی مجھ سے بغلگیر ہوئے اور مجھے بوسہ دیا اور کہا کہ آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ میں آپ کی طرف آنا ہی چاہتا تھا۔اندر تشریف لے آئیں۔قہوہ پئیں اور میں آپ کو دکھاؤں کہ میری رات کیسے گذری۔ہم اندر گئے تو انہوں نے رسالہ ’’الـحـقـائق عن الاحمدیه ‘‘ کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ رسالہ میرے ہاتھ میں تھا اور غصہ میں باہر آیا اور پختہ ارادہ کیا کہ اس رسالہ کا ردّ شائع کروں۔ میں نے حدیث اور تفاسیر کی کتب جو میرے پاس تھیں وہ میز پر رکھ لیں اور عشاء کی نماز پڑھ کر ردّ لکھنا شروع کر دیا۔ اِدھر سے رسالہ پڑھتا اور ردّ لکھنے کے لئے کتابیں دیکھتا۔ایک ردّ لکھتا اس میں تکلف معلوم ہوتا۔ اسے پھاڑا پھر ایک اور ردّ لکھتا اور اسے بھی پھاڑا اور اسی طرح رات بہت گذر گئی۔ بیوی نے کہا رات بہت گزر گئی آرام کرلیں۔ میں نے کہا سید زین العابدین نے

مجھے بہت ذلیل کیا ہے اور میں یہ ردّ لکھ کر سوؤں گا۔ چنانچہ صبح کی اذان ہوئی اور میں ردّ لکھنے کے بعد اس طرح کاغذ پھاڑتا جاتا اور چمنی کی طرف اشارہ کیا کہ وہ دیکھو ڈھیر۔ جب اللہ اکبر کی آواز میرے کان میں پڑی تو میرے نفس نے مجھے کہا۔ صداقت بہت بڑی شئے ہے اور تمہارا اس طرح بناوٹ سے ردّ کرنا درست نہیں اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب ایک کلمہ مخالفت کا مجھ سے نہیں سنیں گے۔ آپ کے خیالات سراسر اسلامی ہیں اور آپ آزادی سے (دعوۃ الی اللہ) کریں اور پوچھنے والوں سے میں آپ کے حق میں اچھی بات ہی کہوں گا لیکن میں آپ کے فرقہ میں داخل نہیں ہوں گا کیونکہ فرقہ بندی سے مجھے نفرت ہے۔ ہمیں یہ سن کر خوشی ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) نے فرمایا تھا کہ شیخ عبدالقادر صاحب المغربی کا جواب اپنے (مربیان) کے ذریعہ سے دوں گا۔ چنانچہ یہ جواب دیا گیا اور مغربی مرحوم آخر دم تک جماعت کی تعریف ہی کرتے رہے اور کوئی کلمہ ہمارے خلاف نہیں کہا بجز اس کے کہ فرقہ بندی سے متعلق اُن کا جو پرانا خیال تھا کہ ان فرقہ بندیوں نے اسلام کو تباہ کیا ہے۔ الگ فرقہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ الحمدللہ کہ بلادِ عربیہ کی (دعوۃ الی اللہ) کیلئے ایک مرکز دمشق میں قائم ہوا اور دوسرا فلسطین میں۔ شمس صاحب نے اور دیگر (مربیان) نے جو خدمات انجام دیں وہ ہمارے اخبارات (الفضل، بدر، الحکم، فاروق وغیرہم۔ مرتب) میں مذکور ہیں۔

دیگر علمی خدمات وتراجم کتب

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ عربی زبان میں ''احمدیت یعنی حقیقی (دین)'' کا ترجمہ دیر سے ہو چکا ہے لیکن وہ ابھی طبع نہیں ہوا۔ اسی طرح درد صاحب کی تقریر ''بانی سلسلہ احمدیہ اور انگریز'' کا عربی ترجمہ بھی مکمل ہے۔ مجھے دونوں کتابوں کی فکر تھی کیونکہ عربی ممالک ابھی تک جماعت احمدیہ سے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور وقت کا تقاضا ہے کہ ایسی کتابوں کی ان کیلئے

اشاعت ہو۔ مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتابوں میں جو حصے اُردو زبان میں ہیں وہ بھی وکالت تبشیر کی سفارش پر ان کا ترجمہ کرنے کی توفیق مجھے ملی ہے۔ ایسی سات آٹھ کتابیں ہیں ان ترجمہ کردہ کتابوں کے مسودے ادارہ تصنیف تحریک جدید کے حوالے کر دیئے گئے ہیں۔ (حضرت مولانا عبدالرحیم) درد صاحب کی کتاب حال ہی میں طبع ہو چکی ہے۔

دمشق کے بارہ میں عظیم الشان رؤیا

۱۹۲۴ء میں جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں تھے مَیں نے دیکھا کہ دمشق شہر میں ایک بلند مکان کی چھت پر کھڑا اذان دے رہا ہوں۔ میری آواز حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی (اللہ آپ سے راضی ہو) کی آواز کی طرح ہے۔ تمام اطراف شہر میں گونج رہی ہے جس سے لوگ بیدار ہو گئے۔ بیدار ہونے والوں میں سے بعض خوش ہیں اور بعض ناراض اور مَیں اذان دیتے وقت مولوی صاحب مرحوم کی طرح بحالت وجد چکر لگا رہا ہوں۔ اذان مَیں نے معاً اس وقت شروع کی ہے۔ آسمان سے اذان کی آواز۔ اللہ اکبر اللہ اکبر ہوتے ہی وہ آواز منقطع ہوگئی تو فوراً مَیں نے اذان دینا شروع کر دی۔ یہ خواب میں نے حضرت مولوی شیر علی صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) قائمقام ناظر اعلیٰ کو الگ الگ سنایا اور دونوں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مجھے وہاں (دعوۃ الی اللہ) کا موقع ملے گا۔ یہ خواب مفصل ہے اور باقی حصے بھی اس وقت پورے ہوئے جب میری شادی کی وہاں تحریک ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجازت دی۔ شام کے ملک (کی طرف) تیسری بار سفر کا تعلق ایک مکاشفہ سے ہے۔

دمشق میں خدمات کی سہ بارہ توفیق

تیسری بار جولائی ۱۹۵۶ء میں دمشق بھیجا گیا۔ جہاں مجھے تین ماہ قیام کا موقع ملا اور دمشق میں ایک مضبوط جماعت دیکھ کر میرے جسم کا رُواں رُواں متاثر ہوا۔ (حَتّٰی بَلَّ دَمْعِیْ مَسْجِدِی) ۱۹۴۵ء میں مجھے ایک خارق عادت مفصل عجیب مکاشفہ کا مشاہدہ ہوا تھا جس کی تفصیلات نو سال کے عرصہ پر ممتد ہیں اور جس طرح دکھایا گیا واقعات ہو بہو اس طرح ظہور (پذیر) ہوتے رہے۔ میں نے اس مکاشفہ میں دیکھا کہ (۱) پنجاب میدانِ کارزار بنا ہوا ہے۔ (۲) سکھوں کی یلغار ہے (۳) تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ (۴) میں کار میں ہوں۔ (۵) میری اہلیہ حکمت میرے ساتھ ہے۔ (۶) سکھ میرا پاسپورٹ چھیننا چاہتے ہیں۔ (۷) میں ایک رقعہ پر طرح دے کر ان کے ہاتھ سے نکل جاتا ہوں۔ (۸) اس کے بعد معاً رات ایک کمرہ میں گزارتا ہوں۔ (۹) بارش ہو رہی ہے۔ (۱۰) اور اسی اثناء میں اپنے تئیں جیل کی کوٹھری میں دیکھتا ہوں۔ (۱۱) ایک نشیمن ہے۔ (۱۲) اس پر قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھتا ہوں۔ (۱۳) کبھی میں امام ہوتا ہوں (۱۴) اور کبھی ایک اور شخص ہے (۱۵) جس کے پیچھے میں نماز پڑھتا ہوں اور اس نشیمن میں میری ایسی کیفیت ہے (۱۶) کہ میں دنیا سے بالکل منقطع دیکھتا ہوں اور تبتل الی اللہ کی سی کیفیت ہے۔ (۱۷) اسی اثناء میں مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ میاں منصور احمد صاحب (ابن صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب) میرے دائیں طرف کھڑے میرے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں (۱۸) اور پھر دیکھتا ہوں کہ میاں مبارک احمد صاحب (ابن حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ بھی ہیں (۱۹) اور وہ بھی نماز میں ہیں۔ اتنے میں جیل کی کوٹھڑی کا دروازہ خود بخود کھلتا ہے (۲۰) وہاں سے نکل کر میں نے دوڑنا شروع کر دیا۔ (۲۱) دور ایک شہر دیکھتا ہوں (۲۲) اس شہر کے رہنے والے مجھ سے محبت رکھتے ہیں (۲۳) اور مجھے بھی ان

سے محبت ہے۔(۲۴) وہ میری انتظار میں ہیں کہ کب آتا ہوں۔(۲۵) دوڑتے دوڑتے کیا دیکھتا ہوں کہ فضا میں پرواز کر رہا ہوں (۲۶) اور اس شہر میں اُترتا ہوں۔(۲۷) جونہی میرے قدم زمین سے چھوتے ہیں تو اپنے سامنے استقبال کرنے والوں کو پاتا ہوں (۲۸) اور میری زبان پر یہ الفاظ ہیں۔جِئْتُکُمْ لِاُبَلِّغَ، جِئْتُکُمْ لِاُبَلِّغَ، جِئْتُکُمْ لِاُبَلِّغَ۔ (یعنی میں آپ کو دعوۃ الی اللہ کرنے کیلئے آیا ہوں) جنہیں میں دُہراتا ہوں۔اس وقت دارالانوار (قادیان) کی (بیت) سے شیریں آواز اذان سنائی دے رہی ہے اور میری اہلیہ جو قریب ہی بچوں کے ساتھ سوئی ہوئی ہوتی ہیں پوچھتی ہیں۔کیا ہے؟ کس سے باتیں کر رہے ہیں اور میں نے ان کو وہ سارا ماجرا سنایا جو ان لمحات میں شروع ہوئے جو سحری کے آخری (لمحات) تھے۔میں اس ماجرہ سے حیران تھا کہ یہ میدانِ کارزار کیا ہے کیونکہ ۱۹۴۵ء میں جنگ (عظیم دوم) ختم ہوئی۔

رؤیا کی تعبیر کا ظہور

اس وقت پنجاب کی تقسیم کا کوئی سوال نہ تھا اور نہ ہنگامہ آرائی کا کوئی خیال۔یہ نظارہ اس دن دیکھا جب ہم نے جنگ عظیم کے خاتمہ پر شکریہ کے تعلق میں ایک جلسہ کیا۔یہ جلسہ (بیت) اقصیٰ (قادیان) میں ہوا تھا۔اسی رات سحری کے آخری وقت میں یہ نظارہ دکھایا گیا۔اس مکاشفہ سے متعلق اور بھی بعض تفصیلات ہیں جن کا ذکر کرنے کا موقع نہیں لیکن عجیب بات ہے کہ ۱۳ستمبر ۱۹۴۷ء کو جب قادیان کی پولیس نے مجھے گرفتار کرنا چاہا تو مجھے رات کو صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب (پسر حضرت مصلح موعود اللہ نور اللہ مرقدہ) کے کمرہ میں سونے کا مشورہ دیا گیا اور میں وہیں سویا۔اُس رات بارش ہو رہی تھی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب امیر جماعت قادیان بعض دوستوں سے یہ مشورہ کر رہے تھے کہ میرے متعلق کیا تدبیر اختیار کی جائے۔بارہ اور ایک بجے کے درمیان مکرم مرزا عبدالحق صاحب (سلمہ اللہ تعالیٰ) اور میرے مرحوم بھائی سید محمود اللہ شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) اس اطلاع کے ساتھ میرے

پاس بھیجے گئے کہ ہم نے اچھی طرح مشورہ کرلیا ہے۔کوئی محفوظ راہ نہیں بجز اس کے کہ پولیس کے حوالے اپنے آپ کو کر دیا جائے۔ میں صبح دارالانوار اپنی کوٹھی پر چلا جاؤں اور وہاں پر مرزا عزیز احمد صاحب کی کار آئے گی اور مرزا عبدالحق صاحب (اطال اللہ عمرہ) بھی میرے ساتھ ہوں گے اور اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کردوں۔ یہ کہہ کر دونوں چلے گئے اور میں اطمینان سے جیسے پہلے سویا ہوا تھا سو گیا۔

چودہ تاریخ تک وصیت کردیں

تہجد کے وقت میں نے ایک وصیت لکھی۔صاحبزادہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے وہ وصیت سپرد کی اور (بیت) مبارک میں نماز صبح پڑھنے سے قبل انہیں بتایا کہ ایک ہفتہ قبل کشف میں آپ میرے پاس آئے ہیں اور نہایت ہی غمگین ہیں اور مجھ سے فرمایا کہ چودہ تاریخ تک وصیت کردیں اور واپس ہوتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ تقدیر معلق بھی ہوسکتی ہے۔آپ بہت ہی مغموم ہیں۔سو اس مکاشفہ اور سابق مفصل مکاشفہ کے سارے حصے پورے ہوئے۔میرے قید کے ساتھی جانتے ہیں کہ میں نے کوٹھری کی چکی پر اپنا نشیمن بنالیا تھا۔اسی پر نماز پڑھتا اور اس پر سوتا۔ پہلے میں نماز پڑھاتا رہا کہ میری کوٹھڑی کا رُخ قبلہ کی طرف تھا اور جب کوٹھڑیاں تبدیل ہوئیں تو مرحوم چوہدری فتح محمد صاحب سیال (اللہ آپ سے راضی ہو) ہمیں نماز پڑھاتے تھے کہ اس تبدیلی سے ان کی کوٹھڑی کا رُخ قبلہ کی طرف تھا اور (رؤیا کا) آخری حصہ جِئْتُكُمْ لِأُبَلِّغَ اس وقت پورا ہوا جب جولائی ۱۹۵۶ء میں بذریعہ ہوائی جہاز حضرت خلیفۃ المسیح (نوراللہ مرقدہ) کی نوازش سے اور آپ کی دعاؤں کے ساتھ دمشق پہنچا۔

يَا قَلْبِيَ اذْكُرْ اَحْمَدَا

مرحوم عیسیٰ خوری کے ہاں جو بہت بڑے ادیب اور مورخ تھے قیام کیا۔ یہ سب سے

بڑے گرجے کے نگران قسیس تھے۔ خوری صاحب اس سے قبل بمعہ تین عیسائی ادباء کے مجھ سے دمشق ملنے آئے تھے کہا کہ وہ تحقیق کی غرض سے آئے ہیں۔ اخباروں میں میرے بعض مقالات پڑھے ہیں۔ دوران گفتگو عیسیٰ خوری نے بتایا کہ مصر کے کسی رسالے یا اخبار میں دیر ہوئی انہوں نے پڑھا تھا کہ اصل میں عالم تو نورالدین (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اللہ آپ سے راضی ہو) ہیں جنہوں نے حجاز میں تعلیم حاصل کی اور خود بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم معمولی ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے ہم سے پوچھا کہ ان دونوں کا کوئی کلام عربی میں ہے جسے دیکھ کر وہ اندازہ کرسکیں۔ (حضرت مولانا جلال الدین) شمس صاحب نے قصیدہ خلیفہ اوّل (اللہ آپ سے راضی ہو) جو براہین احمدیہ کی تعریف میں ہے انہیں دیا۔ چند شعر پڑھ کر انہوں نے کہا اس میں وزن کے لحاظ سے فلاں فلاں نقص ہے۔ میں نے **یَا قَلْبِیَ اذْکُرْ اَحْمَدَا** کا قصیدہ ان کے سامنے رکھا اور بتایا کہ یہ قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے انہوں نے شعر پڑھنے شروع کئے اور پڑھتے چلے گئے حتّٰی کہ وجد میں آ گئے بے اختیار کہنے لگا یہ تو اعلیٰ درجہ کی عربی ہے۔ ملاقات کے آخر میں عیسیٰ خوری صاحب اوران کے ساتھیوں نے باصرار دعوت دی کہ میں حمص آؤں۔ عیسیٰ خوری صاحب نے کہا میں ان کا مہمان ہوں گا۔ چنانچہ انہوں نے پانچ دن ٹھہرایا۔ کثرت سے عیسائی مرد اور عورتیں ملاقات کیلئے آتے۔ دلچسپی سے میری باتیں سنتے۔ عیسیٰ خوری صاحب میری شائع شدہ کتابیں (۱) **الخطاب الجلیل**، (۲) **التعلیم**، (کشتی نوح کا ترجمہ) (۳) **کتاب حیات المسیح و وفاته** اور (۴) **الحقائق عن الاحمدیه** اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ہفتے کی شام کو میں حمص پہنچا تھا۔ اگلی صبح وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے گرجے میں لے گئے جو فتح حمص سے قبل عیسائیوں کے قبضہ ہی میں رہا۔ اُن کی عورتیں بھی ساتھ تھیں جنہوں نے اسلامی طرز کا پردہ کیا ہوا تھا۔ عیسیٰ خوری صاحب عبادت کے بعد مراقبہ کے لئے الگ ایک حجرہ میں گئے۔ میں ایک طرف کھڑا تھا کہ عربی طرز کے لباس میں خوش پوش خوش شکل چند نوجوان میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا

وَحَضْرَتُکَ اَیْضًامِنْ اَتْبَاعِ الْمَسِیْحِ (کیا آپ بھی مسیح کے ماننے والے ہیں؟) میں نے کہا اَیْ نَعَمْ اٰمَنْتُ بِالْمَسِیْحِ الْاَوَّلِ وَ الْمَسِیْحِ الثَّانِیْ (جی ہاں میں مسیح اوّل اور مسیح ثانی دونوں پر ایمان لاتا ہوں) تو ان میں سے ایک نے کہا وَحَضْرَتُکَ مِنَ الْاَحْمَدِیِّیْنَ (کیا آپ احمدی ہیں؟) میں نے کہا اَنَا اَحْمَدِیٌّ (میں احمدی ہوں) اور ان سے پوچھا۔ آپ جانتے ہیں کہ احمدی کون ہیں؟ کہنے لگے ہاں ان کے دو مربی دمشق میں آئے ہوئے ہیں اور ہمارے عیسیٰ خوری صاحب ان سے مل کر آئے ہیں اور ان کی کتابیں بھی لائے ہیں اور وہ کتابیں ہمیں درسًا پڑھ کر سنائی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کتابوں کے متعلق ان کی کیا رائے ہے وہ کہنے لگے باخدا باتیں تو بالکل سچی ہیں اور ان میں ہماری کتابوں ہی کے حوالے ہیں (یعنی انجیل وغیرہ کے) اور عیسیٰ خوری صاحب احمدیوں کے خیالات کی تعریف کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک نوجوان نے کہا۔ کیا آپ سید زین العابدین کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا میں اسے جانتا تو ہوں۔

ایک بوڑھا قسیس

جب پانچویں دن عیسائیوں کے ایک مدرسہ میں میری تقریر کا انتظام ہوا تو وہ نوجوان بھی مجھے ملے اور ہنس کر کہا جواب تو آپ نے ٹھیک دیا تھا کہ آپ سید زین العابدین کو جانتے ہیں۔ اس سے گذشتہ رات عیسیٰ خوری صاحب کے ہال میں جو بہت وسیع کمرہ تھا عیسائی عورتیں اور مرد جمع ہوئے اور اتفاق سے اس رات ایک بجے تک بارش ہوتی رہی اس لئے گفتگو کرنے کا بڑا موقع ملا۔ سب نے اطمینان سے سوالات کئے اور اطمینان سے جوابات سنے۔ ان کا آخری سوال الہام اور وحی سے متعلق تھا اور دوران گفتگو میں ان میں سے ایک نے پوچھا کہ وہ کلمات ''الہام'' جو حضرت احمد پر نازل ہوئے تھے وہ سنائیں۔ مجھے کافی یاد تھے اور میں نے سنانے شروع کئے۔ سامعین میں میرے قریب ہی ایک بہت ہی بوڑھے قسیس (پادری) سفید ریش

بیٹھے تھے۔ کمر کمان کی طرح، پادریوں میں ان کا منصب بہت بڑا تھا جیسا کہ ان کے عصا اور کمر کی ڈوری اور نشانات سے ظاہر تھا۔ ان کے ابرو جھکے ہوئے، شکل متبرک انسان کی سی، وہ اپنے عصا کا سہارا لیتے ہوئے اٹھے اور دائیں بائیں سامعین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے **هٰؤُلَآءِ بِنَاتِیْ وَاَبْنَائِیْ یَعْلَمُوْنَ جَیِّدًا اَنِّیْ لَمْ اُدَاهِنْ فِیْ حَیَاتِیْ قَطُّ فَهَا اِنِّیْ اَشْهَدُ هٰؤُلَآءِ جَمِیْعًا فَاِنِّیْ اٰمَنْتُ بِالْمَسِیْحِ الثَّانِیْ کَمَا اٰمَنْتُ بِالْمَسِیْحِ الْاَوَّلِ** (یہ میرے بیٹے اور بیٹیاں بخوبی جانتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی مداہنت نہیں کی۔ پس میں آج ان تمام لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جس طرح میں مسیح اوّل پر ایمان لاتا ہوں ایسا ہی مسیح ثانی پر بھی ایمان لاتا ہوں۔ مرتب) اور یہ کہہ کر بڑے وقار اور خاموشی سے بیٹھ گئے اور ہال میں سناٹا چھا گیا۔ بارش مدھم ہو چکی تھی اور ایک کونے میں ایک صوفی منش بزرگ مسلمان ہماری باتیں سن رہے تھے۔ عیسیٰ خوری صاحب نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ عالم اور صوفی ہیں اور ان کے بچپن کے دوست اور کہا۔ آپ کی کتابیں میں نے ان کو پڑھا دی ہیں یہ آپ کے خیالات سے متفق ہیں اور آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی جماعت میں داخل ہونے کی کیا شرائط ہیں۔ میں نے مکرم شمس صاحب (حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب) کا پتہ دیا اور آخر اُن کے ذریعہ وہ جماعت میں داخل ہو گئے۔

دوسرے دن ہم تقریر کرنے کے بعد معہ اہلیہ اور برادر نسبتی بغداد کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں آسوری قبائل میں گذر ہوا۔ انہیں پیغام احمدیت پہنچاتے ہوئے تربیتی رسالہ **الحقائق (عن الاحمدیہ)** تقسیم کرتے ہوئے دسویں دن ہم بغداد پہنچے۔ بغداد میں میرے قدیم دوست اور نہایت ہی محبّ دوست مرحوم رستم حیدر تھے جو صلاح الدین ایوبیہ کالج میں ناظم الدروس تھے اور تاریخ عام کے پروفیسر تھے۔ یہ سوربون یونیورسٹی (فرانس) کے تعلیم یافتہ اور بہت قابل تھے۔ زبان عربی کے بھی ادیب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں میری

بہت ہی محبت اور عزت ڈال دی۔ انہیں بغداد میں میری آمد پر بڑی خوشی ہوئی۔ کئی دعوتیں انہوں نے کیں جن میں شہر کے معزز دوست مدعو کئے جاتے رہے۔ وہ وہاں وزیر دیوان تھے۔ وزراء حکام اور علماء سے تعاون ہوا۔

ملک فیصل مرحوم کے سوالات

یہاں تک کہ ملک فیصل نے بھی مجھے دعوت دی اور اس دعوت میں بھی چیدہ لوگ مدعو تھے۔ دوران طعام رستم حیدر نے احمدیت کا ذکر تعریفی رنگ میں کیا اور احمدیت کے متعلق ملک فیصل مرحوم نے سوالات کئے۔ جنگ عظیم کے دوران بھی ان کا تعارف مجھ سے ہو چکا تھا۔ جب دجال سے متعلق تفصیلی گفتگو ہوئی تو انہوں نے مجھ سے آیت لَاتُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِکُ الْاَبْصَارَ (سورۃ انعام:۱۰۴) کا مفہوم دریافت کیا۔ میرے جواب دینے سے پہلے وہ اپنے بھائی علی سے مخاطب ہوئے اور کہا بھائی آپ بڑے عالم ہیں۔ آپ اس آیت سے کیا سمجھتے ہیں؟ تفاسیر میں جو انہوں نے پڑھا تھا وہ بیان کیا پھر ملک صاحب مرحوم مجھ سے مخاطب ہوئے کہ میں اس سے کیا سمجھتا ہوں۔ میں نے مفصل جواب دیا جس پر وہ اتنے خوش ہوئے کہ بے اختیار کہنے لگے کہ اگر اسلام کے لئے دوبارہ زندگی مقدر ہے تو وہ ان خیالات کے ذریعہ ہے جن کا میں نے اظہار کیا ہے۔ کھانا ختم ہوا میں نے فوراً شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:۔

> ''آپ کی مملکت میں ہر مذہب کو تبلیغ کی آزادی ہے حتّٰی کہ آریہ جیسے شدید دشمن اسلام کے لئے بھی اور اگر آزادی نہیں تو اس جماعت کیلئے نہیں جس کے خیالات کے متعلق بادشاہ نے یہ داد دی ہے''۔

میز سے اٹھتے ہوئے فرمایا آپ کو ان سے بڑھ کر آزادی ہوگی اور جب ہم ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہے تھے تو میرے دوست رستم مرحوم نے اپنا منہ میرے کان کے قریب کیا اور کہا وَاَنْتَ تَدْرِیْ مِنْ اَیْنَ تُوْکَلُ الْکَتِفَ (آپ جانتے ہی ہیں کہ کس طرح معاملہ نپٹایا جاتا

ہے۔مرتب)اوراس کے بعد جب رستم حیدر مجھے اپنے مکان پر لائے تو اپنے سیکرٹری سے ایک درخواست عربی میں ٹائپ کروائی جس پر میں نے دستخط کئے اور وہ درخواست بادشاہ کے سامنے پیش ہوئی جس پر انہوں نے مجلس کو غور کرنے کا حکم دیا اوراس طرح یہ درخواست تین ماہ تک دفتروں میں چکر لگاتی رہی اور کئی مایوسیوں کے بعد ایک شام مغرب کی نماز سے ہم دوست فارغ ہوئے تھے کہ سرکاری اردلی پیغامبر نے آ کر جعفر صادق مرحوم امیر جماعت احمدیہ بغداد کو ایک لفافہ دیا۔ وہ کھولا گیا۔اس میں بادشاہ کی مہر کے ساتھ وزارت داخلہ کی طرف سے یہ اطلاع تھی کہ بادشاہ کی طرف سے ان کا سابقہ حکم منسوخ کر دیا گیا ہے اور جماعت احمدیہ کو مکمل (مذہبی) آزادی دی جاتی ہے۔یہ الفاظ پڑھ کر جو دوست نماز مغرب میں حاضر تھے بے اختیار سربسجود ہو گئے کیونکہ ان کی مایوسی کی حالت آخری نقطۂ یاس تک پہنچ چکی تھی۔یہاں تک کہ اس سے ایک ہفتہ قبل شیخ منظور واحد حسین صاحب پولیس انسپکٹر مجھے ایک طرف لے گئے اور کہنے لگے کہ جماعتِ احمدیہ بغداد سخت ابتلاء میں ہے۔آپ نے ہر جمعہ میں کوئی نہ کوئی خواب سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور کامیاب کرے گا اور کامیابی یہ ہوئی ہے کہ حکومت نے جواب دے دیا ہے کہ ملک کے حالات ابھی سابقہ پابندی قائم رکھنے کے متقاضی ہیں بعد میں غور ہوگا۔یہ جواب وزارتِ داخلہ کی طرف سے برطانوی مُستشار داخلی کے مشورہ پر ایک ہفتہ قبل جماعت کو دیا گیا تھا جس سے وہ بہت مایوس تھی لیکن اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک کشتی میں سوار ہوں جو غرق ہو رہی ہے اور جونہی کہ وہ پانی کے نیچے جانے لگی ہے آسمان سے ایک رسی پھینکی گئی جو میرے ہاتھ میں ہے اوراس آسمانی سہارے سے میری کشتی اُوپر آ گئی ہے اور سلامتی سے تیرتے ہوئے ان جہازوں کا رُخ کیا جو سمندر میں جا رہے ہیں اور میں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ خارق عادت مدد فرمائے گا۔میں نے برطانوی ہائی کمشنر سر ہنری ڈولب (Sir Henry Dolb) سے ملاقات کا وقت مانگا تھا۔اس خواب کے دوسرے دن ہی ان کا جواب آ گیا۔میں شیخ منظور واحد صاحب پولیس انسپکٹر کو ساتھ لے گیا۔انہیں تردّد تھا کہ وہ گورنمنٹ آفیشل ہیں۔علاوہ

ازیں ان کے لئے اجازت بھی طلب نہ کی گئی تھی۔

تائیداتِ الٰہیہ

میں نے اندر جا کر ہائی کمشنر سے کہا میرے ساتھ مقامی جماعت کے سیکرٹری ہیں اگر اجازت ہوتو وہ بھی اندر آ جائیں۔ (مقامی جماعت کے سارے افراد وہی تھے جو ہندوستان سے کسی نہ کسی محکمہ میں مستعار خدمت پر لیے گئے تھے) ہائی کمشنر نے اجازت دی اور میں نے ان سے گفتگو شروع کی اور کہا کہ عراقی حکومت نے جماعت احمدیہ پر پابندی عائد کی ہے اور اس تعلق میں جماعت احمدیہ کے دفتر نظارتِ خارجہ کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا کے ساتھ کافی دیر سے خط و کتابت ہو رہی ہے اور ہر دفعہ گورنمنٹ کی طرف سے یہی جواب دیا گیا ہے کہ حکومتِ عراق نے مقامی حالات کے پیشِ نظر یہ پابندی عائد کی ہوئی ہے اور وہ یہ پابندی منسوخ کرنے کیلئے تیار نہیں لیکن یہاں آ کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق کو کوئی شکایت نہیں بلکہ وہ آزادی دینے کیلئے تیار ہے لیکن برطانوی مستشار نے یہ مشورہ دیا ہے کہ ہمیں (مذہبی) آزادی دینا مناسب نہیں۔ اس مستشار کا نام کارنولس (Cornwollis) تھا اور وہ مجھے دمشق سے جانتے تھے جب جنرل ایلن جے (Allen. J) کے حکم سے نظر بند کر کے میں مصر لے جایا گیا۔ یہ اتنے متعصب تھے کہ جعفر صادق اور منظور واحد حسین وغیرہ ایک وفد کی صورت میں انہیں ملنے گئے اور دو تین گھنٹے انتظار کرنے کے بعد ملنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں چند آدمیوں کی خاطر شہر میں فساد برپا کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ یہ دوست مجھے بھی ساتھ لے جانا چاہتے تھے لیکن جس دن یہ ان سے ملنے گئے اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ میں مستشار کے کمرے میں داخل ہوا ہوں اور مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا مگر انہوں نے انکار کر دیا جس سے مجھے شدید غصہ ہے۔ دوسرے دن جب یہ دوست جانے لگے تو میں نے ان سے معذرت کر لی کہ میرا جانا مناسب نہیں۔ میں نے ہائی کمشنر سے کہا کہ ہماری جماعت بڑی وفادار ہے۔ یہ اس وفاداری کا نتیجہ بھگت رہی ہے کہ ہماری طرف غلط باتیں منسوب کی جاتی ہیں اور ہمیں بدنام کیا

جا رہا ہے اور ہماری جماعت کے شریف دوست اطاعت ووفا شعاری میں اپنی زبانیں ردّ (بند) کئے ہوئے ہیں۔ میں نے انہیں بعض باتیں بتائیں جو ہماری طرف منسوب کی جاتی تھیں اوران سے کہا کہ آپ سرحد میں کمشنر رہ چکے ہیں اور ہمارے عقائد سے بھی واقف ہیں کیا یہی ہمارے خیالات ہیں۔انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا آپ کی کتابیں پڑھی ہیں یہ باتیں بالکل غلط ہیں۔ میں نے اپنی ملاقاتوں کا بھی ذکر کیا جو علماء وغیرہ سے ہو چکی تھیں اور بتایا کہ وزارتِ داخلہ ہمیں آزادی دینے کیلئے تیار تھی لیکن آپ کے برطانوی مستشار نے اسے روک دیا ہے اور میرے پاس اس کے متعلق یقینی معلومات ہیں۔اب میں ہندوستان میں جا کر اپنے دوستوں کو حقیقت سے آگاہ کروں گا اور صورتِ حال اخبار کے ذریعہ سے عیاں کروں گا کہ وفادار بننا نقصان دہ ہے۔اس پر وہ گھبرائے اور کہنے لگے آپ ایسا نہ کریں۔ میں ابھی مستشار کو خط لکھ دیتا ہوں۔آپ اس سے ملیں اور میرا خط لے جائیں میں نے کہا ہمارا وفد ان سے ملنے گیا تھا اور یہ سیکرٹری صاحب بھی غالباً اس وفد میں تھے مگر انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔ کہنے لگے آپ اطمینان رکھیں اب وہ انکار نہیں کریں گے۔ چنانچہ دوسرے دن صبح میں اور شیخ صاحب موصوف گئے۔ وہ ناشتہ کر رہے تھے۔ ملازم میرا خط لے گیا اور جلدی واپس آیا کہ وہ ابھی آ رہے ہیں۔ چنانچہ وہ فوراً ہی آ گئے اور تجدید تعارف کے بعد باتیں ہونے لگیں۔ کہنے لگے آپ نمازیں تو پڑھتے ہیں جمعہ بھی ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا آزادی چاہتے ہیں؟ میں نے کہا ہم نے نمازوں وغیرہ کے لئے تو کوئی اجازت نہیں مانگی تھی اور نہ حکومت ہماری عبادت کو روک سکتی ہے۔ کہنے لگے کیوں نہیں روک سکتی۔ بہائیوں کی عبادت گاہ مقفل کر دی گئی ہے۔ میں نے کہا کہ بہائیوں کے صدر نے مجھے دعوت دی اور میں نے ان کے مکان میں دیکھا کہ وہ اپنی نمازیں بھی پڑھتے ہیں تبلیغ بھی کرتے ہیں اوران کا مجھ سے کافی دیر تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ کہنے لگے قرونِ مظلمہ میں بڑی سختی کی جاتی ہے۔آپ تو تاریخ ادیان کے پروفیسر رہ چکے ہیں۔حکومتوں نے بڑی بڑی سختیاں کی ہیں۔ میں نے کہا ہاں مگر باوجود ان سختیوں کے ایک

مخلص عابد کو حکومتیں اس کی عبادت سے نہیں روک سکیں اور نہ ہم نے اس کے لئے حکومت سے اجازت مانگی ہے اور نہ اجازت کی ضرورت ہے۔ کہنے لگے اچھا میں سفارش کر دیتا ہوں کہ آپ کو اس شرط پر اجازت دی جائے کہ کسی کو احمدی نہ بنائیں جس طرح عیسائی کسی کو عیسائی نہیں بنا سکتے۔ میں نے کہا آپ کو احمدیت کے بارے میں بڑی غلط فہمی ہے۔ احمدی بننے کیلئے کسی بپتسمہ کی ضرورت نہیں بلکہ الفاظ کے معانی میں اختلاف ہے۔ **جہاں کسی کو سمجھ آ گیا کہ لفظ توفی کے معنی موت ہیں وہ احمدی ہے۔** کہنے لگے میں اس شرط کے ساتھ سفارش کروں گا اور ہم واپس لوٹے۔ شیخ صاحب محترم نے یہ اثر قبول کیا کہ میں نے کھرے کھرے جواب دے کر اس کو ناراض کر دیا ہے اور کام بگاڑ دیا ہے اور بعض احمدیوں نے مجھے یہ بتایا کہ شیخ صاحب کا خیال ہے کہ میں نے معاملہ بگاڑ دیا ہے۔ میں نے کہا نہیں بلکہ میں نے سنوار دیا ہے۔ اپنے دوست رستم حیدر کو میں نے ساری سرگزشت سنائی اور جب مستشار داخلی کی سفارش مجلس کے پاس پہنچی تو وزارت داخلہ کو رنج ہوا اور بادشاہ کو بھی ان کی مشروط سفارش سے تکلیف ہوئی بلا قید و شرط ہماری (مذہبی) آزادی کا حکم صادر فرمایا اور سابقہ حکم منسوخ کر دیا۔ مقامی جماعت اس واقعہ سے اس قدر خوش تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بذریعہ تار اطلاع دی۔ اخبارات میں شائع کروایا اور میرے سفر کے لئے اپنے خرچ پر فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ ریزرو کروایا اور دعاؤں کے ساتھ بصرہ کی طرف مجھے الوداع کیا جہاں ایک مختصر سی جماعت تھی جس نے میرا استقبال کیا اور بصرہ میں میرے لئے (دعوۃ الی اللہ) کے مواقع بہم پہنچائے۔ ان میں سے جامع مسجد کے ایک شیعہ مجتہد کے ساتھ دو دن میرا تبادلہ خیالات ہوا۔ مسجد بھری تھی۔ پہلے اجلاس میں اس نے مان لیا کہ مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ دوسرے اجلاس میں مجتہد اس اقرار سے کچھ پیچھے ہٹنے لگا تو میں نے یہ بھانپ کر لوگوں کو مخاطب کرنا شروع کر دیا۔ مجتہد کہنے لگا آپ لوگوں کو کیوں مخاطب کرتے ہیں مجھ سے بات کریں۔ میں نے کہا اس لئے مخاطب کرتا ہوں کہ آپ حق پہچان کر انکار کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ لیکن لوگ حق پہچان

کر مجھ سے زیادہ سننے کے شوقین معلوم ہوتے ہیں۔اس پر سب ہنس پڑے اور مجتہد صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔

ایک ایمان افروز واقعہ

اس الٰہی تائید کے تعلق میں ایک اور ایمان افروز واقعہ یہ ہے کہ جب میں بغداد پہنچا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ بغداد کے بعض اوباشوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بُرا بھلا کہا اور آپ کو اس قدر تنگ کیا ہے کہ آپ کو کہیں پناہ نہ ملی۔ایک غیر آباد خشک کنوئیں میں آپ پناہ گزیں ہیں اور تیسرا دن ہے کہ نہ آپ نے کھایا ہے نہ پیا ہے۔جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے اس حالت میں دیکھا تو میں گھبرا گیا اور اس کنویں کے اردگرد چکر لگانے لگا اور میں رو رہا ہوں اور اس کوشش میں ہوں کہ کسی طرح نیچے پہنچوں اور حضور کے کھانے کا انتظام کروں اور اسی حالتِ گریہ وزاری میں بغداد کے لوگوں سے مخاطب ہوں۔افسوس تم نے اپنے ایک خیر خواہ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔وہ تمہاری بھلائی کے لئے بھیجا گیا۔عربی کے الفاظ تھے اور یہ الفاظ اور میرا رونا اس قدر بلند ہوئے کہ میرے برادر نسبتی سید محمد ابراہیم مرحوم اوران کی ہمشیرہ جو میرے قریب ہی سوئے تھے چونک پڑے اور کہنے لگے۔سید زین العابدین کیا ہے؟ میں نے انہیں ماجرا سنایا۔ابراہیم بولے خدا کی قسم میں ابھی یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قبر سے نکلے (ہیں) اور آپ دوڑ کر ان سے بغلگیر ہوئے ہیں۔(انہوں نے بیعت کر لی تھی) غرض میرا بغداد کی طرف جانا سراسر مشیّت الٰہی کے تحت تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان الفاظ میں میری حوصلہ افزائی فرمائی۔جب ملک فیصل مرحوم کے سابقہ حکم کے منسوخ کئے جانے کی اطلاع ملی تو اس کی تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ پابندی پر تیسرا سال گذر رہا تھا اور یہی مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا کہ یہ تیسرا دن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کنویں میں پناہ گزیں ہیں اور کھانے پینے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔میں نے جماعت احمدیہ بغداد کے امیر جعفر صادق مرحوم سے کہا کہ آپ کو

آزادی کی اجازت تو دلائی گئی ہے لیکن آپ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ میں نے منذر خواب دیکھا جس میں جعفر صادق مرحوم کو گھوڑے پر سوار کیا ہے اور ان کو الوداع کہتا ہوں اور سیدھا راستے پر جانے کو کہتا ہوں لیکن وہ سیدھا راستہ اختیار کرنے کی بجائے ایسا راستہ اختیار کر رہے ہیں جو دلدل والا ہے اور میرے دیکھتے دیکھتے اندھیرے میں وہ غائب ہو گئے۔ علاوہ ازیں میں جماعت کے افراد کو دیکھتا تھا کہ وہ بوجہ ملازمت سرکاری ''دعوۃ الی اللہ'' سے عام طور پر خائف تھے۔ مرحوم جعفر صادق سل سے بیمار ہو کر قادیان آئے اور الحمدللہ کہ مجھے ان کی تیمارداری وغیرہ خدمت کا موقع ملا۔ مرحوم نیک، مخلص اور شریف طبع تھے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ

خدماتِ سلسلہ

خدماتِ سلسلہ کے تعلق میں آپ (مولانا دوست محمد شاہد مورخ احمدیت مراد ہیں۔ جن کی درخواست پر آپ نے یہ خودنوشت حالات رقم فرمائے۔ مرتب) کے استفسار کا ایک حصہ تشنہ کام رہے گا اگر کشمیر کی آزادی کے بارہ میں جو جدوجہد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمائی ہے اور اس ضمن میں خاکسار کو خدمت ادا کرنے کا موقع ملا ہے اس کا ذکر نہ کروں اور مجھے یہ دیکھ کر ہمیشہ تکلیف ہوئی کہ ہم عصر مؤرخین کی طرف سے آپ کی یہ اہم خدمات نظرانداز کی جا رہی ہیں۔[5]

کشمیر کمیٹی میں خدمات

کشمیر کمیٹی کی جدوجہد شروع کرتے وقت مسلمان لیڈروں نے بالاتفاق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو اس کیلئے صدر منتخب کیا تھا اور کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ (نے) برطانوی حکام اعلیٰ کے ساتھ گفت و شنید کرنے کیلئے مرحوم (حضرت مولانا عبدالرحیم) درد صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) سے کام لیا اور جہاں اور کام کرنے والوں کو

جموں وکشمیر میں بھیجا، سیاسی نمائندگی کی خدمت مجھے تفویض فرمائی اور اپنی ہدایات کے ساتھ اس غرض سے جموں سری نگر وغیرہ مقامات میں بھیجتے رہے کہ شیخ محمد عبداللہ صاحب شیر کشمیر کی سیاسی جدوجہد میں رہنمائی اور مدد کی جائے اور اس تعلق میں مجھے ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء کے آخر تک کام کرنا پڑا اور میرا قیام جموں وکشمیر میں چار پانچ ماہ تک ہوتا اور جونہی شیخ صاحب موصوف اپنی جدوجہد میں مایوس ہونے لگتے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہو) ان کی ہمت اور امید باندھتے۔ آپ نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ وہ آل جموں اینڈ کشمیر کانفرنس کا انعقاد کر کے اپنی جدوجہد منظّم کریں۔ یہ واقعہ ۱۹۳۲ء کا ہے اور میں ان کی امداد کیلئے بھیجا گیا۔ شیخ صاحب موصوف کا دفتر پتھر مسجد سے ملحق تھا حکومت کے رویّے سے وہ سخت مایوس تھے اور اس بارے میں وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو لکھ چکے تھے۔ جونہی مجھے اطلاع ملی کہ حکومت نے ان کی درخواست متعلقہ اجازت انعقاد کانفرنس ردّ کر دی ہے تو بغیر شیخ صاحب کو اطلاع دیئے میں مسٹر جارڈین پولیٹیکل منسٹر سے ملنے کیلئے گیا۔ وزراء کے ساتھ میرے بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ خصوصًا مسٹر لاتھر انسپکٹر جنرل پولیس سے۔ اسی طرح چیف جسٹس سر دلال سے بھی۔ مسٹر جارڈین نے گفتگو کے دوران میں مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان میں انگریزوں کے مستقبل سے متعلق میری کیا رائے ہے۔ میں نے بے ساختہ کہا very dark یعنی (بہت تاریک) کہنے لگے ان کی بھی یہی رائے ہے۔ اس بے تکلفانہ گفتگو کے (اثناء) میں ان سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ کونسل نے شیخ محمد عبداللہ صاحب کی درخواست ردّ کر دی ہے اور انہیں کانفرنس کے قائم کرنے کی اجازت نہیں دی۔ کہنے لگے یہ درست ہے۔ میں نے کہا مجھے تعجب ہے کہ آپ جیسے مشیر سیاسی کی موجودگی میں یہ فیصلہ ہوا ہو۔ پوچھا کیوں اس میں کیا غلطی ہے۔ میں نے کہا:۔

Council has committed a very serious blunder this would mean to hurt the Kashmiri people into the very arms of mischief mongers.They would go to Sialkot and hold their conference there.

یعنی کونسل نے بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ یہ لوگ سیالکوٹ جائیں گے اور وہاں کانفرس قائم کریں گے اور اس طرح یہ اُن لوگوں کے ہاتھوں میں چلے جائیں گے جو فسادی اور فتنہ انگیز ہیں (یعنی احرار)۔ اس پر کہنے لگے کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ ایسا کریں گے؟ میں نے کہا I am dead sure یہاں سے فارغ ہو کر میں شیخ عبداللہ صاحب کے پاس اس غرض سے گیا کہ یہ معلوم کروں کہ آیا ان کو بھی اطلاع مل چکی ہے یا نہیں۔ میرے جواب کا انہیں وہم بھی نہ تھا۔ جب میں وہاں گیا تو شیخ محمد عبداللہ صاحب اور عبدالرحیم صاحب ایم۔اے کے سوا وہاں کوئی نہ تھا۔

پتھر مسجد کا جلسہ

مفتی ضیاء الدین صاحب پونچھی اور دیگر کارکنان سب غائب۔ ان کا دفتر وغیرہ سنسان سا معلوم ہوا۔ سونے والے کمرہ میں گیا تو شیخ صاحب بستر پر لیٹے تھے اور انفلوئنزا سے بیمار۔ میں نے کہا شیخ صاحب خیر تو ہے۔ کہنے لگے کل رات بڑا فساد ہوا ہے۔ کونسل کے انکار کی وجہ سے یہاں کارکنان کے درمیان بڑی گالی گلوچ ہوئی کہ احمدیوں کے پیچھے لگ کر نظام کا احترام کرنے کی وجہ سے یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک جائز مطالبہ بھی ٹھکرا دیا گیا ہے اور مفتی ضیاء الدین صاحب نے اس بات پر بڑا اودھم مچایا اور بوریا بستر اٹھا کر یہاں سے چلتے بنے کہ وہ الگ کام کریں گے۔ میں نے کہا شیخ صاحب بالکل فکر نہ کریں اور انہیں مشورہ دیا کہ آج رات پتھر مسجد میں جلسہ ہو۔ جس پر انہوں نے کہا کہ وہ تو جلسہ کی صدارت نہیں کریں گے وہ کافی سن چکے ہیں بلکہ مَیں صدر بنوں۔ میں نے کہا مجھے منظور ہے۔ (حضرت مولانا) عبدالرحیم صاحب ایم۔اے (اللہ آپ سے راضی ہو) جو قریب ہی ایک کمرہ میں تھے انہیں بلایا گیا جب انہیں میری تجویز کا علم ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور میرے گلے لپٹ گئے۔ شام کو جلسہ ہوا اور میں صدر تھا۔ پتھر مسجد بڑی وسیع اور شاہی مسجد ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ ایک دو

تقاریر کے بعد میں بحیثیت صدر لوگوں سے مخاطب ہوا اور میں نے پُر امن رہنے کی تلقین کی اور زیادہ تر میری گفتگو اس موضوع پر تھی کہ حکومت کیلئے یہ شرط نہیں کہ ہندوؤں کی ہو یا مسلمانوں کی یا عیسائیوں کی ہو تو تبھی اس کے اغراض و مقاصد پورے ہوں۔ حکومت کا کسی خاص مذہب سے واسطہ نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ کارکن اہل ہوں اور بنی نوع انسان کے ہمدرد ہوں اس کی مثال دیں۔ میں نے کہا کہ ایک ہندو ڈاکٹر جب وہ ہمدردی سے لوگوں کی خدمت کرتا ہے تو سب لوگ ہندو عیسائی مسلمان اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ایک مسلمان یا عیسائی کا حال ہے یہ **انسانی فطرت کی شہادت ہے کہ وہ خدمت خلق کے تعلق میں کسی مذہب کا سوال نہیں اُٹھاتی** اور اس تعلق میں تازہ واقعہ بیان کیا۔ سری نگر شہر میں فساد ہوا جس میں ایک دوسرے پر حملے ہوئے اور حکومت شہر کو بمبارڈ کرنے کی تیاری میں تھی میں نے مسٹر جارڈین سے شام تک مہلت مانگی اور شہر سری نگر کے محلّہ میں کارکنان کے ساتھ چکر لگا کر لوگوں کا اشتعال ٹھنڈا کیا اور دو دن کے بعد امن بحال ہوا تو میں نے آخری چکر گھوڑے پر سوار ہو کر پنڈتوں کے محلّہ میں لگایا۔ ان دنوں مہاراجہ کشمیر سری نگر نہ تھے اور کرنل کالون وزیر اعظم بھی کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ مسٹر جارڈین ان کے قائم مقام تھے۔ ان سے باصرار میں نے کہا کہ نہ پولیس بھیجیں نہ فوج۔ میں امن قائم کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

جب میں جائزہ لینے کی غرض سے پنڈتوں کے محلّہ میں جانے لگا تو لوگوں نے مجھے منع کیا۔ میں نے کہا میرے متعلق مطمئن رہیں۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب نے دو کارکن میرے ساتھ بھیجے۔ چند پنڈت مجھے دیکھ کر شکریہ ادا کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور میری رکاب کی طرف منہ بڑھا کر میرے بوٹ کو بوسہ دیا۔ یہ انتہائی شکر کا اظہار تھا۔ ہر مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والے ہمدردان بنی نوع کی مثالیں دے کر تقاضۂ فطرت بشریہ اور اصول حکومت بیان کئے اور سامعین کو پُر امن رکھنے کی تلقین کر کے میں بیٹھ گیا۔ میں نے یہ بھی کہا کہ حکام ہماری طرح انسان ہیں۔ غلطی کر سکتے ہیں جیسا ہم کر سکتے ہیں۔ بلکہ ناتجربہ کاری کی وجہ سے ہماری

غلطیوں کا زیادہ احتمال ہے اور غلطیوں کی اصلاح کا یہ طریق نہیں کہ ہندو کو ہٹاؤ، مسلمان لاؤ، سکھ یا بدھ حاکم کو لاؤ بلکہ صحیح طریق وہ ہے جو اسلام نے بتایا ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۔ (سورۃ مائدہ:۳) تعاون اور تقویٰ سے ایک دوسرے کی لغزشیں معاف کی جائیں اور دوستی کی جانی چاہئے۔ تقریر کا یہ لب لباب تھا جس سے سامعین نے ایک نیک اثر لیا۔ پولیس ڈائری نویس نے میری تقریر ضبط تحریر کر لی۔ میری صدارتی تقریر کے بعد آخر میں (حضرت مولانا) عبدالرحیم صاحب ایم۔اے (اللہ آپ سے راضی ہو) اُٹھے اور لوگوں سے کہا کہ جلسہ کی کارروائی سے علیحدہ ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس کی مجھ سے اجازت مانگی اور پبلک سے مخاطب ہوئے کہ حکومت نے ان کی درخواست برائے انعقاد کانفرنس ٹھکرا دی ہے اور ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ سیالکوٹ میں ایک آفس قائم کیا جائے اور وہیں کانفرنس کی بنیاد ڈالیں۔ پبلک کی رائے طلب کی۔ چاروں طرف سے یہی آوازیں آئیں کہ ضرور ایسا کیا جائے۔ عبدالرحیم صاحب کی تقریر میں کافی جوش تھا۔ جس کا اندازہ میں نے پبلک کے جوش وخروش سے کیا اور اسی وقت قریباً پندرہ بیس ہزار روپیہ نقد اور بصورت وعدہ اس غرض کیلئے حاصل ہو گیا وہ کہرام کا منظر تھا۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو لکھ چکا تھا کہ حضور مطمئن رہیں آپ کی تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے گا اور روپیہ بھی یہیں سے اکٹھا ہو جائے گا۔ میں ان دنوں قاضی صلاح الدین صاحب پشاوری کی کوٹھی واقع گپکار میں مقیم تھا۔ دن کے وقت ہاؤس بورڈ چنار باغ آ کر دفتر کا کام کرتا جہاں ہمارا آفس تھا۔ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب [۷] اور شیخ محمد احمد صاحب پلیڈر [۸] ان سیاسی مقدمات میں امداد کیلئے اسی ہاؤس بورڈ میں مقیم تھے۔ دوسرے دن شہر میں آیا تو جگہ جگہ مجھے اطلاع ملی کہ گورنر صاحب کی کار میری تلاش میں ہے۔

آل جموں وکشمیر کانفرنس کا قیام

ان دنوں گورنر سردار عطر سنگھ صاحب تھے۔ آخر ان کا پیغامبر ہاؤس بورڈ میں مجھ سے ملا

اور میں اس کے ساتھ کار میں گیا۔ گورنر صاحب مسکراتے ہوئے مجھے تپاک سے ملے۔ کہنے لگے کہ کل شام آپ نے بہت عمدہ تقریر کی ہے جو رات ہی کو کونسل میں پڑھی گئی اور بتایا کہ کونسل کانفرنس قائم کرنے کی اجازت دیتی ہے بشرطیکہ میں تحریری ذمہ داری لے لوں کہ کوئی فساد نہیں ہوگا۔ چنانچہ مسودہ کی عبارت لکھی گئی اور میں نے دستخط کر دیئے اور شیخ محمد عبداللہ صاحب کو دوسرے تیسرے دن تحریری اجازت مل گئی۔ یہ وہ کانفرنس ہے جو بہ محاورہ انگریزی زبان Bone of contention بن گئی ہے لیکن اس کانفرنس نے اپنے وقت پر بہت بڑا کام انجام دیا۔ اسی کے بل بوتے پر الیکشن کامیابی سے لڑا گیا اور اسمبلی قائم کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ مسٹر پیل آئی جی پولیس نے مجھے اس کے لئے سری نگر میں کام کرتے دیکھ کر بلایا اور مشورہ دیا کہ میں واپس پنجاب چلا جاؤں کیونکہ شیر پارٹی اور میر واعظ محمد یوسف پارٹی کے درمیان رسہ کشی ہے اور اشتعال بڑھ رہا ہے۔ گرفتاریاں ہوں گی اور ممکن ہے کہ حکومت کو مجھے بھی گرفتار کرنا پڑے۔ میں نے مسٹر پیل سے کہا کہ ہندوستان میں بھی الیکشن کی مہمیں جگہ جگہ لڑی جا رہی ہیں اور غالباً وہاں کی کشمکش بھی میری طرف ہی منسوب کی جائے گی Give a dog bad name and kill it کی مثال ہوگی اگر مجھے نکالا گیا اور میں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ گذشتہ سال بھی گورنر کے حکم سے مجھے نکلنے کا حکم پہنچا تھا۔ میں نہیں نکلنا چاہتا تھا لیکن بدقسمتی سے میرے ساتھ ایک مشیر قانونی (مکرم شیخ بشیر احمد صاحب کی طرف اشارہ) تھا لیکن اب میں مشیر قانونی کے بغیر ہوں۔ آپ مقدمہ چلائیں یا زبردستی نکالیں از خود نہیں جاؤں گا۔

انہوں نے کہا پرائم منسٹر کی یہی خواہش ہے کہ میں چلا جاؤں۔ میں نے کہا انہیں میری طرف سے کہہ دیں کہ جب امن بحال کرنے کی ضرورت تھی یا کوئی مشکل پیش آئی تو مجھ سے مدد لی جاتی رہی ہے۔ میرپور میں بھی لی گئی، جموں میں بھی اور یہاں بھی۔ اب میر واعظ کی اشتعال انگیزی میری طرف منسوب کر کے مجھ سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔ انگریز دوست بہت خودغرض ہیں۔ مسٹر پیل نے میری موجودگی میں ہی فون کیا اور فون

پر قہقہے کی آواز سنائی دی۔ مسٹر پیل بھی ہنسے اور مجھ سے کہا کہ اگر ہو سکے تو الیکشن کے دن میں شہر میں نہ رہوں۔ میں نے اپنی نوٹ بک نکالی اور انہیں بتایا کہ میں اس دن بانڈی پورہ میں ہوں گا۔ (کیونکہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ چونکہ بانڈی پورہ کا محاذِ انتخاب کمزور ہے۔ میں وہاں جا کر اس محاذ کو مضبوط کروں۔ یہ ہمارا مشورہ آپس میں طے پایا تھا کیونکہ سری نگر میں ہمارا موقف مضبوط ہو چکا تھا) چنانچہ مسٹر پیل اور کرنل کالون وزیر اعظم مجھ سے متفق ہو گئے اور میں بذریعہ کشتی ایک دن قبل بانڈی پورہ ایک دو کارکنان کے ساتھ پہنچ گیا۔ ۹

کشمیریوں کے لئے جدوجہد

اس جدوجہد میں شیخ عبداللہ صاحب کامیاب ہوئے اور بالآخر اسمبلی کا انعقاد ہوا۔ میں نے اُن سے کہا کہ visitors gallery کا ایک ٹکٹ میرے لئے بھی لیتے آئیں۔ عصر کے وقت وہ آئے اور بتلایا کہ ٹکٹ ختم ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا کوئی بات نہیں میں کارروائی آپ سے سن لیا کروں گا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) صدر کشمیر کمیٹی کو اطلاع بھیجتا رہوں گا۔ شام کو سیر کرتے ہوئے میں سر دلال چیف جسٹس پریذیڈنٹ اسمبلی سے ملنے گیا اور اُن سے اپنی ذاتی خواہش کا بھی اظہار کیا کہ میں کارروائی سننا چاہتا ہوں اگر Visitor پاس مہیا ہو جائے۔ تو فرمانے لگے آپ کو اس کی کیا ضرورت ہے آپ کی کرسی مَیں وزراء کے قریب رکھواؤں گا کیونکہ آپ نے بڑی محنت کی ہے۔ صبح پندرہ منٹ پہلے اسمبلی ہال میں پہنچ جائیں۔ میں کچھ متعجب ہوا لیکن اگلی صبح اسمبلی روم کے برآمدہ میں پہنچا تو مجھے دیکھ کر اُن کے سیکرٹری جو ایک پنڈت تھے اور تازہ سیندور اُن کی پیشانی پر لگا ہوا تھا ہاتھ باندھتے ہوئے آگے بڑھے اور کہنے لگے حضور شاہ صاحب! تشریف لے آئیں اور وزراء کی نشستوں کے اخیر دائیں طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ میری کرسی ہے جس کے متعلق سر دلال نے مجھے ہدایت کی ہے۔ آپ وہاں تشریف رکھیں۔ میں نے اسمبلی کی کارروائی تین دن سنی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس کی کارروائی سے مطلع کرتا رہا۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب visitors

gallery میں تھے۔ مجھے دیکھ کر حیران ہو گئے۔ یہ ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ حکومت نے جماعت احمدیہ کی جدوجہد کو سراہا اور اس کی قدر کی یہاں تک کہ اسمبلی کے آخر میں جب نیڈو ہوسٹل میں ارکان اسمبلی کی دعوت ہوئی تو میں بھی مدعو کیا گیا اور جو کارکنان کی طرف سے ایڈریس پڑھا گیا وہ بھی میرا ہی تیار کردہ تھا۔ مسٹر پیل مجھے دیکھ کر اپنی کرسی میرے قریب لے آئے اور کہنے لگے آج میں آپ کو Tea Serve کروں گا۔ اس کے بعد تقریباً تمام وزراء یکے بعد دیگرے میرا شکریہ ادا کرنے کیلئے آئے۔ سر دلال چیف جسٹس صدر اسمبلی مع اپنی فیملی آئے اور شکریہ ادا کیا۔ مسٹر مہتہ ریور ینو منسٹر بھی مع اپنی فیملی آئے اور شکریہ ادا کیا اور جب کرنل کالون میری طرف آنے لگے تو میں ان کی طرف جانے کیلئے اٹھا۔ مسٹر پیل نے مجھے روکا اور کہا کہ یہ سوشل فنکشن ہے۔ انہیں یہیں آنے دیں۔ میں نے کہا وہ منصب اور عمر دونوں کے لحاظ سے بڑے ہیں۔ مجھے جانا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ مصافحہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔

Thank you Mr. Syed Zain ul Abedeen something you did and something me did our bit and me both deserve congratulations for the success achieved.

آل جموں وکشمیر کانفرنس کا انعقاد

اس طرح حکومت کی طرف سے جماعت احمدیہ کی خدمات کا برسر عام اعتراف کیا گیا اور اس سے قبل جب آل جموں اینڈ کشمیر کانفرنس [1] کے انعقاد کا پہلا موقعہ ہوا تو ارکان کانفرنس کی مہمان نوازی وغیرہ کیلئے بہت انتظام کرنا پڑا۔ دریائے جہلم کے کنارے ایک دو میل کے پھیلاؤ میں ہاؤس بوٹوں کا انتظام تھا اور جموں اور کشمیر کے چاروں اطراف سے نمائندے بلائے گئے تھے۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو لکھا کہ میں تھک گیا ہوں مکرم درد صاحب مرحوم میری امداد کیلئے بھیجے جائیں۔ چنانچہ حضور نے آں مرحوم کو مع

چوہدری ظہور احمد صاحب موجودہ آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ۔ (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے) کو بھیجا۔ یہ ایک دو دن پہلے پہنچ گئے۔ کانفرنس میں تقریر کرنے کیلئے یہ پابندی عائد کی گئی تھی کہ بیرون از کشمیر اصحاب میں سے کسی کو تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ کانفرنس کی تنظیم شیخ محمد عبداللہ صاحب نے میرے ہی سپرد کی تھی اور قواعد میں نے ہی مرتب کئے تھے۔ چنانچہ سید حبیب مرحوم ایڈیٹر سیاست اور ایڈیٹر زمیندار (مولوی ظفر علی خان۔مرتب) وغیرہ پہنچے۔ انہیں تقریر کی اجازت نہ ملی اور دوسرے دن واپس پنجاب چلے آئے اور زمیندار نے لکھا کہ سری نگر کانفرنس میں کسی کو بولنے کی گنجائش نہیں کیونکہ احمدیوں کا جنرل لارنس (سید زین العابدین ولی اللہ شاہ) وہاں کام کر رہا ہے۔

امام جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

میں ایک عرصہ سے ریاست پونچھ کی پبلک کو حقوق دلانے کیلئے جدوجہد کر رہا تھا راجہ پونچھ نے اُن حقوق کی منظوری ایسے وقت پر دی جب کہ کانفرنس ہو رہی تھی۔ میں نے مہاراجہ پونچھ سے کہا کہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں لوگوں کے مطالبات مان لیں۔ آپ اعلان سے پبلک میں ہر دلعزیز ہو جائیں گے۔ انہوں نے میرا مشورہ قبول کیا اور مطالبات تسلیم کرتے ہوئے کاغذات پر دستخط کئے۔ ایک نقل اپنے دستخط سے میرے حوالہ کی اور مجھ سے چاہا کہ کانفرنس میں ان کا اعلان کر دیا جائے اور یہ اعلان کانفرنس ہی کی مضبوطی اور ہر دلعزیزی کیلئے مفید تھا۔ کارکنان نے باصرار مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں ہی ان کا اعلان کروں۔ چنانچہ رات کے وقت ہزاروں سامعین کے سامنے میں نے یہ اعلان ایک ایک مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے پڑھا اور ہر مطالبہ پر پنڈال میں آوازیں بلند ہوئیں۔ **مرزا محمود زندہ باد، کانفرنس زندہ باد** اور خاکسار کا بھی نام اس دعا کے ساتھ لیا گیا۔ درد صاحب مرحوم اس وقت ہاؤس بورڈ میں تھے۔ میری آواز سن کر کچھ حیران ہوئے کہ شاہ صاحب نے اپنے مرتب کردہ قواعد کے خلاف کہ غیر از کشمیر تقریر نہیں کرے گا، تقریر شروع کر دی ہے۔ انہوں نے چوہدری ظہور احمد صاحب کو بھیجا۔ وہ

بجلی کے ایک پول کے ساتھ بلب کے نیچے کھڑے ہو کر میری تقریر سننے لگے۔ان کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ بینڈ کی سریلی آواز کے ساتھ ایک ایک مطالبہ پر نعرے لگ رہے تھے۔مرزا محمود زندہ باد وغیرہ۔غرض حکومت کے ذمہ دار کارکنان اور پبلک دونوں کی طرف سے **حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف کیا گیا مگر آج کل کے مؤرّخ حضور کو اپنی تصانیف میں نظر انداز کر کے ناکردہ خدمت کی داد اپنے بٹے لے رہے ہیں۔وایں بوالعجبی**

شیخ عبداللہ سے آخری ملاقات

جب شیخ محمد عبداللہ کو یہ سوجھا بلکہ ان کو سوجھایا گیا کہ نیشنل کانفرنس کی بنیاد ڈالی جائے۔یہ تحریک پنڈت جیالال کلم ایم۔اے وغیرہ کی طرف سے تھی۔ یہ لوگ اپنی تجویز میں مخلص تھے اور کشمیری قوم و وطن کے ہمدرد بھی لیکن ایک عنصر موجود تھا جو کسی بھی وقت بہت خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔حضور نے از راہ ہمدردی میرے ذریعہ انہیں یہ پیغام بھیجا کہ یہ راہ خطرناک ثابت ہوگی۔ میں نے انہیں مشورہ دیا کہ یہ قدم ابھی نہ اٹھایا جائے اور حضرت امام جماعت احمدیہ سے انہیں ملاقات کا مشورہ دیا۔

میری آخری ملاقات ان سے پنڈت جواہر لال نہرو کے مکان میں مارچ ۱۹۴۶ء میں ہوئی جب میں اس غرض سے دہلی بھیجا گیا تھا کہ کانگریس کے ممبران سے ملاقات کر کے ان پر واضح کیا جائے کہ جماعت احمدیہ ان سے صرف اسی صورت میں مطلوبہ اتحاد و تعاون کر سکتی ہے جب مجلس مشاورت جماعت احمدیہ کی پیش کردہ دو شرطیں قبول کر کے وہ بنیادی قواعد میں شامل کر لی جائیں۔اس غرض کیلئے میں مرحوم ابوالکلام (آزاد) پریذیڈنٹ کانگریس، پنڈت جواہر لال نہرو اور گاندھی جی وغیرہ سے ملا۔ملاقات کے وقت مولوی علی محمد صاحب اجمیری، مہاشہ محمد عمر صاحب اور ڈاکٹر لطیف بھی تھے۔جس دن پنڈت جواہر لال نہرو سے میری ملاقات ہوئی تو شیخ محمد عبداللہ صاحب سے اس وقت بھی میری گفتگو ہوئی وہ ان دنوں دہلی میں پنڈت صاحب

موصوف کے ہاں مقیم تھے۔ میں نے حضور کا سابقہ پیغام دُہرایا۔ انہوں نے مجھ سے میری اقامت گاہ کا پتہ نوٹ کیا اور کہا کہ الگ جا کر وہ اس بارہ میں گفتگو کریں (گے)۔

قادیان بذریعہ تار بتلایا گیا کہ مجلس مشاورت میں شریک ہوں۔ جب فارغ ہو کر دہلی دوبارہ آیا تو شیخ صاحب موصوف کشمیر واپس جا چکے تھے اور اُن سے ملاقات نہ ہوسکی۔ وہ ان سے آخری ملاقات تھی۔ حضور کے قیمتی مشورے کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے آج جو خمیازہ بھگت رہے ہیں وہ سب پر عیاں ہے۔

کشمیر میں غیر معمولی حالات میں خدمات

جن خطرناک حالات میں کشمیر میں کام کرتے وقت ہمیں سامنا ہوا وہ ہر کارکن جانتا ہے کہ حکومت کی طرف سے طویل جدوجہد کے اثناء میں جو جون ۱۹۳۱ء میں شروع ہوئی اور ۱۹۳۶ء کے آخر تک جاری رہی۔ ہمیں حکومت کشمیر کی طرف سے قدم قدم پر رکاوٹیں اور دھمکیاں دی گئیں بلکہ گرفتاری کے وارنٹ تک جاری ہوئے۔ چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ (موجودہ ایڈیشنل کسٹوڈین) بھی ان کارکنوں میں سے ایک تھے جن کے گرفتاری کے وارنٹ مسٹر سالس بری سپیشل آفیسر میرپور کے حکم سے صادر ہوئے اور وہ لاہور میں آ چھپے۔ انہوں نے میرپور میں کام کیا تھا وہ دشوار گزار علاقے میں پیدل سفر کر کے مظلوموں کی مدد کو وہاں پہنچے جہاں چونی لال سب انسپکٹر نے نہایت ہی گندے ظلموں کا ارتکاب کیا تھا اور رام چند ڈی آئی جی پولیس نے ظالموں کو پناہ دی اور ہمارے کارکنوں کے خلاف جھوٹے مقدمے بنائے گئے۔ اس قسم کے ظالم حکام کے خلاف کارروائی کرنے کیلئے میں بھیجا گیا اور واپس پہنچنے کیلئے مجھے بھی جموں و کشمیر اور پونچھ میں دور ونزدیک علاقہ جات کے پیدل اور گھوڑے پر سفر کرنے پڑے۔ ظالموں کی فہرستیں تیار کیں۔ مظلوموں کے بیانات سنے اور نقشے بنائے اور ہسٹری شیٹ تیار کی۔ اسی اثناء میں ایک دن جب کہ میں ہاؤس بوٹ میں تھا شیخ محمد عبداللہ صاحب عصر کے بعد آئے۔ سر ننگے، آواز میں گھبراہٹ تھی۔ بخشی غلام محمد صاحب ان کی حفاظت کیلئے پیچھے پیچھے

تھے جو ہاؤس بوٹ کے باہر رہے۔ شیخ صاحب نے مجھ سے کہا۔ شاہ صاحب ایک خطرناک خبر ہے۔ میں نے کہا مجھے معلوم ہے۔ کہنے لگے کیا؟ میں نے کہا ہمارے مروانے کا انتظام ہو گیا ہے۔ وہ یہ سن کر حیران ہوئے اور کہا کہ یہی خبر میں لایا ہوں۔ مہاراجہ کے محل کے فلاں کارکن نے بتایا ہے کہ کانگڑہ دہلی سے چار آدمی بلائے گئے ہیں اوران کے سپرد یہ کام ہوا ہے کہ آپ کو اور مجھے مروا دیا جائے۔ میں نے کہا کہ اطلاع درست ہے۔ مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کو کس نے بتایا ہے۔ میں نے اپنے ذریعہ خبر رسانی بتانے سے معذرت کی۔ (دراصل یہ ایک کھلا بیداری کی حالت میں مکاشفہ تھا اور بلند آواز، احتیاط کرنے کی ہدایت تھی اس لئے بتانے سے ہچکچایا) انہوں نے کہا کہ کیا تجویز ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کواطلاع دی جانی چاہئے جوایک آدمی کے ہاتھ بھیجنی مناسب ہے۔ چنانچہ چٹھی لکھی گئی کہ اگر ہم مارے گئے تو اس کی ذمہ داری مہاراجہ صاحب پر ہوگی اور درخواست کی کہ یہ چٹھی بینک میں محفوظ کر دی جائے۔ چنانچہ شیخ صاحب نے بھی اپنی حفاظت کا انتظام کیا اور میں اپنی بندوق اپنی رانوں میں لیکر سوتا۔ ہر جگہ جہاں میں گیا اس حالت میں شب گزارتا اور مشہور ہو گیا کہ میں مسلح ہوتا ہوں۔ غرض ان پُر خطر حالات میں ہمیں کام کرنا پڑا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میری کارروائی کے نتیجے میں مندرجہ ذیل افسر برخاست ہوئے۔

۱۔ مسٹر سالس بری سپیشل آفیسر علاقہ میرپور۔ ۲۔ رام چند ڈی آئی جی۔ جبری پنشن

۳۔ چونی لال سب انسپکٹر پولیس۔ سزائے قید۔ یہ جیل سے بھاگ گیا تھا اوراسے دوبارہ گرفتار کرانے کے بعد سزا دلوائی گئی۔ مسٹر لاتھر آئی جی پولیس سے میں نے کہا یہ کام محمد دین صاحب سب انسپکٹر (احمدی) کے سپرد کیا جائے اور اس کی دوبارہ گرفتاری کا میں ذمہ لیتا ہوں۔ چنانچہ وہ گرفتار ہوا اوراس نے سزا پائی۔

۴۔ رام رتن کپور تھلوی۔ ایم۔ اے۔ وزیر پونچھ۔ یہ بھی وزارت سے علیحدہ کئے گئے۔

۵۔ بڑو صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل پونچھ۔ بڑو صاحب کو مُلک بدر کیا گیا اور یہ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) سے معافی مانگنے کیلئے آئیاور روتے ہوئے آپ کے پاؤں پڑ گئے اس وقت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے اورمحترم (مولانا عبدالرحیم) دردصاحب حضور کے پاس بیٹھے تھے۔

۶۔ پنڈت بلکاک۔ وزیر وزارت (انت ناگ) اسلام آباد۔ جبری ریٹائرمنٹ۔ (یاڑی پورہ سے میری واپسی پر جس رات وہ مجھے اسلام آباد ملے اوراپنی غلطی کی معافی طلب کی تو اس (وقت) ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف موگا بھی میرے ساتھ تھے اور ان کی مضطرانہ حالت کے عینی شاہد ہیں۔اس ملاقات کے موجب ہمارے دوست خواجہ غلام نبی گلکار تھے۔انہوں نے مسلمانوں پر کافی مظالم توڑے تھے)

۷۔ ایک انسپکٹر پولیس جس نے علاقہ ویری ناگ میں مظالم کئے تھے۔اس کا چالان کرایا گیااور میری موجودگی میں اس کے خلاف (مقدمہ) چلااور تحقیق کے بعدآخراس نے سزا پائی۔اس کا نام میرے ذہن سے اُتر گیا ہے۔یہ مسلمان تھا۔

مظالم کی سرگذشت کا ایک اور نمونہ

علاقہ کھڑی ریاست میرپور کے تمام لوگ ظلم وستم سے تنگ آ کر جہلم میں ہجرت کر آئے تھے اور ریاست کے افسر انہیں واپس لانے میں ناکام ہو چکے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نوراللہ مرقدہ) ان دنوں دہلی میں تھے۔میں صورت حال سے آگاہ کرنے اور مشورہ لینے کی غرض سے دہلی گیا۔حضور نے اس موقعہ پر مظلومین کی مدد کرنے کیلئے ارشاد فرمایا۔میں نے مسٹر سالس بری کو بذریعہ تار اطلاع کی کہ میں جہلم آ رہا ہوں اور راجہ محمد اکبر صاحب کی کوٹھی پر ٹھہروں گا۔آپ اگر وہاں تشریف لے آئیں تو مہاجرین کی واپسی کی تدبیر سوچیں۔کھڑی کا سارا علاقہ خالی تھا۔فصل کھڑی تھی اور جانوروں کا کوئی نگران نہ تھا۔نہایت ہی ابتری کا عالم تھا۔ چنانچہ مسٹر سالس بری جہلم آئے اور میں نے ان سے گفتگو کی اور شرط یہ کی کہ میری موجودگی

میں مظلومین کی فریادسنی جائیاورتحقیق کی جائے۔ چنانچہ علی وال صاحب کا بنگلہ اس غرض کیلئے مقرر ہوا اور میں نے یہ بھی شرط لگائی کہ کوئی پولیس افسر بوقت تحقیق موجود نہ رہے۔ چنانچہ مولوی ظہور حسین صاحب فاضل جہلمی یکے بعد دیگرے مظلومین کو لاری میں لاتے اور ایک ہفتہ تک واقعات کی چھان بین ہوتی رہی۔ میں نے اپنے کلرک کو سمجھا دیا تھا کہ ایک طرف بیٹھ کر وہ واقعات ایسے طور سے نوٹ کرے کہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ چنانچہ مسٹر سالس بری کی بہت حد تک تسلی ہوئی اور انہیں یقین ہو گیا کہ اس علاقہ کے لوگ واقعی مظلوم ہیں جس کی تمام تر ذمہ داری رام چند ڈی آئی جی اور ڈوگرا سپرنٹنڈنٹ پر ہے جس کا نام غالباً رام رتن تھا۔ میں نے مہاجرین کو تسلی دی اور انہیں واپس کیا۔ دو ہفتہ تک جہلم کے مسلمانوں جن میں جماعت احمدیہ جہلم (بھی شامل تھی) نے مظلوم مہاجرین کی کھلے دل سے مدد کی۔

رپورٹ وزیراعظم کی خدمت میں

رپورٹ مرتب کر کے میں نے جموں آ کر وزیراعظم مسٹر کالون کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے یہ رپورٹ انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر لاتھر کو بھیجی اور جب یہ رپورٹ ان کو دی گئی تو میں ان کے پاس ہی تھا اور محمد یوسف صاحب سابق لیفٹیننٹ[11] اپنی وردی میں ملبوس میری کرسی کے پیچھے کھڑے تھے۔ ان سے ایک عجیب حرکت صادر ہوئی۔ اگر کوئی مکھی میری طرف آتی تو اسے دور کرتے اور ایک دفعہ جھک کر میرے بوٹ سے بھی مٹی صاف کی۔ بعد میں مَیں نے پوچھا آپ نے یہ کیا حرکت کی۔ مجھے سخت شرم محسوس ہو رہی تھی۔ کہنے لگے یہ اس لئے کیا تا آئی جی پولیس کو آپ کے مقام کا علم ہو۔ اس روحِ تواضع و بےنفس کے ساتھ ہمارے کارکن محاذِ کشمیر میں کام کرتے رہے۔ مولوی ظہور احمد صاحب نے بہت محنت سے کام کیا اور اس طرح دوسروں نے بھی۔ جب مسٹر لاتھر میری رپورٹ پڑھ چکے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں پنجاب واپس جا رہا ہوں۔ میں نے کہا آج جانے کا ارادہ ہے؟ کہنے لگے نہیں آپ ٹھہر

جائیں۔ پرائم منسٹر، مَیں اور مسٹر جارڈین آج رات سیالکوٹ جا رہے ہیں۔ مسٹر لیٹیمر ریذیڈنٹ جموں اور کشمیر کے ساتھ مشورہ کرنا ہے اور مسٹر سالس بری کو بذریعہ تار بلوایا گیا ہے۔ کل نتیجہ سن کر جائیں۔ چنانچہ دوسرے دن میں صبح اُن کے ہاں گیا بتایا کہ سالس بری کو پنجاب واپس بھیجنے کا فیصلہ ہوا ہے اور رام چند ڈی۔ آئی۔ جی کو ریٹائرمنٹ (دے دی گئی ہے) میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو اطلاع دی اور دوسرے دن اخباروں میں شائع ہوگیا۔ اس کے (بعد) حضور (خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ) نے مجھے پونچھ کے مظلومین کی امداد کیلئے بھیجا۔ جہاں مسٹر جارڈین[12] پولیٹکل منسٹر جا رہے تھے۔ حضور نے فرمایا۔ مظفرآباد میں مولوی عبدالواحد صاحب (مربی) جیل میں قید ہیں۔ ان کی صحت بہت گر گئی ہے انہیں آزاد کروایا جائے ان پر بھی یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ پبلک میں فتنہ وفساد برپا کر رہے ہیں۔ چنانچہ پونچھ جاتے ہوئے میں مظفرآباد کے وزیر سے جو مسلمان تھے ملا۔ ان کا نام مجھے یاد نہیں۔ انہوں نے میرے لئے چائے کا انتظام کیا مگر میں نے اس بناء پر معذرت کی کہ میرا ایک عزیز جیل بھگت رہا ہے میں چائے پینا نہیں چاہتا۔ انہوں نے فائل منگوائی جس میں ان کے خلاف کچھ بھی نہ تھا۔ آخر انہوں نے مجھ سے اس ظلم کے ازالہ کا وعدہ کیا اور چائے پینے کے لئے کہا۔ اس کے بعد میں نے چائے پی اپنا وعدہ پورا کیا۔ اس کے بعد میں پونچھ گیا اور جب پونچھ سے سرینگر پہنچا تو مولوی عبدالواحد صاحب رہا ہو چکے تھے۔

۸۔ ٹھاکر کرتار سنگھ۔ ریونیو منسٹر۔ وزارت سے تبادلہ

۹۔ محمد امین خان۔ انسپکٹر پولیس کے خلاف مقدمہ میں کامیابی اور اس کے عہدہ میں تنزلی۔

سردارانِ پونچھ کی قید و بند اور ان کی نجات کیلئے کامیاب کوشش

یہ چند ایک مثالیں ہیں جن کے خلاف کارروائی کرنے کیلئے بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔

علاقہ پونچھ میں جگہ جگہ فسادات ہوئے۔ ڈوگروں نے مسلمانوں پر ظلم توڑے اوران کے بڑے بڑے آدمیوں کو قید میں ڈالا۔ علاقہ مینڈھر اور علاقہ سرن وغیرہ پر ڈیڑھ لاکھ سے دو لاکھ جرمانے ڈالے گئے اور جرمانوں کو وصول کرنے کیلئے مسلمانوں پر سختیاں کی گئیں۔ الزام یہ تھا کہ ان لوگوں نے بغاوت کی ہے اور ہندوؤں کے مکانات جلا دیئے ہیں۔ تھکیالہ پڑاوا کے مسلمان رؤوسا بھی قید میں تھے۔ سردار فتح محمد خان (کریلہ) روپوش تھے۔ ان کے اوران کے ساتھیوں کے خلاف پھانسی کے احکام عدالت سے ہو چکے تھے اوران کے والد اور رشتہ دار سب قید و بند میں تھے۔[۳۱]

چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ وغیرہ احمدی وکلاء ان کے مقدمات کی پیروی کیلئے بھیجے گئے تھے۔ میں بھی ان مظلومین کی مدد کیلئے بھیجا گیا۔ سب سے پہلے میں نے آنجہانی راجہ پونچھ (سکھ دیو) سے ملاقات کی۔ جب میں ملاقات کے کمرہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ وزیر صاحب دروازے سے قریب دائیں طرف کی دیوار کے پاس کرسی پر سہمے بیٹھے ہیں اور میرے لئے پاس ہی ایک کرسی رکھی ہے اور راجہ صاحب سامنے کی دیوار کے قریب جو کافی فاصلے پر تھی، کے قریب میز لگائے کرسی پر بیٹھے ہیں۔ وزیر صاحب چاہتے تھے کہ صرف درشن کر کے میں واپس چلا جاؤں۔ میں نے اپنی کرسی اٹھائی اور مسکراتے ہوئے راجہ صاحب سے مخاطب ہوا کہ اتنی دور سے میں اس لئے آیا ہوں کہ قریب ہو کر آپ سے باتیں کروں تا آپ مجھے سمجھیں اور میں آپ کو۔ انگریزی کے الفاظ یہ تھے۔ Heart to Heart Talk ان کی دائیں جانب کرسی رکھ کر ان کے قریب بیٹھ گیا۔ ان سے مصافحہ ہوا (میں نے سنا تھا کہ مسلمانوں سے مصافحہ کرنے سے کتراتے ہیں یا اگر مصافحہ کر لیتے تھے تو بعد میں اشنان کرتے لیکن وہ جلد ہی میرے ساتھ بہت بے تکلف ہو گئے اور میں نے ان میں کوئی ایسی ویسی بات محسوس نہ کی۔ شریف طبیعت تھے اور اس ملاقات کے ایک یا دو سال بعد حضرت خلیفۃ المسیح

الثانی (نور اللہ مرقدہ) سے بھی ان کی ملاقات ہندو ہوٹل میں ہوئی تھی) بوقت ملاقات وزیر صاحب دور ہی وہیں کونے میں بیٹھے رہے۔ راجہ صاحب نے مجھے اجازت دی کہ میں خود فسادات کے مواقع دیکھوں اور حالات کی تحقیقات کروں۔ یہی میرا مقصد اس ملاقات سے تھا اور انہوں نے وزیر صاحب کو حکم دیا۔ وہ کورنش بجالائے۔ ہم دونوں وزیر صاحب کے دفتر میں آئے۔ کیا دیکھا وہاں پُر تکلف چائے کا انتظام تھا۔ فیصلہ ہوا کہ میں اگلی صبح سفر پر روانہ ہوں اور وہ اس بارہ میں متعلقہ علاقہ جات کے افسران کو پروانہ بھیج دیں گے کہ میرے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں اور مجھے کہا کہ روانہ ہونے سے پہلے ان سے ملوں۔ میں نے اس کے لئے ان سے مدد نہیں مانگی تھی بلکہ میں چاہتا تھا کہ تنہا فساد زدہ علاقوں کا دورہ کروں۔ دوسری صبح جب ان کے ہاں گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور نو دس بجے جاگتے ہیں۔ یہ میں جانتا تھا اسی لئے عملاً صبح سویرے کا سفر اختیار کیا۔ سردار صاحب کو ساتھ بطور راہنما لیا اور عبدالرب خاں کلرک بھی میرے ساتھ تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا کہ ایک ہی ہفتہ میں علاقہ تھکیالہ پڑاوا، مینڈھر اور سرن کا دورہ مکمل کر لیا اور یہی علاقے فساد زدہ تھے۔ تھکیالہ پڑاوا کا سفر بہت ہی تھکا دینے والا تھا۔ راستے میں کہیں کھانے کیلئے کچھ نہ ملا۔ پہاڑی پر پگڈنڈیوں کا راستہ تھا۔ رات تاریک تھی۔ گھوڑے تھے مگر ان پر سفر محفوظ نہ تھا اور چڑھائی کی وجہ سے تکلیف دہ (تھا) اور رات بارہ ایک بجے کے درمیان پیدل کریلا مقام پر پہنچا جہاں جنگل میں سردار فتح محمد صاحب روپوش تھے۔ وہ مجھے رات ہی کو ملے اور میں نے انہیں مشورہ دیا کہ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ پھانسی کے احکام صادر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ میں براستہ سرن پہاڑیوں اور ندیوں اور دیواروں کو عبور کرتا ہوا موسلا دھار بارش میں آدھی رات کو پونچھ پہنچا۔ راستے میں تین چار دفعہ کپڑے تبدیل کرنے پڑے۔ راستہ میں ندی تھی۔ مدرسہ بیسی پونچھوں کی مدد سے ندی عبور کی اور انہیں معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ ان کے جرمانے معاف کرانے اور ظالموں کو سزا دلانے

کی غرض سے میرا یہ سفر ہے۔

امام جماعت احمدیہ صدر کشمیر کمیٹی کے اخلاق فاضلہ کا ایک نمونہ

(میں نے) دوسرے دن رپورٹ مرتب کی اور نقشہ جات مقاماتِ فساد زدہ بھی تیار کئے۔ مسٹر جارڈین نے مجھے پیغام بھیجا کہ مَیں ان سے یہاں نہ ملوں۔ اسی دن وہ سرینگر چلے گئے۔ میں قادیان آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کے سامنے رپورٹ پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کا پہلا اخلاقی فرض یہ ہے کہ رام رتن صاحب ایم۔ اے وزیر پونچھ کو خط لکھوں اور ان کو اصلاحِ حال کا موقع دوں اور اگر وہ اس موقع سے فائدہ نہ اٹھائیں تو پھر سرینگر جا کر حکام بالا کو صورتِ حال سے آگاہ کروں۔ چنانچہ مَیں نے مفصل خط لکھا جو حضور نے ملاحظہ کیا اور اس میں مناسب اصلاح فرمائی۔ خط میں انہیں ہفتہ عشرہ کی مہلت دی گئی۔ دراصل میرے نزدیک بغاوت کو ہوا دینے اور ظلم کروانے والے یہ اور بڑو صاحب تھے۔ (یہ دونوں بغاوت فرو کرنے کے بہانے سے اس لئے داد لینی چاہتے تھے کہ بڑا تیر مارا ہے) انہوں نے میرے خط کی پرواہ نہ کی بلکہ میرے خلاف کارروائی کرنے کیلئے سری نگر پہنچے۔ میں بھی سرینگر پہنچ گیا اور مسٹر لاٹھیہ آئی جی پولیس سے معلوم ہوا کہ میرے خلاف انہوں نے سخت رپورٹ کی ہے۔ میں دوسرے دن صبح، یہ معلوم کرنے کیلئے کہ وہ کس کس افسر سے ملے ہیں اور کیا باتیں کیں ہیں، ان کی کوٹھی پر چلا گیا اور باتوں باتوں میں سب کچھ معلوم کر لیا۔ اس ملاقات میں میرے ساتھ مرحوم ملک محمد حسین بیرسٹر نیروبی تھے جو ان دنوں سیر و سیاحت کیلئے سری نگر گئے ہوئے تھے۔ وزیر صاحب مجھے معانقہ کے ساتھ ملے اور اس طرح مجھے الوداع کیا (معانقہ کا مفہوم میں سمجھتا تھا) اور مجھ سے گلہ کیا کہ میں پونچھ کا دورہ چپکے چپکے کر آیا ہوں اور علاقے کے متعلقہ افسروں کو خدمت کا موقع نہیں دیا (میں اس خدمت کا مفہوم سمجھتا تھا) چنانچہ سرینگر میں میں وزیر اعظم مسٹر کالون سے ملا اور رپورٹ پیش کی اور اس کی کاپی مسٹر جارڈین [۱۱]

پولیٹیکل وزیر کو بھی دی اور صورتِ حال سے انہیں پوری طرح آ گاہ کیا۔ دونوں انگریز افسر میری رپورٹ سے پورے طور پر مطمئن اور متفق تھے۔ دوسرے یا تیسرے دن مجھے اطلاع ملی کہ محترم وزیر صاحب پونچھ ملازمت سے علیحدہ کئے گئے ہیں اور بڑو صاحب ریاست بدر۔ (کئے گئے ہیں)

جعل سازی کا انکشاف

پنڈت بیلکاک وزیر (انت ناگ) اسلام آباد بھی مہا پاپیوں میں سے تھے، جن کے ظلموں کی داستان لمبی ہے۔ لیکن سب سے بڑھ کر ظلم انہوں نے یہ کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، شیخ محمد عبداللہ صاحب، میرے اور (مولانا عبدالرحیم) درد صاحب وغیرہ کے جعلی دستخطوں سے چٹھیاں لکھوائیں یہ ثابت کرنے کیلئے کہ ہم مہاراجہ کشمیر کو علیحدہ کرنے کی سازش میں مصروف ہیں اور مسٹر پیل آئی جی پولیس نے جب مجھے ریاست سے واپس جانے کیلئے کہا تو یہ بھی دھمکی دی کہ وہ ہماری سازش کو برسرِ عام لانے والے ہیں اور ہمارے خلاف سخت کارروائی ہوگی۔ میں نے مسکراتے ہوئے ان کی اس دھمکی کو قبول کیا اور کہا کہ وہ وقت بھی آئے گا کہ آپ ان الفاظ کے دھرانے سے شرم محسوس کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے پنجاب سی آئی ڈی کی مدد سے اس جعلی خط و کتابت کی تحقیق کی اور ثابت ہوا کہ ان تمام چٹھیوں میں سے صرف ایک چھٹی کے دستخط اصلی ہیں۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی چٹھی کے جو بحیثیت صدر کشمیر کمیٹی شیخ محمد عبداللہ کو لکھی گئی اور اس کا یہ مضمون تھا کہ مہاراجہ کشمیر بالکل مستثنیٰ رکھا جائے کیونکہ مظالم کے ذمہ دار حکام ریاست ہیں، یا ناقص قانون؟ نہ کہ مہاراجہ صاحب، ان کی اصلاح ہونی چاہئے۔ پہلے اس پر پنڈت بیلکاک کی علیحدگی کا فیصلہ ہوا یہ مسل پہلے مسٹر جارڈین کے دفتر سے غائب ہوگئی تھی لیکن وہ جلد ہی واپس قبضہ میں لے لی گئی انہوں نے مجھے پنڈت بیلکاک کے خلاف کارروائی پایہ تکمیل تک پہنچانے کی یاددہانی کی۔ مجھے فائل کی گمشدگی کی تفصیل بھی بتلائی۔

پنڈت بیلکاک کو جب علم ہوا کہ ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے تو خواجہ غلام نبی

صاحب گلکار وغیرہ کی خوشامدیں شروع کر دیں اور مجھ سے ملاقات کی خواہش کی۔ گلکار صاحب نے انہیں اسلام آباد میں پیغام بھیجا کہ یاڑی پورہ کے سفر سے واپس آنے پر میں اسلام آباد ان سے مل لوں گا اور آمد کی تاریخ سے اطلاع دے دی جائے گی۔ جب یاڑی پورہ سے (انت ناگ) اسلام آباد پہنچا تو بارش ہو رہی تھی۔ میرے ساتھ کار میں ہم سفر ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف موگا (تھے)۔ جب بارہ بجے شب کے قریب ہم اسلام آباد پہنچے تو معلوم ہوا کہ پنڈت صاحب میرے انتظار میں ہیں چنانچہ میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ملنے گیا وہ ماتھے پر سیندور لگائے فرش پر بیٹھے تھے ان کے سامنے صندوقچی تھی مجھ سے معذرت کرنے لگے۔ میں نے کہا آپ کو معلوم ہی ہے آپ نے کیا کچھ کیا ہے۔ وہ کچھ جھینپے۔ میں نے کہا میں اور باتوں کا ذکر نہیں کرتا آپ نے ہم پر ایک سنگین الزام لگایا۔ کہنے لگے ہاں لیکن میں کیا کرتا۔ کشمیریوں نے مجھے ایسے خطوط دکھائے جن سے مجھے یقین ہو گیا کہ آپ مہاراجہ کے خلاف کاروائی کر رہے ہیں میں نے کہا آپ ہم سے پوچھ لیتے اور اپنی تسلی کر سکتے تھے کہ واقعی وہ ہمارے خطوط ہیں یا نہیں۔ انہوں نے صندوقچی کھولی اور خطوط میرے سامنے رکھ دیئے میں نے ایک خط دیکھا اور انہیں بتایا کہ سب دستخط جعلی ہیں۔ کہنے لگے بے ایمانوں نے میرا تین سو روپیہ بھی کھا لیا میں نے کہا نہیں چھ سو کھایا ہے۔ ہنس کر کہنے لگے تین سو حکومت کا تھا اور تین سو میرا ذاتی۔ دوسرے دن جب میں سری نگر پہنچا تو ہاؤس بوٹ میں جو دریائے جہلم میں تھا داخل ہو گئے۔ بمشکل ایک گھنٹہ گزرا ہوگا کہ ایک بھری کشتی پنڈت صاحبان کی اپنی طرف آتے دیکھی۔ مجھے تعجب ہوا کہ میرے واپس آنے کا انہیں کیسے علم ہو گیا۔ وہ ہاؤس بوٹ میں آئے اور بیٹھتے ہی ہاتھ باندھ کر مجھ سے مخاطب ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ پنڈت بیلکاک ہمارا رشتہ دار...... ہے یہ کالا ناگ ہے اس پر رحم کرنا تو بہت بڑا پاپ ہوگا اس کے لئے کسی قسم کی سفارش نہ کی جائے گی۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ انہیں اس قدر جلد کس نے اطلاع دی۔ آخر گلکار صاحب سے صورتِ حال (peel) معلوم ہوئی۔

آئی جی ایواش صاحب مسٹر پیل نے مجھے دھمکی دی تھی انہوں نے دعوت میں میری دلداری کی وہ درحقیقت دل میں شرمندہ تھے اور اس لئے چائے کے دوران میٹھی میٹھی باتیں کرتے رہے۔ شریف طبع یہ واقعات اختصار سے میں نے اس لئے بیان کئے ہیں تا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کی نگرانی کے ماتحت ان کے بھیجے ہوئے کارکنان کے کام کی نوعیت معلوم ہو اور یہ کہ مظالم کشمیر کی کس طرح دادرسی کی گئی۔ چنانچہ علاقہ سرن اور مینڈھیر کے جرمانے معاف ہوئے اور میری دوسری ملاقات میں مہاراجہ صاحب پونچھ نے میرے سامنے قید اور پھانسی کی سزاؤں میں پڑے ہوئے مسلمان سرداروں کی رہائی ہوئی۔ آخر ہماری کوشش سے سردار فتح محمد خان صاحب جو موت کے ڈر سے بھاگے پھرتے تھے وہ اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اس تختہ دار پر کھینچے جانے والے انسان کے لئے کتنی بڑی خوشی ہے **اور ستم رسیدہ لوگوں کی رہائی اور آزادی کتنی بڑی خدمت ہے جو حضور (خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ) کے ہاتھوں سے ادا ہوئی آج اس خدمت کو فراموش کیا جا رہا ہے۔** .... میں نے جو کہا ہے کہ کشمیر کی خدمات کے نتیجے میں انگریز ہم سے بگڑے اور شدید بگڑے اس لئے کہا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) نے مجھے بذریعہ تار پالم پور بلوایا اور فرمایا خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب شملہ میں ہیں میں وہاں جاؤں اور فارن سیکرٹری مسٹر گیلن (Gallen) سے ملوں۔ خان صاحب کو میں نے ہدایت بھیج دی ہے۔ آپ اپنے طریق پر ان سے بات کریں اور کہیں کہ کشمیر میں کام کرنے سے اب ہمیں روکا جا رہا ہے یہ درست پالیسی نہیں ہے۔ نیز جن حالات میں مجھے اور شیخ بشیر احمد صاحب کو وہاں سے نکالا گیا ہے وہ بھی پیش کرو۔ چنانچہ میں اخبارات کے بہت سے تراشے لے گیا۔ مسٹر گیلن سی (Gallen-C) نے اثنائے گفتگو میں اپنا وہی فقرہ دہرایا۔ اتفاق سے ان دنوں چار انگریز جاسوس روس میں گرفتار کئے گئے تھے اور ملاقات سے ایک دن پہلے میں نے اخبار میں پڑھا کہ برٹش گورنمنٹ نے روس کو بمبارڈ کرنے کی دھمکی دی ہے میں نے کہا چار انگریز جاسوس

پکڑے جائیں اور برٹش حکومت سارے ملک کو بمبارڈ کرنے کیلئے تیار ہو جائے؟ یہ تو آپ کے لئے جائز اور لاکھوں کشمیری پامال ہوں اور ان کے بھائیوں کو یہ اجازت بھی نہ دی جائے کہ وہ ان کی جائز مدد کریں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اس پر وہ بگڑے اور خان صاحب سے کہنے لگے:۔

Well Moulvi Sahib, the gentleman is reflecting on the Britishers.

یہ کہہ کر انہوں نے گھنٹی بجائی اور ہمیں رخصت کیا۔ میں نیچے آ کر خان صاحب سے ناراض ہوا کہ آپ نے جواب کیوں نہیں دیا۔ ہنستے ہوئے فرمانے لگے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) نے انہیں خط میں یہ ہدایت کی ہے کہ میں نرم پالیسی پر رہوں اور شاہ صاحب اپنے طریق پر گفتگو کریں گے میں نے آ کر ایک گرم گرم چٹھی انگریزی میں لکھی۔ خان صاحب پڑھ کر بہت خوش ہوئے اسی وقت ٹائپ کروائی اور مسٹر گیلن سی (Gallen-C) کو بھجوا دی۔ میں نے اس میں لکھا کہ یہ آپ کے اخلاق اور انصاف کا نمونہ ہے مجھے اتنی دور سے ملاقات کی اجازت دی اور پھر ٹھنڈے دل سے میری بات پر غور کرنے سے انکار کر دیا۔ خان صاحب مرحوم نے مجھے بعد میں بتایا کہ دوسرے دن ہی ان کو (Gallen-C) فون آیا اور گفتگو کا لب و لہجہ معذرت کا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) نے مجھے انہی دنوں ہمارے کشمیر سے نکالے جانے کے اثر کو دور کرنے کی غرض سے پونچھ جانے کا حکم دیا اور میرے وہاں جانے سے ایک کام انجام پایا اور اس کے بعد کشمیر دوبارہ جانے کا راستہ کھل گیا۔ کیونکہ پارلیمنٹ میں ہمارے اخراج سے متعلق سوال اٹھا دیا گیا تھا۔ مذکورہ بالا فارن سیکرٹری مسٹر گیلن سی (Gallen.C) وہی ہیں جو کشمیر کمیشن کے پریذیڈنٹ تھے۔ اس کمیشن کے ممبر مسٹر عباسی اور مسٹر عشائی بھی تھے۔ حضور (نور اللہ مرقدہ) نے مجھے ہدایت فرمائی کہ اصلاحات کے مسودے میں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کے حقوق (میں) کوئی ایسی ویسی شقیں داخل کر دی جائیں جن سے

کشمیری مسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہنچے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان ممبروں کے دستخط ہونے سے پہلے وہ مسودہ اصلاحات حضور کی نظر سے گذر جائے۔ یہ کام بہت مشکل تھا کیونکہ مجھے معلوم ہوا کہ مسٹر گیلن سی (Gallen.C) اور ان کی بیوی مسودہ اصلاحات خود ٹائپ کرتے ہیں اور اپنی صندوقچی میں اسے مقفل رکھتے ہیں۔ ممبران کو بلا کر تبادلہ خیال کرتے ہیں ان سے اپنے سامنے ہی دستخط کروائیں گے اور رپورٹ بالا بالا بھیج دیں گے۔ ان کا یہ طریق عمل میرے لئے مایوس کن تھا لیکن ایک سیدھی سادھی تدبیر سے بغیر اس کے کہ سرقہ کی صورت ہو تیار کردہ رپورٹ جس پر دستخط ہونے تھے آ گئی۔ راتوں رات وہ ٹائپ کروائی اور وہ لیکر قادیان پہنچ گیا۔ حضور نے اس میں اصلاحات فرمائیں اور تیسرے دن میں اور (حضرت مولانا عبدالرحیم) درد صاحب مرحوم دونوں مسودوں کو جموں لے کر آئے۔ اصلاح کردہ مسودے کی دو کاپیاں ٹائپ کروائیں۔ ایک ایک کاپی دونوں کو دی گئی کہ ہم میں سے اگر ایک گرفتار ہو جائے تو دوسرا مسلمان ممبران کمیشن کو پہنچا دے اور مسٹر عباس اور مسٹر عشائی کو ضروری مشورہ دیا گیا......۔

امام جماعت احمدیہ کی کشمیریوں کیلئے خدمات

حضور (خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ) کو کشمیریوں کی بہبود کا فکر و اہتمام تھا کہ مجھ سے فرمایا کہ مالیہ اور لگان کا اندازہ زمین کی نوعیت پر ہوتا ہے اس لئے راولپنڈی، جہلم اور سیالکوٹ وغیرہ اضلاع کی زمینوں کے مالیہ کا اندازہ کیا جائے اور اس مالیہ کے پیش نظر کشمیر کی زمینوں پر مالیہ لگنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے پٹواریوں، قانون گوؤں وغیرہ کی مدد سے تمام ملحقہ علاقہ جات کا جائزہ لیا۔ مسلمانان ہند خصوصاً پنجابی (لوگ) آپ کی سعی بلیغ کشمیر کے کام میں پوری ہمدردی سے تعاون کرتے تھے۔ سارے ہندوستان میں سازگار فضا پیدا ہو چکی تھی اور جب اصلاحات کے اس مخصوص حصہ کیلئے ایک انگریز ایکسپرٹ (ماہر) جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا ولایت سے جموں بلوائے گئے اور مسٹر میڈلٹین ان دنوں اس تعلق میں جموں کشمیر میں متعین

ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) نے مجھے ان دونوں افسروں سے ملنے اور آپ کا مشورہ ان کے سامنے پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ میں ان دونوں سے ملا اور وہ حضور کے مشورے سے بہت خوش ہوئے اور اسے قبول کیا اور اتنی قدر کی کہ مسٹر میڈلیٹن کے ساتھ تو میرے تعلقات بے تکلف ہو گئے اور ان سے بھی کشمیر کے کام میں مدد ملی۔

حضرت خلیفۃ المسیح (نور اللہ مرقدہ) کو اصلاحاتِ کشمیر کے بارہ میں اس قدر اہتمام تھا کہ ان کے اعلان ہونے پر فرمایا کہ مجھے (زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب) دور ونزدیک کے علاقہ جات میں جا کر لوگوں سے براہ راست تعلق پیدا کرنا اور معلوم کرنا چاہئے آیا اُن کا نفاذ ہوا ہے یا کاغذ پر سیاہی کے حروف ہی ہیں؟

ہمالہ کی چوٹیوں پر

چنانچہ گاندھڑبل کے قومی ورکر مسٹر غلام قادر کو ساتھ لیا اور کشمیر ٹورسٹ گائیڈ (Tourist Guide) کی مدد سے دور دراز علاقوں میں گیا۔ سون مرگ، بالتل، بلتستان، دراز یا پت وادی (ریچھ والی وادی) شیطان کنڈ، ترگ بل، بانڈی پورہ، بارہ مولا وغیرہ علاقوں کا دورہ کرتا ہوا دو تین ماہ بعد سری نگر پہنچا۔ اس سفر کے اثناء مجھے ہمالہ کی بلند چوٹیوں اور ان دشوار گزار جگہوں سے گذرنا پڑا جن سے متعلق (ٹورسٹ) گائیڈ(Tourist Guide) میں یہ ہدایت لکھی تھی۔

Tourist should not try this rout. It is precarious.

(یعنی زائرین کو یہ راستہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ یہ راستہ غیر محفوظ اور خطرناک ہے)

جب بانڈی پورہ پہنچا اور وہاں ڈاک بنگلے میں اترا اور آئینہ دیکھا تو اپنا چہرہ سیاہ فام دیکھ کر حیران اور فکرمند ہو گیا۔ شدت سردی کی وجہ سے رنگ بدل چکا تھا۔ میں راستہ میں غلام قادر صاحب کا سیاہ فام چہرہ دیکھ کر اُن سے مذاق کرتا تھا۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ اپنا حال بھی اُن جیسا ہے۔ گھوڑے کی سواری سے پنڈلی کے بال جھڑ چکے تھے جواب تک صاف ہیں اور داڑھی کے بالوں میں سفیدی شروع ہو گئی تھی اور ان سفروں میں مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ منظور کردہ وہ

اصلاحات نافذ ہیں۔ بکروال وغیرہ قبائل نے جو لٹیرے مشہور ہیں میرا ہر جگہ خوشی سے استقبال کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کو دعائیں دیں کہ ان کے............ٹیکس کم ہوئے۔

ریچھوں کی غار میں

اس سفر کے اثناء میں بعض وقت مجھے ریچھوں کی غاروں میں رات گذارنا پڑی۔ ریچھ موسم گرما میں برفانی چوٹیوں پر چلے جاتے ہیں اور غاریں خالی ہوتی ہیں۔ موسم کی خرابی اور بارش کی وجہ سے ہمیں مجبوراً راستے میں انہی غاروں میں سے ایک غار میں رات ٹھہرنا پڑا۔

غرض کشمیر کی مہم ایک عظیم الشان تاریخی مہم ہے جو آپ کی قیادت میں اسیروں کی رہائی کیلئے سَر ہوئی۔ گو جماعت کو ایک لمبا عرصہ تک برٹش انڈین حکومت کی مخالفت مول لینی پڑی اور اس مخالفت میں احرار خاص طور پر انگریزوں کا آلہ کار بنے لیکن مشیتِ الٰہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کے ساتھ تھی اور اسی مخالفت کا سدِّ باب کرنے کیلئے مجھے بحیثیت ناظر امور عامہ و ناظر امور خارجہ خدمت ادا کرنا پڑی۔ وہ بھی درحقیقت مشیت الٰہی ہی کا ایک انعکاس تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کے قلبِ صافی پر ہوا۔[۱۴]

ہر موقعہ پر الٰہی راہنمائی

مجھے اس کا تجربہ و مشاہدہ نہ ایک بار بلکہ ہر بار ہوا میں کسی مہم کیلئے نامزد کیا گیا ہوں اور اکثر اس سے قبل خواب میں نظارہ دکھایا گیا اور اس انعکاس مشیت الٰہی کے تعلق میں صرف ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ میں کشمیر میں تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مکان ہے جس کے بالا خانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد ہیں۔ اوپر جانے کیلئے ایک لمبی سیڑھی ہے۔ میں سیڑھی چڑھتے ہوئے بطور پہرہ دار دروازہ پر کھڑا ہو گیا ہوں۔ اتنے میں دو شیطان (صورت) سادھوؤں کے، گیرو رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اوپر سے آئے۔ ایک بڑا ہے جس کا رنگ گندمی ہے اور ایک پست قد سیاہ فام۔ بڑے کے چہرے پر پھولے ہوئے

دانے ہیں۔ پست قد کی آنکھیں خونخوار ہیں۔ یہ شیطان سیرت سادھوزنان خانہ میں داخل ہو گئے۔جس سے شور برپا ہوا۔ میں نے آواز بلند کی اور وہ دونوں جلدی سے باہر نکل آئے۔ پست قد نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کرنا چاہا مگر دوسرے نے اشارہ کیا کہ یہ موقعہ خطا جائے گا اور وہ دونوں سیڑھیوں سے اُتر کر واپس چلے گئے۔ یہ ایک لمبا خواب ہے جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ میں نے دارالمسیح کے میدان کے اردگرد تاریک وادی میں بندر، سؤر اور ریچھ وغیرہ کودتے پھاندتے اور اودھم مچاتے بھی دیکھے۔ یہ خواب بھی سچا ہوا جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بطور ناظر امور عامہ وخارجہ متعین فرمایا اور ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک دس سال فتنہ پردازوں کا کامیابی کے ساتھ مجھے مقابلہ کرنے کا موقع ملا یہاں تک کہ آخر بوقت تقسیم ملک میں سکھوں کی یلغار وغیرہ کے تعلق میں خدمت کرتا ہوا بھارت کے ہاتھوں قید ہوا۔ **فالحمدللّٰه علی ذالک**

یہ عرصہ خدمت نظارت امور عامہ وخارجہ دس سال تک ممتد تھا۔ اسی طرح مشیت الٰہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نوراللہ مرقدہ) کے ارادے اور راہنمائی میں عملاً جلوہ گر ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی استجابت دعا کے نمونے

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے استجابت دعا کا ایک واقعہ بیان کر کے اس داستان کو ختم کرتا ہوں۔حضرت والد صاحب (ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب) کی یہ عادت تھی کہ ہر تین سال کے بعد تین ماہ کی رخصت لیکر مع اہل بیت استفادہ روحانی کی غرض سے قادیان تشریف لاتے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو اپنے ہاں ٹھیراتے اور اس طرح ہمیں بھی دارالمسیح میں قیام کرنے کا موقع ملتا رہتا۔گرمی کا موسم تھا، غالباً جون کا مہینہ۔میرے دل میں یہ بڑی خواہش تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب تنہا ہوں تو میں آپ کو پنکھا کروں۔ایک دن میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ مرحومہ نے جن کا نام زیب النساء (اللہ آپ سے

راضی ہو) نے مجھے اطلاع دی کہ حضرت اماں جان (سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا) باہر سیر کیلئے تشریف لے جا رہی ہیں اور وہ بھی ساتھ جائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرقی صحن میں تنہا بیٹھے لکھ رہے ہیں۔ ہمشیرہ نے مجھے پنکھا دیا اور کہا کہ اب موقع ہے حضور کو پنکھا کرو۔ حضور چٹائی پر مشرق کی طرف منہ کئے بیٹھے لکھ رہے تھے۔ شمال مغربی جانب صحن کے دروازے پر جا کر میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور آہستہ آہستہ پنکھا شروع کر دیا۔ آپ ایک باریک قمیض پہنے ہوئے تھے۔ سر سے ننگے تھے۔ پنکھا کرنے سے سر کے باریک بال قدرے لہرانے لگے۔ مجھے خیال آیا کہ یہ وہ لطیف سیدھے بال ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ چاہا کہ ان بالوں کو چوموں۔ میں اسی خیال میں تھا کہ حضور نے مجھے دیکھا اور مسکرائے۔ ہاتھ سے پکڑ کر مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ فرمایا آپ تھک گئے ہیں۔ میں بہت کھلاڑی تھا۔ کبڈی کھیلتے میرے دائیں گھٹنے کا جوڑ ہل گیا تھا۔ کافی علاج کروائے گئے لیکن جوڑ اپنی جگہ پر بحال نہ ہوا اور میں بھاوڑی کی مدد سے چلا کرتا تھا۔ حضرت والد صاحب وقتاً (فوقتاً) میرے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کیلئے لکھتے رہتے تھے۔ حضور نے میٹھے تیل کا اور کافور کی مالش کرنے کا ارشاد فرمایا تھا اور فلاسفر ان دنوں بورڈنگ میں میرے پاؤں کی مالش کیا کرتے تھے۔ حضور نے پوچھا کہ اب پاؤں کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مالش کی جا رہی ہے۔ ایسا ہی دو چار اور باتیں مجھ سے دہرائیں اور اس کے بعد میں چلا آیا۔ اسی ہفتہ میرے ہم جماعت فضل دین کھاریاں والے نے کھیلتے ہوئے میری بھاوڑی توڑ دی۔ قادیان ان دنوں ایک معمولی سی بستی تھی۔ میں نے کوشش کی کہ بانس ملے اور بھاوڑی بنائی جائے۔ ہمارے بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ بھائی عبدالرحیم صاحب [۱۵] تھے۔ انہوں نے مرحوم عبدالرحیم یکے والے کو دو آنے دیئے کہ بٹالہ سے بانس لائیں مگر وہ ہر دفعہ بھول جاتے اسی طرح ہفتہ عشرہ گزر گیا اور اسی اثنا میں مجھے دیوار کا سہارا لے کر بورڈنگ سے مدرسے کے کمرے میں آنا جانا پڑتا۔ میں نے دیکھا کہ میری ٹانگ سیدھی ہو

رہی ہے اور زمین پر پاؤں لگ رہے ہیں اور ٹانگ میں چلنے کی طاقت پیدا ہوگئی ہے۔ کئی دنوں بعد بانس آیا اور میں نے اس کی سوٹی بنوائی اور پھاوڑی کی ضرورت نہ رہی۔ استجابت دعا کی برکت سے آج تک بفضلِ تعالیٰ اسی پاؤں سے پہاڑوں کے دور دراز سفر کرنے پڑے اور جنگ عظیم اوّل میں ترکی رسالے میں خدمت کرنے کا موقع ملا۔

دعائیہ اعجاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسی قسم کی اعجازی دعا کا ایک اور واقعہ ہے۔ ایک (دفعہ) ہم مدرسے میں تھے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ امرتسر کا ایک وکیل جن کا نام محکم الدین ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تبادلہ خیال کرنے آیا اور حضور (بیت) مبارک میں بیٹھے اس سے باتیں کر رہے ہیں۔ میں بھی وہاں گیا اور ایک طرف بیٹھ گیا۔ حضرت مفتی محمد صادق اور شیخ یعقوب علی عرفانی (اللہ ان سے راضی ہو) اور بعض اور احباب وہاں بیٹھ گئے۔ آپ محکم الدین سے مخاطب تھے اور اس وقت یہ بیان کر رہے تھے کہ آپ کی صحبت کا اثر کیا ہے۔ چہرہ کا رنگ بدل گیا اور حضور پُر وقار آواز اور جوش سے فرمانے لگے کہ میری صحبت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اثر رکھا ہے کہ ایک بچہ بھی **اگر میری صحبت میں ہفتہ یا کچھ دیر رہے تو وہ مشرق و مغرب کے مولویوں پر** بھاری ہوگا۔ یا یہ فرمایا فوقیت لے جائے گا اور اس وقت حضور کی نظریں میری طرف تھیں اور میں دعا میں مشغول ہوگیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ تو مجھے وہی بچہ بنا دے جو حضور کی صحبت سے فیض یاب ہونے والا ہو اور مجھے یقین کامل ہے کہ حضور کی دعا اور نظرِ عنایت کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ مجھے سلسلہ کی خدمت کا موقع ملا ہے۔ **الحمدللّٰہ علی ذالک**

انذاری پیشگوئی

ان دنوں کا ایک اور واقعہ ذکر کرتا ہوں کہ ہم دارالمسیح میں ہی مقیم تھے کہ کسی نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام غشی میں ہیں میں بھی اس کمرے میں پہنچا

جہاں حضور چار پائی پر بے ہوش پڑے تھے۔ لحاف اپنے اوپر ڈالا ہوا تھا اور پاؤں داب رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (نوراللہ مرقدہ) آپ کے سرہانے کی طرف زمین پر پاؤں کے بل بیٹھے آپ کی نبض ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے اور مدہم کمزور آواز میں کچھ فرمایا۔ مجھے اچھی طرح سنائی نہیں دیا۔ میں دہلیز میں تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کو غشی کی حالت وحی میں طاری ہوئی تھی اور آپ نے جو الفاظ فرمائے اس کا مفہوم (یہ تھا) کہ منذر وحی میں اطلاع دی گئی ہے کہ پنجاب میں ہیضہ (عذابِ الٰہی) پھوٹے گا اور اسی ہفتہ پنجاب میں ہیضہ پھوٹا اور قادیان میں علی شیر جو آپ کے رشتہ داروں میں سے تھے اور سخت مخالف تھے ہیضہ سے فوت ہو گئے۔ یہ اتنے شدید دشمن تھے کہ جب ہم نئے نئے قادیان آئے اور باہر باغ دیکھنے کیلئے گئے تو ہمیں راستے میں ملے اور ہمیں فحش گالیاں دیں کہ آ گئے ہیں سیر کرنے کیلئے۔...................

فوجی تربیت

(مجھے) فوجی تربیت سے بڑا فائدہ پہنچا اور اس تربیت کے دوران میری تعلیم بھی جاری رہی۔ انگریزی فوجی لٹریچر جو برٹش کونسل بغداد کی لائبریری سے ترکوں کے ہاتھ آیا تھا۔ اس کے عربی ترجمہ کا کام بھی میرے سپرد کیا گیا۔ اس کے علاوہ ادارہ استطلاعات اور افتاء اور تعذیری خدمت بھی میرے سپرد تھی۔ اس تربیت نے مجھے اس قابل بنا دیا کہ سلسلہ کی انتظامی نوعیت کی خدمات بجالاسکوں۔ فوجی تربیت سے مجھے اس قدر شغف تھا کہ قادیان میں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نوراللہ مرقدہ) سے بحیثیت ناظر (اصلاح وارشاد) عرض کی کہ ہمارے ''مربیان'' فوجی تربیت کے محتاج ہیں۔ آپ نے میری اس بارہ میں پیشکش کی۔ تجویز منظور فرمائی اور لیفٹیننٹ مرزا گل محمد مرحوم کی زیر نگرانی ان کی فوجی پریڈ شروع ہوئی۔ جب

ایک دو ماہ گزرے تو مرزا گل محمد نے مجھ سے کہا کہ ابھی کسر باقی ہے ان کی نظر میں ایک سکھ جمعدار ایک پنشنر ہے ان سے بطور انسٹرکٹر کام لیا جاسکتا ہے۔ایک ماہ کے لئے ان کو ملازم رکھ لیا جائے تو بہت اچھا ہوگا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ہماری درخواست قبول فرمائی اس سکھ جمعدار نے (مربیان) کی فوجی پریڈا کھڑ طریق سے کروائی اور ساری کسر نکال دی۔ آخری پریڈ حضرت صاحب نے بھی ملاحظہ فرمائیاور آپ جمعدار کے آرڈر کے چست فقروں کو سن کر خوب ہنسے۔رائٹ لیفٹ،رائٹ لیفٹ،قدم سے قدم،سامنے دیکھ۔ان فقروں کے ساتھ خود اس کے قدم بھی آگے پیچھے دائیں بائیں (مربیان) کے قدموں کے ساتھ ساتھ اٹھتے اور زمین پر پڑتے تھے۔قدموں کی ہم آہنگی اور موزونیت ایک خوش کن منظر پیش کر رہی تھی۔امید ہے (مربیان) یہ پریڈ نہیں بھولے ہونگے۔

قادیان میں خدمات

اس کے بعد ۱۹۳۷ء میں جب نظارت امور عامہ کا چارج میں نے لیا تو ۱۹۳۸ء اور ۱۹۳۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نوراللہ مرقدہ) سے اجازت حاصل کر کے تمام کارکنان صدر انجمن احمدیہ کو فوجی پریڈ سیکھنے کا حکم جاری کیا گیا۔بڑی مشکل سے وہ اس سے مانوس ہوئی۔ ایک دن قدیم زنانہ جلسہ گاہ قادیان جہاں یہ مشق کی جاتی تھی میں ایک لاٹھی لے کر آیا اور کارکنوں سے کہا کہ آپ میں سے بعض مجھ سے ناراض ہیں کیونکہ میری طرف سے غیر حاضری پر جرمانے بھی ہوتے رہے ہیں اس وقت میرے ساتھ مقابلہ کرلو اور اپنا غصہ نکال لو۔اس موقعہ پر میاں عطاءاللہ صاحب اور مرزا عبدالحق صاحب پلیڈران بھی موجود تھے۔دو افراد نے جرأت کی اور معافی مانگتے ہوئے یکے بعد دیگرے مجھ پر بڑے زور سے حملہ آور ہوئے۔مگر مَیں نے دونوں کو مار بھگایا بعد میں میں نے کارکنوں کو خطاب کیا اور انہیں بتایا کہ عمر اور جسمانی قوت وصحت کے لحاظ سے آپ مجھ سے زیادہ مضبوط اور جوان ہیں لیکن ایک فرق ہے مجھ میں شوقِ عمل ہے اور آپ میں نہیں۔اس کے علاوہ انہیں اور نصائح بھی کیں۔

کارکنوں کی دیکھا دیکھی درسگاہوں میں بھی فوجی تربیت شروع ہوگئی اور خدام احمدیت نے لاٹھی چارج کا کام سیکھنے کیلئے اپنا ایک اکھاڑہ بنالیا اور دوسرے لوگوں نے ہماری ریس میں فوجی ٹریننگ شروع کردی۔ ۱۹۳۹ء کے شروع میں گورنمنٹ ہند نے حکماً یہ ٹریننگ ممنوع قرار (دے دی)۔

خدام الاحمدیہ کی تربیت

جب دوسری جنگ عظیم کا زمانہ آیا تو میں نے بحیثیت ناظر امور عامہ حضور سے اجازت طلب کی کہ مجھے اپنے جوانوں کو بھرتی کرانے کی اجازت دی جائے۔ آپ نے نہ صرف اجازت دی بلکہ اس کے بارے میں ایک خطبہ جمعہ مخصوص فرمایا اور احمدی نوجوانوں کو پُر زور الفاظ سے ترغیب دلائی کہ وہ فوج میں بھرتی ہوں۔ چنانچہ اس کے لئے ایک منظّم کوشش کی گئی اور قادیان میں حسب خواہش بھرتی کا دفتر قائم کیا گیا جس کے انچارج افسر مولوی ظہور الحسن صاحب جہلمی تھے۔ میری سفارش پر آخر ملٹری ریکروٹمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے ڈھائی صد روپیہ تنخواہ پانے لگے اور دوسری سہولتیں بھی انہیں بہم پہنچائی گئی تھیں ان دنوں فوجی جلسوں میں مجھے مدعو کیا جانے لگا۔ جالندھر کے آخری جلسہ میں وزیر اعلیٰ خضر حیات اور مہاراجہ پٹیالہ نے بھی تقاریر کیں اور افسران ریکروٹمنٹ کی خواہش پر میری تقریر بھی ہوئی۔ انہیں دنوں گورنر کے ہاتھ سے مجھے سونے کی گھڑی بطور ہدیہ دی جانے کی تجویز کی گئی میں نے بُرا مانا اور انہیں بتایا کہ میری خدمت ذاتی لحاظ سے نہیں بلکہ جماعتی حیثیت سے ہے اور ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ کی یہ (ہتک) ہوگی کہ وہ ان خدمات کے صلہ میں گورنر کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ افسران متعلقہ سے اپنی ناراضگی کا اظہار کرکے میں قادیان واپس آ گیا اور اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد جالندھر سے ایک انگریز فوجی افسر اور میجر سجان سنگھ معذرت کرنے کیلئے قادیان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے بھی ملنے کی خواہش کی۔ انہوں نے حضور سے دوران ملاقات آمد کی غرض کا خود ہی ذکر کیا اور بعد میں ایک چٹھی حوصلہ افزائی کی میری طرف بھیجی گئی۔ جو احمدیہ میمورنڈم میں موجود ہے اور اس کی نقل منسلک ہے۔

Extracts from Confidential letter dated 26-10-42 from the A.T.R.O Jullundur to D.T.R.O. Sub Area No. 2 Lahore.

``I would also bring to your notice the excellent work done by His Highness the Maharaja Sahib of Patiala and his officials Kanwar Gasjit Singh, Syed Zain-ul-Abedin Wali Ullah Shah Nazir Umuri Ama & Kharijah Ahmadiyya Movement Qadian and S. Kartar Singh Dewana Maharaja of Kapurthala in connection with the Technical Recruiting. I would have recommended the very strongly for the award of Gold watches, but as they are very big personalities I would only request that the Director of Recruiting may be pleased to express his appreciation for their most valuable services and assistance``.

Copy of a D. O. Letter No.Jm/14/2936 dated 2nd April 1943, to Syed Zain-ul-Abedin Wali Ullah Shah, Nazir Umuri Ama & Kharijah.

I greatly acknoledge the valuable services rendered by you in connection with the recruitment of Technical personnel. You have taken a keen interest in the WAR Efforts and produced a large number of technicians, clerks and WAR Trainees etc. and excercised a personnel influence over the public and also given your whole hearted co-operation to the Recruiting staff. I also appreciate the help given by your local secretaries and assistants every where in my area. About SEVEN THOUSANDS recruits have been enrolled for the fighting services as a result of your efforts.

I shall be obliged if you please issue instructions to your assistants to redouble their efforts so that we may succeed in securing twice the number of recruits in an equal time.

I certainly hope you will continue to give your help in future.

Sd/- Tehnical Recruiting Officer
Jullundur.

بوقت تقسیم ان سات ہزار فوجی ملازمین جن کا ذکر چٹھی میں کیا گیا ہے سے احمدی نوجوان رخصت لیکر یا فوجی خدمت سے آزادی حاصل کر کے قادیان کی حفاظت کیلئے آ موجود ہوئے جب کہ قادیان سکھوں کے نرغے میں گھری ہوئی تھی۔ ہماری ٹریننگ اور بھرتی اللہ تعالیٰ نے ضائع نہیں ہونے دی۔ **فالحمدللّٰہ علی ذالک**

......حسین پاشا نے میرے ساتھ قادیان جانے کا وعدہ کیا اور کہا کہ وہ پشاور سے واپسی پر بذریعہ تار اطلاع دیں گے چنانچہ میں لاہور ان کا انتظار کرتا رہا۔ ان کا پروگرام تھا کہ لاہور اسٹیشن پر ہی میں ان سے ملوں اور پھر اکٹھے گاڑی پر امرتسر سے قادیان جائیں۔ انہوں نے منتظمین کو بذریعہ تار اطلاع دی لیکن مجھے عملاً اطلاع نہ دی گئی اور اس کی تفصیل سالک صاحب مرحوم نے حضرت صاحب کو بتائی اور مجھے بتایا کہ پاشا صاحب نے جب مجھے اسٹیشن پر موجود نہ پایا تو بار بار افسوس کا اظہار کیا کہ میرا دوست کیا خیال کرے گا کیونکہ ایران کی دوسری لڑائی زیادہ سخت تھی لیکن دشمن مغلوب ہوا اور اس نے راہ فرار اختیار کی رسالہ کو تعاقب کا حکم ہوا اور میں بھی تعاقب کرنے والوں میں تھا۔

......ان کے مُردے اِدھر اُدھر بکھرے پڑے تھے۔ سڑاند سے سانس لینا مشکل تھا خون آلود زمین پر گھوڑے دوڑاتے اور خندقیں پھلانگتے ہم نے ان کا پیچھا کیا۔ ترکی فوج کا بھی جانی نقصان ہوا اور دوسرے یا تیسرے دن مجھے حکم ہوا کہ میں زخمیوں اور بیماروں کو بغداد پہنچاؤں۔

فوج میں ایک بن باشی (میجر) محی الدین بیک بھی تھے۔انہوں نے بعض احمقانہ غلطیاں کی تھیں جن کی وجہ سے ہمیں کرند کی لڑائی لڑنا پڑی۔لڑائی سے بچنے کیلئے انہوں نے غالباً جمال گھوٹے کا مسہل لے لیا۔خونی پیچش سے وہ سخت بیمار ہو گئے۔حسین رؤف پاشا نے انہیں ان زخمیوں میں شامل کیا۔ترکی افسران سے اس قدر ناراض تھے کہ ان میں بعض نے مجھے اشارہ کیا کہ (محی الدین) کو راستے میں ہی ختم کر دیا جائے۔

میری اقامت حسین رؤف پاشا کی قرارگاہ میں تھی اور قریباً تمام افسر میرے ساتھ بے تکلف تھے۔محی الدین اور میرا اردلی مشترکہ تھا اور رہنا سہنا بھی اکٹھا۔ان کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ کہیں جمال پاشا سے جو برّی اور بحری فوج کے کمانڈر انچیف تھے ان کی غلطیاں بیان نہ کر دوں۔ جمال پاشا نے مجھے جرمن ماؤزر (Mouser) بطور ہدیہ دیا تھا جس میں گیارہ گولیاں بیک وقت استعمال ہو سکتی تھیں اور وہ ماؤزر (Mouser) تہہ ہو کر ایک ہاتھ برابر ہو جاتا تھا اور آسانی سے پہلو میں لٹکایا جا سکتا تھا (سردار فقیر محمد خان نے میرے اس ماؤزر اور دیگر اسلحہ کا ذکر بھی اپنی تقریر میں کیا تھا) محی الدین بیک نے مجھ سے کہا کہ ہم ایسے علاقہ میں سفر کرنے والے ہیں جہاں کوئی خطرہ نہیں۔ یہ ماؤزر صندوق میں بند کر دیا جائے۔ چنانچہ مشترکہ صندوق میں محمد نامی اردلی کے ذریعہ سے مقفل کر دیا گیا۔یہ اردلی ازمیر کا باشندہ تھا۔دوسرے پڑاؤ پر اس نے مجھ سے کہا کہ اپنا ریوالور دیں تاکہ صاف کر دوں۔ میں نے دے دیا اور ساتھ ہی یہ شبہ گذرا کہ ہو نہ ہو میجر مجھے کسی بہانے سے غیر مسلح کر رہا ہے۔اردلی نے دوسرا ریوالور بھی صاف کرنے کیلئے مجھ سے طلب کیا۔میں نے کہا کہ یہ صاف ہی ہے اگلے روز تیسرے پڑاؤ پر جو قزل ارباط کے بعد تھا میں نے اردلی سے کہا کہ میرا ریوالور لاؤ۔قسم کھا کر کہنے لگا کہ وہ تو فلاں چشمہ پر بھول آیا ہوں۔ مجھے اس کی قسم پر شبہ ہوا میں خاموش رہا۔میری عادت تھی کہ نماز شام وغیرہ باہر جا کر کسی سبزہ زار میں پڑھتا تھا تیسرے پڑاؤ میں عشاء کے وقت نماز سے فارغ ہو کر جب لوٹا تو رات اندھیری تھی۔ایک چوبارے میں مَیں اور محی الدین بیک مقیم تھے۔......

ذکرِ حبیب

یہ مضمون نامکمل رہے گا اگر میں دو تین چشم دید واقعات بطور مثال وعبرت بیان نہ کروں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاثیر قدسی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ ہر مبائع جس کا ہاتھ آپ کے دست مبارک سے چھوا اور آنکھوں نے آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور معبودِ حقیقی کی محبت میں آپ کی ربودگی ووارفتگی کا مشاہدہ کیا اور جس کے کانوں اور دل میں آپ کے کلمات مبارک جاگزین ہوئے ان کی زندگی میں ایک پاکیزہ انقلاب پیدا ہوگیا۔

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی دعوۃ الی اللہ کے اثرات

بتایا جا چکا ہے کہ والدم حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب سابقہ تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ (حال تحصیل وضلع نارووال) کے شفاخانہ میں انچارج ڈاکٹر تھے جن دنوں کا واقعہ بیان کرنے لگا ہوں ان دنوں میری عمر چھ سات برس سے زیادہ نہ تھی۔ تحصیل کے افسران تحصیلدار، نائب تحصیلدار ناظر اور انچارج تھانہ سبھی حضرت والد صاحب کی بہت عزت کرتے اور ان سے حسن عقیدت رکھتے۔ ان کی مستورات کا ہمارے گھر آنا جانا تھا۔ خواہ مسلم ہوں یا ہندو یا عیسائی۔ ان میں سے ایک ناظر حضرت والد صاحب کے بڑے عقیدت مند تھے۔ لیکن ان کا اپنا حال یہ تھا کہ راگ وساز کے شیدائی اور ان کے لوازمات میں کھوئے ہوئے تھے۔ ایک دن ان کے بچوں سے ملنے ان کے ہاں گیا ڈھولکی اور سارنگی کی آواز سن کر باہر کے ایک کمرے میں جھانکا۔ ساری مجلس مست ومگن تھی۔ لیکن ناظر صاحب کچھ شرمائے۔ سیدوں کی بڑی قدر کرتے تھے۔ گانا بجانا تو کچھ دیر کیلئے بند ہوگیا اور مجھے اندرون خانہ بھجوا دیا۔ ان کی دنیا کی رنگ رلیوں سے شغف میں ان کی ہر خاص و عام میں شہرت تھی۔ اب تک ان کی شکل نہیں بھولتی۔ بڑی بڑی مونچھیں اور داڑھی صاف۔ جب میں قادیان آیا تو ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ ایک صاحب سجدہ میں سرنگوں ہیں اور نہ معلوم اپنے مولا سے کس قسم کے راز و نیاز کی کیفیت میں

غائب۔ ان کے لمبے سجدوں اور طول طویل نماز کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ چہرے پر داڑھی تھی میں پہچان نہ سکا۔ نماز سے فارغ ہونے پر انہوں نے مجھے خود ہی گلے لگایا اور بتایا کہ وہ وہی مولا بخش بھٹی ہیں جو رعیہ میں ناظر تھے اور جس کی شہرت جیسی تھی سب کو معلوم ہے اور مجھے ان سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب غالباً براہین احمدیہ ان کو پڑھنے کیلئے والد صاحب نے انہیں دی اور جب وہ رعیہ سے تبدیل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق بخشی اور یہ وہ مشہور (رفیق) ہیں جن کی اولاد سے ہمارے نہایت مخلص دوست ڈاکٹر شاہنواز صاحب ہیں جنہوں نے ملازمت کے بعد اپنے آپ کو خدمت دین اور اشاعت (دین حق) کیلئے وقف کیا اور اب بطور (مبشر) کام کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا پاک تبدیلی پیدا فرمائی

دوسرا واقعہ میرے اپنے مشاہدہ سے تعلق نہیں رکھتا لیکن جس شخص کی زندگی کے متعلق ہے انہوں نے مجھے خود سنایا اور وہ بھی اپنے رذائل زندگی میں ایسے ہی تھے جیسے حضرت چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی (اللہ آپ سے راضی ہو) ان کا نام چوہدری حاکم علی صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) چک نمبر ۹ پنیار تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا ہے اور وہ جماعت میں کافی شہرت رکھتے ہیں ہوسکتا ہے ان کی زندگی کے حالات سیرۃ (رفقاء) حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں قلمبند ہوں۔ ان کی نماز میں جو کیفیت تھی وہ میں نے خود دیکھی تھی۔ کہاں چنگ ورباب میں ان کا قدیم شغف اور کہاں نماز میں ان کا استغراق یہ مقدس انقلاب کوئی معمولی معجزہ نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہونے والوں میں پیدا ہوا۔ ایک دو نہیں بلکہ ہم جیسے ہزاروں ہیں جو آیت لِتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (سورۃ البقرۃ:۱۴۴) کے مصداق بنے۔ میرا یقین ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے الٰہی صفات کا غیر معمولی مشاہدہ کیا۔ کیونکہ اس کے بغیر زندگی میں سچی تبدیلی پیدا نہیں ہوسکتی۔

مجھے پرانے پیروں کی مجلسوں کی ہاؤہُو اپنے ملک میں اورعربی ممالک میں بھی دیکھنے کا موقع ملا ہے اور جنات کو قابو کرنے والے بھی دیکھے ہیں۔ان سے مجھے سخت نفرت ہے کیونکہ ان کی مجلس میں ریا کارانہ مکر وفریب اور پکھنڈ کے سوا کچھ نہیں۔

مندروں کی حقیقت

ایک دن خلیفۃ المسیح الاوّل (نور اللہ مرقدہ) مجھ سے فرمانے لگے کہ کیا آپ کبھی کسی مندر میں گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ تو مسلمان کو اندر داخل نہیں ہونے دیتے۔فرمایا کیا بے جان پتھروں کے پجاری سے زندہ خدا کا پرستار مرعوب ہوا کرتا ہے؟اس دفعہ چھٹیوں میں جب رعیہ جانے کا موقع ملے تو مندر میں جا کر دیکھیں کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ انہی دنوں میں ایک دن صبح رعیہ گاؤں کے مندر میں چلا گیا۔کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بت کے سامنے پجاری کھڑا بھجن گا رہا ہے۔ہاتھ میں گھنٹی یا چھینیاں ہیں۔وہ گانے کے ساتھ ناچ رہا ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد بت کے سامنے جھکتا اور ماتھا ٹیکتا ہے۔میں اس نظارے سے کھڑا متاثر ہوا۔جب واپس قادیان آیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (نور اللہ مرقدہ) نے جو پہلا سوال مجھ سے کیا وہ یہ تھا کہ کیا آپ مندر میں گئے تھے؟ میں نے عرض کی ہاں گیا تھا۔ پوچھا کہ کیا کسی نے روکا تو نہیں؟ میں نے کہا نہیں۔فرمایا نورالدین نے نہیں کہا تھا کہ زندہ خدا کا پرستار کسی بت کے پرستار سے مرعوب نہیں ہوتا۔آپ نے پوچھا کہ میں نے اس میں کیا دیکھا۔میں نے کہا کہ میں نے بت کی پوجا پاٹ سے جو اثر قبول کیا ہے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا (سورۃ:بنی اسرائیل:۸۵)

ہر شخص اپنے طریق پر عمل کر رہا ہے۔تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون صحیح راستے پر ہے گو پجاری ایک بت کو پوج رہا تھا لیکن اپنی نادانی میں وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ اپنے پرمیشر کو خوش کر رہا ہے۔میرے جواب سے استاذی المکرّم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (نور اللہ مرقدہ) بہت خوش ہوئے جو تربیت میں نے آپ سے حاصل کی اس کے تقاضے سے میں کئی پیروں

فقیروں وغیرہ کی مجلس میں بغرض تحقیق بے دھڑک چلا جاتا تھا جو بظاہر اولیائی کا دم بھرتے ہیں مگر حقیقت سے ناآشنا محض تاثیرِ قدسی سے بالکل کورے۔

اخلاص کے نظارے

تیسرا واقعہ جو اَب ذکر کرنے لگا ہوں اس کا تعلق اس زمانے سے ہے جب میں شام و مصر سے بطور شاہی قیدی اپنے وطن میں واپس لایا گیا۔ ایک دن میں لاہور میں تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ جماعت احمدیہ نماز کہاں پڑھتی ہے۔ مجھے اتنا علم ہوا کہ دہلی دروازہ میں نماز جمعہ پڑھی جاتی ہے۔ میں دہلی دروازہ جا پہنچا اور وہاں ایک (بیت) میں نمازی دیکھے اور میں اندر چلا گیا۔ لیکن جس افراتفری میں سنتیں پڑھی جا رہی تھیں اور خطبہ جمعہ کا جو انداز تھا اس سے میں نے معلوم کیا کہ یہ نہ احمدیوں کی نماز ہے اور نہ ان کا خطبہ۔ باہر نکلا تو ایک احمدی دوست نے پہچانا۔ وہ حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ میں یہاں کیسے؟ میں نے کہا کہ میں اس جگہ کی تلاش میں ہوں جہاں احمدی نماز پڑھتے ہیں۔ وہ مجھے اپنے ساتھ وہاں لے گئے۔ ایک باغیچہ میں دوست جمع تھے۔ میں نے جا کر سنتیں پڑھیں۔ خطبہ کے انتظار میں ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب سفید لباس میں ملبوس سفید رومال ہاتھ میں تھامے ہر شخص کے پاس جاتے اور اپنا رومال پیش کرتے۔ ہر شخص روپیہ دو روپیہ آنے دو آنے۔ پیسہ دو پیسے حسبِ توفیق اس میں ڈالتا میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ بتایا کہ یہ (بیت) کیلئے چندہ جمع ہو رہا ہے۔ سالہا سال ان کا یہی طریق رہا اور سالوں کے بعد آخر احمدیہ (بیت) ان پیسوں سے تیار ہوئی جس کے لئے ہر شخص کے سامنے مدتوں ہاتھ پھیلائے جاتے رہے۔ کیا ہی عجیب یہ ہمت و استقلال کا نمونہ تھا۔ خدا کیلئے بھیک مانگنے سے اس بزرگ نے ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ یہ وہ (بیت) ہے جو بیرون دہلی دروازہ میں واقعہ ہے۔ یہ بزرگ بہت نازک مزاج اور دلیر طبع تھے۔ ایک دن (بیت) احمدیہ والی گلی میں شام کے وقت میں انتظار کرنے لگا کہ اذان ہو اور میں باجماعت نماز پڑھ کر واپس اپنی قیام

گاہ کو جاؤں۔ میں نے ایک دوست سے جو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان ہے کہ ہمیں نماز پڑھنے کیلئے ایک (بیت) میسر ہے اور بتایا کہ وہ وقت تھا جب باہر درختوں کے نیچے نماز پڑھی جاتی تھی اور اس بھیک کی داد دی جس کے لئے سالہا سال ہاتھ پھیلائے جاتے رہے۔ تو سننے والے صاحب نے کہا۔ روپیہ ضائع کر دیا اور تعمیر (بیت) کے متعلق کئی نقائص گن ڈالے۔ ان کے چہرے پر داغ تھے۔ میں نے کہا نقص نکالنا کونسی بڑی بات ہے۔ خدا کی پیدائش میں بھی تو نقص نکالے جاسکتے ہیں۔ کام کرنا مشکل ہے کام کے بعد نکتہ چینی آسان اور ان پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ انہیں بھی میں نے قریب سے دیکھا اور فرشتہ خصلت بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عاشق پایا اور خدمت دین کا بہت بڑا جوش رکھتے تھے ان کے بیٹوں میں سے ایک بیٹے محمد اسماعیل صاحب قریشی ہیں جو راولپنڈی میں ملازم اور مقیم ہیں اور مخلص نوجوان ہیں اور (دین حق) کی خدمت سے دریغ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہی عجیب اسلوبِ بیان میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ فرماتا ہے:۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِ يْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُ وْفٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ حشر:۱۱)

اور جو لوگ ان کے زمانہ کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں مومنوں کا کینہ نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے رب! تو بہت مہربان اور بے انتہا کرم والا ہے۔ جن حالات میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے دین اسلام کیلئے قربانیاں کیں۔ وہ نہایت ہی کڑے حالات تھے جن کی نزاکت اور شدت کا بعد میں آنے والے اندازہ نہیں کر سکے۔ اگر ان کے کاموں میں کوئی خامی نظر آئے تو وہ ایک طبعی اور لازمی ہے ہو سکتا ہے اپنی ہی نظر میں نقص ہو جو کچھ ان کے ہاتھوں انجام پایا وہ خطرناک اور مشکل حالات میں ایک خارق عادت

ہے اور ہمیشہ کیلئے قابل قدر ہے کیونکہ ان کے ہاتھوں سے بنیاد رکھی گئی جس پر ایک عظیم الشان محل تیار ہوا اور بعد میں آنے والے اس سے فائدہ اٹھانے لگے۔ معمار اوّل جن حالات میں تعمیر شروع کرتا ہے ضروری نہیں کہ وہ ہر خامی کا تدارک کر سکے اور جو بعد میں آنے والا ہے وہ تازہ دم ہے اور اس کی آنکھ پہلوں کی خامیوں کو آسانی سے دیکھ سکتی ہے اور اس کا تدارک کرنے میں اس کے لئے سہولتیں میسر ہیں جو پہلوں کو میسر نہ تھیں اور اس بعد میں آنے والے کے لئے بھی لغزش ہے۔ احتمالات ہیں جس کا بڑا سبب اس کی ناتجربہ کاری ہے اس لئے آیت میں دونوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ پہلے بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں کہ اگر ان کے کام میں کوئی خامی رہ گئی ہو تو اس کا تدارک وہ اپنی رحمت سے فرمائے اور بعد میں آنے والے جو ناتجربہ کار نوجوان ہیں۔ انہیں بھی مغفرت سے نوازے اور اِنہیں بھی مغفرت سے نوازے اور ناتجربہ (کاری) کی لغزشوں اور ناقص تربیت کی انہیں خامیوں سے بچائے اور ان کے دلوں میں اپنے محسنوں کیلئے کسی قسم کی کدورت پیدا نہ ہونے دے اور دونوں گروہ ایک دوسرے کیلئے مظہرِ صفات رافت ورحمت ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس نو تعمیر (دین حق) کی عظیم الشان عمارت جس کی بنیادیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور (رفقاء) کے ہاتھوں سے اٹھائی گئی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحم سے پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ نوجوانوں کے اندر بھی وہ پاکیزہ تبدیلی اور مکمل اخلاص اور ہمت پیدا فرمائے جس کا یہ مقدس کام متقاضی ہے۔ (آمین)

اللھم صلّ علی محمد و علی آلہ محمد کما صلیت و بارکت علی ابراھیم

(خاکسار)

زین العابدین ولی اللہ شاہ

۱۴/جولائی ۱۹۶۱ء

حواشی باب دوم

حاشیہ صفحہ ا: (۱) پانی پت کی تیسری لڑائی اور مرہٹوں کی افواج کے حالات کیلئے دیکھئے ''اویماقِ مغل'' از مرزا محمد عبدالقادر خان مطبوعہ امرتسر ۱۹۰۲ء صفحات ۶۴۶ تا ۶۷۰۔

حاشیہ صفحہ ۲: (۲) حضرت ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے حالات زندگی کیلئے دیکھئے ''حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب'' باب سوم۔

حاشیہ صفحہ ۱۹: (۳) مدرسہ احمدیہ کا قیام جنوری ۱۹۰۶ء میں عمل میں آیا مزید تفصیل کیلئے دیکھئے۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم بار دوم صفحہ ۳۹۹۔۴۱۲)

حاشیہ صفحہ ۲۳ (۴) آپ نے دمشق اور بیروت میں بھی دعوۃ الی اللہ کا کام ابتداء سے جاری رکھا جس کی جھلک ان مکتوبات سے ظاہر ہوتی ہے جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں دمشق اور بیروت سے روانہ کئے۔ آپ تحریر کرتے ہیں:

''محسنم حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچھلے سوموار اپریل ۱۹۱۴ء کو دارالعلوم میں علماء وشرفاء بیروت کا اجتماع ہوا۔ صرف میری تقریر قرآن مجید پر مختصر تھی۔ جو کہ بعینہ ارسال خدمت ہے۔ میری تقریر کے بعد ایک مقرر جو اہل بیروت میں (اور میرے خیال میں اہل مصر سے بھی بڑھ کر) سب سے بڑھ کر مقرر اور فصیح اللسان شیخ ہے اُٹھا اور پون گھنٹہ تقریر کی جس کا سارا مقصد میری تقریر کی خوبیوں کا اظہار تھا۔ اس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

''بخدا میں حق کو ہرگز نہیں چھپاؤں گا میری عمر ۵۰ سال سے زیادہ ہے میں نے آج تک کبھی بھی ایسی پُر اثر، پُر معنی، مدلل تقریر نہیں سنی۔ بخدا اگر مجھے آج کل کی تہذیب کا خیال نہ ہوتا تو اس عجمی مقرر کے سامنے اُس کی تقریر کے اثناء میں ہاتھ باندھ کر کھڑا رہتا۔ اہل عرب کے نوجوانو! تمہاری تجوید حلق میں ہے دل میں نہیں لہذا بخدا قریب تھا کہ اس تقریر کے اثر سے میری چیخیں نکل جاتیں'' غرض پون گھنٹہ یہی اس کا موضوع تھا اور کہا کہ ''یہ عظیم الشان موضوع اور یہ دلائل اور یہ طرز ادا (بہت اعلیٰ ہے)..................''۔ میں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر بجا لایا۔ اُسی کا فضل اور میرے محسنوں کے فیضان ہیں ورنہ میں اپنی کم مائیگی کو خوب جانتا ہوں اور میرے احباب بھی واقف ہیں۔ جس خدمت کیلئے میرا دل چاہتا ہے اس کے مقابل یہ تو کچھ نہیں۔ میں نے یہ مضمون بغیر کسی قسم کی مدد کے لکھا اور میرا خیال تھا کہ لغوی عبارت ہے مگر میں حیران ہوں کہ میرے شیخ کیوں تعجب کرتے ہیں اور مجھے ان کے تعجب سے شرم آ رہی ہے۔ بعضوں نے کہا کہ یہ عبارت مضمون اس کا نہیں۔ مجھے خوشی ہوئی کیونکہ جب بیروت میں آیا تھا تو ایک دارالعلوم میں تقریر کی تھی

اوراس میں مَیں نے بعض سے مدد لی تھی مگر اس میں نہیں لی۔
محسنم! جہاں تک میری طاقت ہے اور میرا دماغ کام کرتا ہے میں اس کام کیلئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھوں گا مگر میں بہت کمزور ہوں۔ میں نے ہندوستان میں اس کمزوری اور اس بارِ عظیم کا کوئی خیال نہیں کیا جناب نے بھی مجھے بہت تحریص دی۔ مجھ پر احسان تو کیا مگر مجھے درمیان ہی میں نہ چھوڑیں۔ میری کمزوری کو مدنظر رکھ کر بہت دعا سے کام فرماویں۔ میرا ارادہ ہے کہ مجھے کچھ عربی آ جائے تو پوری (دعوۃ الی اللہ) کھل کر کروں۔
اہل بیت کو سلام اور احباب درس کو السلام علیکم اور دعا کیلئے سفارش
تقریر کے بعد ہال میں ایک عجیب جوش وخروش تھا کہ گویا اب یہ قرآن کریم کو ہاتھ میں لے کر ساری دنیا کو فتح کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ خطبات ہر ماہ میں دو دفعہ ہوگا اور (اللہ تعالیٰ کے فضل سے) میرا ارادہ ہے اصل (دینِ حق) پر تقاریر کرتے کرتے حضرت اقدس کے دعوے پر علانیۃً (دعوۃ الی اللہ) کروں۔ واللہ الموفق۔
خاکسار۔ (زین العابدین ولی اللہ)''

(الفضل قادیان ۳۰ مئی ۱۹۱۴ء)

آپ اس سلسلہ میں شام سے اپنی دوسری رپورٹ اور خط میں تحریر کرتے ہیں:۔

شام کی خبر

''اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے عربی کیلئے خلوص دل رکھنے والے استاد عطا فرمائے اور نہایت خاطر خواہ انتظام سے تعلیم ہو رہی ہے۔ میں نے تو ایسے فصیح اللسان مصر میں تو نہیں دیکھے اور نہ اس سے چار گنا کم خالص دل۔ وہ لوگ تو دنیا میں دن رات مستغرق۔ انہیں فرصت کہاں۔ میں نے یہاں میری باتیں سننے والے دین کا شوق رکھنے والے پائے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک جمعیت بھی (دعوۃِ دینِ حق) کیلئے میرے ماتحت قائم ہوگئی ہے۔ آج اس کی منظوری کیلئے عبدالجبار والی بیروت کے پاس جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ قوانین جمعیت طے ہو چکے۔ مہینہ میں ایک دفعہ ہوا کرے گی۔ ٹی پارٹی کے ساتھ کل انشاء اللہ اخبار میں اس کا اعلان کرا دیا جائے گا۔ اس میں تقاریر عربی میں ہوں گی انشاء اللہ۔ مجھے بڑے شیوخ نے اس کے لئے بہت زور دیا تھا اور میں نے عبدالجبار کو اُکسایا۔ بحمد للہ اسے یہ رائے پسند آ گئی۔ یہاں پر حکومت ایسی جمعیت کی ذرہ مانع ہوتی ہے اس لئے اس مشکل کو یوں حل کیا ہے کہ مدرسہ دارالعلوم کا ایک شعبہ قرار دیا گیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

مجھے اس کے لئے ریویو آف ریلیجنز، براہین احمدیہ، عَسلِ مُصَفّٰی، آئینہ کمالات اسلام اور حضرت صاحب کی کتابیں جو مل سکیں چاہئیں اور اخبارات نہایت ضروری ہیں۔ عاجز کے لئے بہت دعا فرماویں دعا کا بہت محتاج ہوں۔ اہل بیت کو سلام علیکم۔"

اِس کے بعد ایک دوسرے خط میں اس مجلس کے قیام کے متعلق انہوں نے یوں لکھا کہ:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محسنم۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبارک ہو کہ مجلس (دعوۃ الی اللہ) قائم ہو گئی۔ ۲۷۔ اپریل ۱۹۱۴ء کو انشاء اللہ اس کا پہلا جلسہ ہوگا۔ والئ شہر ورؤساء وعلماء شہر کو ٹی پارٹی پر مدعو کیا گیا ہے اور میرا لیکچر (دینِ حق) پر عربی میں ہوگا۔ عاجز کیلئے بہت دعا فرماویں کہ اسے اللہ تعالیٰ اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ حقیقتاً میں دعا کا بہت محتاج ہوں۔ کمزور تھا۔ یونہی ایک عظیم الشان کام پر قدم مارا ہے۔ اللہ رحم کرے۔ میری طرف خصوصیت سے توجہ کریں۔ نہ یہ کہ مجھے ایسے مشکل راستے پر ڈال کر جناب ایک طرف ہو جائیں۔ میں کیا لکھوں۔

عبد الجبار آفندی مجھ سے سکول میں وقت لینا چاہتا ہے کم از کم تین گھنٹے۔ لیکن میں نے انکار کیا ہے اور نہ دینے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ اس میں میری تعلیم کا حقیقتاً بہت نقصان ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میرا ایک دقیقہ بھی سوائے تعلیم کے اور جگہ خرچ ہو۔ مکرر عرض ہے کہ میں حقیقتاً دعا کا محتاج ہوں دعا فرماویں۔ بہت دعا۔ اہل بیت کو اور احباب درس کو میرا سلام اور سفارش دعا۔ مضمون پڑھے جانے کے بعد ارسال خدمت کرے گا"۔

اب ان کا خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کا مضمون جو قرآن کریم کی خوبیوں پر تھا نہایت کامیاب ہوا اور وہاں کے ایک بڑے عالم نے کھڑے ہو کر پندرہ منٹ تک ....لیکچر کی تعریف کی اور اہل شام کو شرم دلائی کہ وہ کس طرح قرآن کے سمجھنے میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس عالم کے ایک فقرہ کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"اہل عرب کے نوجوانو! تمہاری تجوید حلق میں ہے۔ دل میں نہیں۔ شرم! بخدا قریب تھا کہ اس تقریر سے میری چیخیں نکل جاتیں۔"

یہ مضمون شاہ صاحب سے وہاں کے ایک اخبار میں شائع کرنے کیلئے لیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اگلے ہفتے تک موصول ہو جائے گا اور ان کے خط کے ساتھ ہی شائع کر دیا جائے گا۔ (الفضل قادیان ۲۳ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۵۔۶)

حاشیہ صفحہ ۴۳ (۵) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی کشمیر کے حوالے سے خدمات کیلئے دیکھیں۔ (تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ ۲۳۰ تا ۲۱۰)

حاشیہ صفحہ ۴۵ (۶) پتھر مسجد کے جلسہ کی مکمل روئیداد کے لئے دیکھئے الفضل قادیان ۱۱ ستمبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۹۔

حاشیہ صفحہ ۴۷ (۷) مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ، آپ کے حالاتِ زندگی کیلئے دیکھئے۔ (الفضل ربوہ ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء)

حاشیہ صفحہ ۴۷(۸) حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب ابن حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی۔ یکے از احباب ۳۱۳۔ سابق امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد، ماہر لسانیات اور کئی تحقیقی کتب کے مصنف۔ آپ کا وصال ۹۶ سال کی عمر میں ۲۸ مئی ۱۹۹۳ء میں ہوا۔ آپ کے حالات زندگی کیلئے دیکھیں ماہنامہ انصاراللہ شیخ محمد احمد مظہر نمبر اپریل ۱۹۹۵ء

حاشیہ صفحہ ۴۹(۹) جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بنڈہ پور میں

''جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت (الی اللہ) جماعت احمدیہ قادیان بحیثیت نمائندہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی علاقہ لار، وروس۔ تلیل گریز کا دورہ کرتے ہوئے ۱۹/اگست کو براستہ تراگہ بل بوقت ظہر تشریف لائے۔ ناظرین اخبار سے مخفی نہیں کہ قصبہ بنڈہ پور میں مدت سے مسجد کی زمین کا تنازعہ چلا آتا ہے۔ مسجد کی ملحقہ زمین مقامی حکام نے پنڈت دامودر بیٹ کو فروخت کر دی ہے۔ جہاں پنڈت صاحب نے اس طرز سے دو کانیں بنائی ہیں کہ اس سے مسجد کی زمین پر ناجائز تصرف ہوا۔ مسلمانان بنڈہ پور نے درخواستوں کے علاوہ اخبارات کے ذریعہ بھی حکام بالا کو متوجہ کیا۔ مگر آج تک اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اگرچہ پنڈت صاحب نے متنازعہ رقبہ پر تعمیر دکانات کا کام مسلمانوں کے احتجاج کی وجہ سے ملتوی کر دیا تھا۔

............افسوس ہے کہ جناب شاہ صاحب کو قادیان اور سرینگر کے متعدد تار پہنچے۔ جس کے باعث زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے اور بعد نماز جمعہ بطرف سرینگر روانہ ہوگئے۔ جناب شاہ صاحب کے ہمراہ مسٹر غلام قادر صاحب سیکنڈ ڈکٹیٹر کو جناب شیر کشمیر نے امداد دینے کے لئے بھیجا تھا۔ ہم نمائندگان بنڈہ پور جناب پریذیڈنٹ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ حضور ممدوح اور ان کے مخلص دانشمند کارکن جو کوشش ہماری گری ہوئی حالت کو سنوارنے کے لئے کر رہے ہیں۔ اس کے شکریہ سے عہدہ برا ہونا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ چونکہ ہم مظلوم بنڈہ پور کی اور بھی بہت سی شکایات ہیں۔ جو عدم فرصت کی وجہ سے شاہ صاحب نہ سن سکے اس لئے ہم بے کس و بے زبان باشندگان بنڈہ پور جناب پریذیڈنٹ صاحب کی خدمت میں بصد آداب التجا کرتے ہیں کہ براہ نوازش جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب یا جناب غزنوی صاحب کو یہاں بھیج دیں تاکہ ہم سب اپنی شکایات حکام بالا تک پہنچا سکیں۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۳ ستمبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۰)

حاشیہ صفحہ ۵۰(۱۰) سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی کشمیر میں خدمات کے بارے میں روزنامہ الفضل نے لکھا:

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو اثنائے تحریک کشمیر میں کئی بار محترم صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے ریاست میں مختلف موقعوں پر بطور نمائندہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی بھیجا گیا اور آپ نے ہر موقعہ پر صدر محترم کی ہدایات کے ماتحت ایسا رویہ اختیار کیا جس سے حکومت اور پبلک کے درمیان تعاون اور بہتری کی صورت پیدا ہوئی۔ چنانچہ فسادات جموں کے وقت جبکہ مسلمان حکومت کے ساتھ عدم تعاون کر رہے تھے آپ کی کوششوں سے ایسی صورت پیدا

ہوگئی کہ تصفیہ ہو گیا۔ آپ نے علاقہ کھڑی سے ترک وطن کرنے والوں اور ریاست میں سمجھوتہ کرانے کیلئے جو مساعی کیں وہ نہایت ہی قابل قدر تھیں۔ اس علاقہ کے ہزار ہا لوگ ڈوگرہ فوج کے مظالم سے تنگ آ کر اپنے گھر بار چھوڑ کر جہلم میں پناہ گزین ہو گئے تھے اگر اس کا فوراً تدارک نہ کیا جاتا تو اس کے نتائج بہت ہی تکلیف دہ نکلتے۔ وہ اس وقت حکام کی بات ماننے کیلئے تیار نہ تھے۔ ایسے وقت میں صدر محترم آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو ہدایات دے کر بھیجا جنہوں نے وطن ترک کرنے والوں اور حکام کے درمیان ایک باعزت سمجھوتہ کرا دیا۔ جس پر وہ بخوشی خاطر اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ اسی طرح گزشتہ دنوں میں انہیں علاقہ پونچھ میں بھیجا گیا تا کہ وہ ان مظالم کی جو وہاں مسلمانوں پر کئے جاتے ہیں تحقیقات کریں اور وہ مکمل تحقیقات کر کے واپس آئے۔ اب اس غرض کے لئے سری نگر بھیجا گیا ہے کہ وہ اعلیٰ احکام سے مل کر رعایا اور حکومت کے درمیان بہتری اور تعاون کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیں اعلیٰ احکام سے امید ہے کہ وہ ان کیلئے اس بارہ میں ہر ممکن امداد کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

(الفضل قادیان ۲۱ جولائی ۱۹۳۲ء صفحہ ۹)

حاشیہ صفحہ ۵۶ (۱۱) پسر حضرت مولوی حکیم قطب الدین صاحب یکے از احباب ۳۱۳

(آپ کے حالات زندگی کیلئے دیکھئے روزنامہ الفضل لاہور ۹ جنوری ۱۹۴۹ء صفحہ ۵۔۶)

حاشیہ صفحہ ۵۷ (۱۲) مسٹر ایل۔ ڈبلیو جارڈین سپیشل کمشنر ریاست جموں کشمیر ریاست میں اپنے تقرر کی معیاد ختم کرنے کے بعد رخصت پر ولائت جاتے ہوئے ۲۰ اپریل کو لاہور پہنچے جہاں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے جو نمائندہ کشمیر کمیٹی کی حیثیت سے متعدد بار مسٹر جارڈین سے اہم معاملات کے متعلق گفتگو کرتے رہے اور دوستانہ مراسم قائم ہو چکے تھے۔ معہ اپنے دوستوں اور ممبران کشمیر کمیٹی کے لاہور کے سٹیشن پر ملاقات کی اور ان کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے۔ مسٹر جارڈین بھی نہایت تپاک سے ملے۔ نہایت ناگوار حالات میں خوشگوار ملاقاتوں کی یاد تازہ ہونے پر مسرت کا اظہار کیا۔ مسٹر جارڈین نہایت خوبی اور دیانت کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے والے افسر ہیں اور انہوں نے ریاست کشمیر کی نہایت اہم خدمات سرانجام دی ہیں اور اپنے پیچھے بہت اچھی یاد چھوڑی ہے''۔

(الفضل قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۳۳ء صفحہ ۲)

حاشیہ صفحہ ۵۸ (۱۳) مسلمانان علاقہ تھکیالہ پڑاوا (پونچھ) کا اظہار تشکر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کی ہدایات کے ماتحت جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے بحیثیت نمائندہ کشمیر کمیٹی علاقہ تھکیالہ پڑاوا سے تعزیری اور کسٹم چوکیوں کے اٹھائے جانے کے لئے جو کامیاب

جدوجہد کی اسے اس علاقہ کے باشندوں نے اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ سمجھا اور اپنے مصائب اور مشکلات میں بہت حد تک کمی محسوس کی۔ ایک نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ اس علاقہ کے مسلمانوں نے عید کی نماز کے بعد ایک جم غفیر میں جس میں معزز اور سرکردہ اصحاب بھی بکثرت شریک تھے۔ جلسہ منعقد کیا۔ جس میں چوکیوں کے بنائے جانے کی خوشی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کا پُر اخلاص الفاظ میں شکریہ ادا کیا گیا۔ نیز جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی مساعی کے متعلق بھی شکرگزاری کا اظہار کیا گیا۔ (الفضل قادیان ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء صفحہ ۲)

حاشیہ صفحہ ۶۷ (۱۴) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۷ء کے قلیل عرصہ میں کشمیریوں کے لئے یادگار خدمات سرانجام دیں۔ آپ کشمیر کمیٹی سے ۷ مئی ۱۹۳۳ء کو مستعفی ہو گئے۔ اس کی تفصیلی روئیداد کیلئے دیکھئے الفضل قادیان ۲۳ تا ۳۰ مئی ۱۹۳۳ء صفحہ ۶۹۔

۱۵۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی یکے از احباب ۳۱۳ مراد ہیں۔

باب سوم

ذکرحبیب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

گھر میں امام مہدی کے دعویٰ کا تذکرہ

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں:-

''مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میری عمر قریباً ۷، ۸ سال کی تھی (۵۔۱۸۹۴ء)۔ تو اس وقت ہمارے گھر میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ کسی شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس نے یہ خواب بھی دیکھا ہے کہ کچھ فرشتے ہیں جو کالے کالے پودے لگا رہے ہیں جن کی تعبیر یہ بتائی ہے۔ کہ دنیا میں طاعون پھیلے گی اور یہ کہ میری آمد کی یہ بھی نشانی ہے۔ اس وقت ہم (تحصیل) رعیہ ضلع سیالکوٹ میں تھے والد صاحب شفاخانہ کے انچارج تھے۔ اسی دوران مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ کسی نے گھر میں آکر اطلاع دی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ ہم باہر ان کے استقبال کے لئے دوڑے۔ شفاخانہ کی فصیل کے مشرقی جانب کیا دیکھتا ہوں کہ بہلی میں آنحضرت ﷺ سوار ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے سبز عمامہ ہے اور بھاری چہرہ ہے رنگ بھی سفید گندم گوں ہے اور ریش مبارک بھی سفید ہے اور سورج نکلا ہوا ہے۔ مجھے فرماتے ہیں۔ کہ آپ کو قرآن پڑھانے کے لئے آیا ہوں انہی ایام میں مَیں نے یہ خواب بھی دیکھا کہ رعیہ کی (بیت) ہے اس کے دروازہ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ لیکن اس کے الفاظ مدہم ہیں۔ میں بھی ساتھ ہو لیتا ہوں وہاں صفیں ٹیڑھی ہیں۔ آپ ان صفوں کو درست کر رہے ہیں ہم اس زمانہ میں ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے اس زمانہ میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ مسلمان برباد ہو چکے ہیں اور تیرھویں صدی کا آخر ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے۔ اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ بھی تشریف لائیں گے چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ مرحومہ ہی امام مہدی کی آمد کا ذکر بڑی خوشی سے کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے اور یہ بھی ذکر کیا کرتی تھیں رمضان میں چاند گرہن اور سورج گرہن کا ہونا بھی حضرت مہدی کے زمانے کے لئے مخصوص تھا۔ سو وہ بھی نشان پورا ہو چکا ہے۔

ممکن ہے یہ خوابیں بچپن میں شنیدہ باتوں کے اثر کے ماتحت خواب کی صورت میں نظر آتی ہوں لیکن واقعات بتلاتے ہیں کہ وہ مہدی اور مسیح کے آنے کا عام چرچا اور یہ خوابیں جو بڑوں چھوٹوں کو اس زمانہ میں آیا کرتی تھیں آنے والے واقعات کے لئے بطور آسمانی اطلاع کے تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہم نے (دین حق) کا سورج بھی دیکھا اور قرآن مجید بھی پڑھا حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ (دین حق) کی زندگی میرے ساتھ وابستہ ہے اور مجھے چھوڑ کر قرآن مجید کا سمجھنا ناممکن ہے۔ یہ دونوں باتیں سچ ہیں''۔

(الفضل قادیان ۱۳ مارچ ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیضان نے ہماری روحوں میں جادو بھر دیا

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور حضرت سید حبیب اللہ شاہ صاحب ۱۹۰۳ء میں حصول تعلیم کے لئے قادیان پہنچے۔ اس وقت ان کی دلی کیفیات کیا تھیں اور قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ نے کیا مسیحائی فرمائی اس کی بابت آپ بیان فرماتے ہیں:-

''۱۹۰۳ء میں جب میرے والد بزرگوار حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھے اور میرے بھائی سید حبیب اللہ شاہ صاحب کو برائے تعلیم بھیجا تو ہم رعیہ سے قادیان کی طرف بڑے شوق اور خوشی سے روانہ ہوئے۔ اس وقت ہماری عمر ۱۱ اور ۱۳ سال کے لگ بھگ تھی۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے کا شوق بہت تھا۔ مگر ہمارے اس شوق کو صدمہ پہنچا جب ہم چوہڑوں کی کھٹی کے پاس پہنچے (جواب محلّہ دارالصحت کہلاتا ہے اور جس کے مکین اب بفضل تعالیٰ قریباً سارے ''احمدی'' کہلاتے ہیں)............ مدرسہ میں داخل ہوئے تو اس میں کوئی رونق نہیں تھی۔ کچھ دیواریں، چھوٹے چھوٹے کمرے۔ ہم نارووال مشن سکول میں پڑھتے تھے جس کی عمارت پختہ اور وسیع کمروں پر مشتمل تھی۔ اس کے بالمقابل ہائی سکول کی ......عمارت بھیانک سی معلوم ہوئی۔

نارووال ایک بارونق شہر تھا۔ قادیان کے متعلق ہمارے دماغوں میں یہ تصور تھا۔ کہ حضرت امام مہدی کا شہر بہت بارونق ہوگا۔ مگر اس میں کچھ بھی نہ تھا۔ طبیعت اُداس ہونے لگی اور باجماعت نمازوں کی پابندی نے اور بھی تکلیف دہ صورت اختیار کر لی۔ خصوصاً عشاء اور فجر کی باجماعت نمازوں میں شریک ہونا تو بہت ہی دوبھر تھا۔ ایک بار عشاء کے وقت جب مانیٹر نے ہمیں جگانا شروع کیا تو میں نے جھنجھلا کر اسے ایک تھپڑ رسید کیا اور بھائی حبیب بولے کہ ہم کس مصیبت میں پھنس گئے۔ مگر چھ ماہ نہیں گذرے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیضان نے ہماری روحوں میں کچھ ایسا جادو بھرا اثر کیا کہ ہم دونوں بھائیوں نے باقاعدہ تہجد بھی پڑھنی شروع کر دی اور گھنٹوں نماز میں کھڑے رہتے اور سجدوں میں پڑے رہتے اور مطلق طبیعت سیر نہ ہوتی ہمارے اساتذہ ہماری اس حالت سے اچھی طرح واقف اور گواہ ہیں''۔

(الفضل قادیان ۳۱ مارچ ۱۹۴۳ء صفحہ ۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کیفیت سیر

حضرت شاہ صاحب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیر کے بارہ میں بیان کرتے ہیں:-

''حضرت اقدس علیہ السلام سیر کو بھی جایا کرتے تھے کبھی کسی طرف نکلتے کبھی کسی طرف۔ حضور علیہ السلام کے ہمراہ حضور کے (رفقاء) ہوتے اور ہم طلباء بھی یہ سن کر بے تحاشا بورڈنگ سے بھاگ نکلتے اور حضور کے ساتھ ہو لیتے۔ آگے پیچھے دائیں بائیں جہاں سے حضور پر نظر پڑ سکتی اور وارفتہ سے ہو کر حضور کو دیکھتے جاتے عجیب زمانہ تھا۔ ایک دفعہ جب کہ حضور انور دارالانوار کے کھیتوں کی طرف سیر کے لئے جا رہے تھے تو اس وقت میں بھی ساتھ گیا۔ اب جہاں مولوی عبدالمغنی خان صاحب وغیرہ کے مکانات ہیں اُن دِنوں یہاں بڑ کا درخت ہوتا تھا

اور ڈھاب ہوا کرتی تھی۔ یہاں سے گذر کر حضور علیہ السلام موڑ کے قریب پہنچے۔ جہاں اب نیک محمد خان صاحب کا مکان واقعہ ہے۔ تو اس موقع پر حکیم عبدالعزیز صاحب پسروری نے حضور علیہ السلام سے پوچھا کہ حضور آدم کے متعلق قرآن میں آتا ہے۔ عَصٰی آدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی۔ ایک نبی کی شان میں ایسے الفاظ آتے ہیں۔ حضور نے اس وقت تقریر فرمائی۔ اس میں سے یہ حصہ مجھے اب تک یاد ہے۔ حضور علیہ السلام نے عربی کے اشتقاق کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ عصفور (چڑیا) کا لفظ بھی دو لفظوں سے مرکب ہے عصی اور فرّ عصی کے معنی قابو سے نکل گیا۔ فـرّ کے معنی بھاگ گیا۔ چڑیا کو عصفور اس لئے کہتے ہیں کہ ذرا موقع پانے پر فوراً ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ اس موقع پر آدمیوں کے ریلے نے مجھے پیچھے دھکیل دیا۔ چونکہ حضرت اقدس تیز چلتے تھے اس لئے میں اس کشمکش میں پیچھے رہ گیا اور باقی باتیں نہ سن سکا''۔

(الفضل قادیان ۱۳مارچ ۱۹۴۳ء صفحہ ۴)

بچوں سے شفقت و محبت

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت و محبت کے بارہ میں بیان فرماتے ہیں کہ:-

''۴/اپریل ۱۹۰۵ء کو جب کانگڑہ کا زلزلہ آیا تو حضور علیہ السلام بڑے باغ میں معہ اپنے اہل وعیال تشریف لے گئے اور ہم طلبائے مدرسہ بھی باغ میں چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باغ والے مکان میں تشریف رکھتے تھے جس کا ہم طلبائے مدرسہ باری باری پہرہ بھی دیا کرتے تھے۔ اس مکان کے جانب مشرق ایک توت کا درخت تھا۔ اس کے قریب ایک دفعہ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب فارسٹ رینجر (کشمیر) اور میں پہرہ پر متعین تھے رات اندھیری تھی۔ اتنے میں ہم نے کسی کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت مسیح

موعود علیہ السلام ہی بذات خود ہیں۔ حضور علیہ السلام نے شفقت سے ہمارے سروں پر ہاتھ پھیرا اور حضور بہت خوش ہوئے اور ہماری خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ تھی''۔

(الفضل قادیان ۱۸۔اپریل ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

سچی معرفت

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں:-

''مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جونہی علاقہ میں یا شہر میں طاعون نمودار ہوتی تو حضور علیہ السلام نہ صرف اپنے گھر کی صفائی کا حکم دیتے بلکہ بورڈنگ ہاؤس کی صفائی کے متعلق اہتمام فرماتے اور ایسا ہی احباب کو حکم دیتے کہ اپنے گھروں میں گندھک اور آک اور فینائل اور گگل وغیرہ اشیاء سے جراثیم ہلاک کرنے کا انتظام کیا جائے۔ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اسباب سے کام لینا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا ہے اور اس کے حکم کی تعمیل کے مترادف ہے اور ترک اسباب شریعت الٰہیہ کے خلاف ہے۔ توکل کا مقام اس کے بعد ہے۔ یعنی اسباب کو اختیار کر کے ان پر بھروسہ نہ کیا جائے بلکہ سچی معرفت یہ ہے کہ اسباب کے پیچھے خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو دیکھا جائے''۔ (الفضل قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب اپنے والد ماجد کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:-

''غالباً ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے کہ طاعون پنجاب میں سخت زوروں پر تھی۔ راولپنڈی کا ضلع خاص طور پر لقمہ اجل بنا ہوا تھا حضرت والد صاحب مرحوم نے حضور علیہ السلام سے اپنے وطن (سیہالہ ضلع راولپنڈی) جانے کی درخواست کی۔ مگر حضور علیہ السلام نے اس بناء پر جانے سے روک دیا کہ حدیث میں منع ہے کہ کوئی شخص ایسی جگہ جائے جہاں وبا پھیلی ہوئی ہے''۔

(الفضل قادیان ۲۴/اپریل ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

طاعون کے نشانات

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

''جن دنوں پنجاب اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں طاعون کا شدید زور تھا۔قادیان میں بھی طاعون پڑی لیکن طاعون نے یہاں محدود محلوں یعنی غیر احمدیوں اور ہندوؤں کے محلوں میں حملہ کیا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احمدی احباب خدا تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ وعدہ تھا محفوظ رہے۔انہی ایام میں ایک دن کا واقعہ ہے کہ جب کہ میں اپنے گھر میں رہتا تھا اور حضور علیہ السلام نے ہمیں رہائش کیلئے اپنے مکان کا وہ حصہ دیا ہوا تھا جس میں اب حرم اوّل (یعنی اُمّ ناصر) رہتی ہیں۔اس حصہ کے مغربی جانب کے مکانوں میں جہاں تک مجھے یاد ہے ایک ارائیوں کا مکان تھا جہاں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) کا مکان ہے صبح کی نماز کے معاً بعد اس مکان سے رونے کی آواز آئی۔میں نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا اور دریافت کیا کہ کیا ہوا تو ایک عورت جو رو رہی تھی اور اس مکان کے صحن میں چکر لگا رہی تھی نے مجھے کہا کہ فلاں شخص طاعون سے فوت ہو گیا ہے۔یہ کنبہ غیر احمدی تھا۔اگرچہ ایسے واقعات سے دِلوں پر دہشت طاری ہو جاتی تھی مگر بوجہ اس کے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چار دیواری کے اندر تھے ہمیں پورا اطمینان تھا اور کسی قسم کا خوف محسوس نہیں ہوا۔جس مکان کا یہ واقعہ ہے وہ حضرت اقدس کے مکان سے بالکل ملحق تھا۔گویا وبائے طاعون کے کیڑے بالکل آپ کی دہلیز کے قریب تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ طاعون کے کیڑوں کو حکم تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کے مغربی جانب کے محلوں میں سے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو پورا کر کے واپس ہو جائیں اور حضور کی چار دیواری میں داخل نہ ہوں''۔

(الفضل قادیان ۲۴/اپریل ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

۱۹۰۷ء کے جلسہ سالانہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کا خطاب

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ۱۹۰۷ء کے جلسہ کی کیفیت کے بارہ میں روایت کرتے ہیں:۔

''جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کے متعلق الہامات ہو رہے تھے انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ جلسہ سالانہ جو (بیت) اقصیٰ میں منعقد ہوا اُس میں حضور علیہ السلام نے نماز کے متعلق تقریر کرتے ہوئے سورۂ فاتحہ کی تشریح فرمائی اور عبودیت کے معانی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ عبد جب صحیح طور پر عبودیت کے رنگ سے رنگین ہوتا ہے تو اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے ایک لوہے کا ٹکڑا آگ میں پڑ کر آگ کا انگارہ سا ہو جاتا ہے۔اسی طرح صفاتِ الٰہیہ سے عبد متصف ہو جاتا ہے۔جس طرح کہ وہ لوہے کا ٹکڑا آگ نہیں ہوتا بلکہ اپنی ماہیت میں لوہا ہوتا ہے اور عارضی طور پر آگ کی کیفیت اس میں سرایت کر جاتی ہے۔اسی طرح عبد اپنی حقیقت میں انسان ہوتا ہے لیکن اس میں صفات الٰہیہ کام کر رہی ہوتی ہیں۔ایسے عبد کا ارادہ اپنا نہیں ہوتا بلکہ الٰہی ارادہ کے ساتھ اس کی تمام حرکات وسکنات وابستہ ہوتی ہیں۔ اس مضمون کی تشریح حضور علیہ السلام نے ربط کے ساتھ فرمائی اور اس ضمن میں کرامات و معجزات کی حقیقت کو نمایاں فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰـکِنَّ اللّٰـهَ رَمٰی کی آیت کے مفہوم کے مطابق اس واقعہ کا ذکر کیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر خاک دشمن کی طرف پھینکی اور اسے پھینکنے کے ساتھ آندھی چلی حضور نے فرمایا۔بظاہر تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹھی بھر خاک پھینک رہے تھے مگر حقیقت میں الٰہی ارادہ اس کے اندر کام کر رہا تھا اور اس کا نتیجہ آندھی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ نوافل سے بندہ کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ بن جاتا ہے۔جس سے

وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے کان بن جاتا ہے کہ جن کے ساتھ وہ سنتا ہے اور زبان بن جاتا ہے کہ جس سے وہ گویا ہوتا ہے۔ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ایسے عبد کی اپنی خواہشات باقی نہیں رہتیں جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے صادر ہوتا ہے۔ اسی ضمن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کی حقیقت پر بھی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے نفس میں آگ اور پانی کی سی خاصیت رکھی ہے جس طرح پانی آگ سے کھول کر آگ کی کیفیات اپنے اندر لے لیتا ہے لیکن اس کھولتے ہوئے پانی کو آگ پر ڈالا جائے تو اس سے وہ بجھ جائے گی۔ اسی طرح انسان کا نفس امارہ جب اپنی خواہشات بھیمیہ سے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے اور گناہوں کی آگ اُسے کھا رہی ہوتی ہے۔ تو اس وقت بھی اُس نفس کے اندر یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ اپنی خواہشات پر غالب آ کر انہیں سرد کر دیتا ہے۔

میں ان دنوں غالباً آٹھویں یا نویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ مجھے اس تقریر کا مضمون اچھی طرح یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب یہ تقریر فرما رہے تھے۔ تو میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پس پشت قریب ہی بیٹھا ہوتا اور اس وقت میرا دل اس خیال سے غمگین اور افسردہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عنقریب ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔ بوجہ اس کے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قسم کے الہام ہو رہے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ حضور جلد رحلت فرمانے والے ہیں''۔ (الفضل قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

دمشق میں ایک مجلس

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس دسمبر ۱۹۲۵ء میں (مذہ) دمشق میں خدمات بجالا رہے تھے۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۵ء کی رات کو ذکر حبیب کی ایک مجلس میں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے جو آپ بیتی حضرت مولانا شمس صاحب

کو سنائی آپ نے اسے اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیا اور اگست ۱۹۳۸ء میں الحکم قادیان میں شائع کروایا۔ ذکرِ حبیب کی وہ مجلس قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ (مرتب)

حضرت سیدہ سعیدۃ النساء صاحبہ کی بیعت

آج بتاریخ ۲۵ دسمبر دمشق میں سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میری والدہ صاحبہ حضرت سعیدہ بیگم کی بیعت کا باعث یہ ہوا کہ والد صاحب نے پہلے پوشیدہ طور پر بیعت کی ہوئی تھی اور کسی کو اپنی بیعت کی خبر نہیں دی۔ انہی ایام میں جبکہ وہ بیعت کر کے آئے ہوئے تھے۔ والدہ صاحبہ مرض سِل سے بیمار تھیں اور پانچ چھ مہینے کے اندر آپ کی حالت دگرگوں ہو گئی تھی۔ آخری رات مایوسی کی وہ تھی جبکہ والد صاحب (حضرت سید عبدالستار شاہ) سیالکوٹ کسی شہادت پر گئے ہوئے تھے اور والدہ صاحبہ بیماری سے اس قدر لاچار ہو گئیں کہ چار پائی سے اُن کے لئے اُٹھنا بھی محال تھا اور مجھے یاد ہے کہ ایک رات جبکہ ہم سمجھتے تھے کہ آج آخری رات ہے۔ ہم سب بہن بھائی چار پائی کے اردگرد کھڑے رو رہے تھے جب گیارہ بارہ بجے کے قریب میں سونے کے کمرے میں گیا تو مجھے یقین تھا کہ صبح والدہ صاحبہ کو زندہ نہیں پائیں گے۔ جب صبح ہوئی تو میں حضرت والدہ صاحبہ کے پاس گیا تو آپ کو اطمینان کی حالت میں پایا۔ دیکھ کر ہمیں نہایت ہی تعجب ہوا کہ نہ وہ بخار ہے نہ کھانسی ہے نہ بلغم ہے۔ آپ نے ہم کو دیکھ کر فرمایا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں صحت یاب ہو جاؤں گی اور اس بیماری سے فوت نہیں ہوں گی اور اس پر اپنا اس رات کا خواب سنایا کہ میں نے آج رات حضرت مہدی علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ بہت سی مخلوقات ہے اور سب طرف لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضرت مہدی تشریف لے آئے اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص کثیر التعداد آدمیوں کے ساتھ چلے آ رہے ہیں اور ان کے اوپر دو شخصوں نے دائیں بائیں سے چھتر تانا ہوا ہے۔ والدہ صاحبہ نے یہ سنکر کہ یہ امام مہدی ہیں اپنی انگلی سے اُن کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا اور پھر اس سے آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ اگر آپ مہدی موعود ہیں تو

میرے لئے دعا کریں کہ میں شفا پا جاؤں۔ اس پر حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک آبخورہ میں پانی دم کر کے ایک چھوٹے سے بچے کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ یہ پی لو شفا ہو جائے گی اور یہ شفا اس بات کی علامت ہو گی کہ جس کا انتظار کیا جاتا ہے وہ آ گیا ہے۔ فرمانے لگیں کہ اس خواب کے بعد جب میری آنکھ کھلی ہے تو تمام بیماری کے آثار میں تخفیف پاتی ہوں اور اس وقت سے چند ہفتے کے اندر ہی آپ کو شفا ہو گئی۔ وہ دن جب باہر نکل کر چلی ہیں۔ ہمارے لئے عید کا دن تھا۔

والد صاحب کو جب انہوں نے اپنا خواب سنایا تو والد صاحب نے کہا کہ وہ مہدی فی الحقیقت آ گئے ہیں اور اُسی وقت ایک رقعہ میں یہ خواب لکھ کر ایک میرے ماموں زاد بھائی (سید شیر شاہ صاحب) کے ہاتھ قادیان کی طرف بھیج دیا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے دعا کی اور والد صاحب کو لکھ بھیجا کہ میں نے دعا کی ہے۔ انشاء اللہ شفا ہو جائے گی۔

حضرت اماں جان کی خدمت میں سونے کا ہار پیش کر دیا

حضرت والدہ صاحبہ نے اس خط میں ہی اپنی بیعت کر لی تھی۔ شفا ہونے کے بعد خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوبارہ دیکھا اور آنحضرت ﷺ کو بھی اور حضرت (اماں جان) کو بھی۔ آنحضرت ﷺ حضرت (اماں جان) کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ مسیح موعود کی بیوی ہے۔ اپنے گلے سے سونے (جسے پنجابی میں کنٹھا کہتے ہیں) کا ہار انہیں دیدیں۔ آپ نے دوسرے دن اس خواب کی بنا پر وہ ہار اُتار کر قادیان میں حضرت (اماں جان) کی خدمت میں بھیج دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مہمانوں کے جذبات کا خیال رکھتے

حضرت والد صاحب کی عادت تھی کہ تین سال کے بعد تین مہینہ کی چھٹی لیکر قادیان آیا کرتے تھے اور تمام رخصتیں وہیں گذارا کرتے تھے۔ ہم اِن دنوں تعلیم الاسلام ہائی سکول

قادیان میں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام کنبہ کا اپنے گھر میں ہی گول کمرہ میں رہائش کا انتظام کیا کرتے تھے اور رخصت کے ختم ہونے پر حضرت والدہ صاحبہ اور دیگر کنبہ کو جانے نہ دیا کرتے تھے اور اس قدر محبت و شفقت کا اظہار فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشہ اپنے کھانے سے کھانا بھجوایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ دوپہر کے وقت ہم اس مکان میں (جو حرم اوّل کا مکان ہے) کھانا کھا رہے تھے۔ کھانے میں مرغی کا گوشت تھا۔ قاضی عبداللہ صاحب کی ہمشیرہ امتہ الرحمٰن نے آ کر کہہ دیا کہ یہ مرغی آپ کو اس لئے بھیجی گئی ہے کہ اِن میں وہ گھی پڑا ہے جس میں بلّی نے منہ ڈالا تھا۔ والدہ صاحبہ طبیعت کی بہت نازک تھیں۔ خادمہ کو کہا کہ تم نے ہمیں کیوں ایسا کھانا بھیج دیا ہے خادمہ نے کہیں جا کر حضرت (اماں جان) یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے یہ ذکر کر دیا کہ امة الرحمٰن نے یہ انہیں شبہ ڈال دیا ہے۔ ہم کھانا ہی کھا رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود سر سے ننگے پاؤں سے ننگے ہاتھ میں رکابی پکڑی ہوئی دروازہ کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا۔ والدہ (ولی اللہ) کہاں ہیں میں نے جواب دیا کہ حضور کھانا کھا رہی ہیں۔ فرمایا:۔ امة الرحمٰن نے غلط بیانی کی ہے اور یونہی شبہ ڈال دیا ہے دیکھو میں بھی اُسی کھانے سے کھانا کھا رہا ہوں۔

آپ کو اپنے مہمانوں کے احساسات کا اسقدر گہرا خیال تھا۔ والدین سے آپ کو بہت ہی محبت تھی۔ خصوصاً والدہ صاحبہ کے ساتھ اور آپ نے والدہ صاحبہ کو کبھی پاؤں دبانے کی اجازت نہیں دی اور اس قدر احترام تھا کہ والدہ صاحبہ کی خاطر قرآن مجید کا درس عورتوں میں جاری کیا اور پہلا درس آپ نے دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفة اوّل اور مولوی عبدالکریم صاحب کو بلا کر کہا کہ والدہ (ولی اللہ) رعیہ سے تشریف لائی ہیں اور مجھے ان کے متعلق بہت ہی خیال رہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اُن کی خاطر عورتوں میں قرآن مجید کا درس جاری کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے درس دیتے ہوئے یوں تمہید باندھی اور کہا کہ میں سید عبدالستار صاحب کی اہلیہ کو مبارک دیتا ہوں کہ آپ کی خاطر اللہ

تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں تحریک ڈالی ہے اور عورتوں میں درس جاری کرنے کا انہیں سبب بنایا ہے۔ کاش کہ قادیان کی عورتیں اپنے اندر وہ خوبی رکھتیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کے متعلق یہ احساس پیدا ہوتا اور انہیں یہ عزت حاصل ہوتی جو ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ کو عزت حاصل ہوئی ہے۔ اس تمہید کے بعد درس جاری کیا اور آج تک جاری ہے۔

ہمیں آپ کے ساتھ قرابت داری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے والدہ صاحبہ کو ایک دفعہ بلایا اور کہا کہ مجھے آپ کے متعلق ہمیشہ خیال آتا ہے کہ کسی قسم کی آپ کو تکلیف نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب یہاں نہیں ہیں اور میں نے آپ کو اِس لئے پیچھے رکھوایا ہے کہ آپ کو قادیان میں رہنے کا اور موقع مِل جائے مجھے آپ کے متعلق خاص طور پر خیال رہتا ہے۔ آپ کو جس بات کی ضرورت ہو آپ بے تکلف اس کے متعلق کہیں۔ یہ آپ کا اپنا گھر ہے اور فرمایا کہ آپ کو ہمارے ساتھ تین تعلق ہیں۔ ایک بیعت کا ایک مہمان کا تعلق اور ایک اور بھی تیسرا تعلق ہے مگر اس کے متعلق کبھی تشریح نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ ہمشیرہ کی شادی صاحبزادہ مبارک احمد سے اس تعلق کو قائم کرنے کے لئے کرائی جو تعلق الحمدللہ اب تک قائم ہے۔

صحبتِ صالحین کے ثمرات

میری (سید ولی اللہ شاہ صاحب) کی یہ عادت تھی کہ میں لڑکوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھا کرتا تھا بلکہ چاہتا تھا کہ (بیت) مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ پڑھوں اور ہمیشہ انتظار ہی میں رہتا تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر نکلیں تو آپ کی صحبت سے مستفید ہوں۔ ایک دن دس بجے کے قریب مدرسہ احمدیہ (جو اس وقت تعلیم الاسلام ہائی سکول تھا) اُس کے صحن میں کھڑا تھا کہ چھوٹی (بیت) سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز آئی۔ میں وہاں پہنچا۔ دیکھتا کیا ہوں ایک شخص امرتسر سے تحقیق کے لئے آیا ہوا ہے اور

حضور اس کی خاطر سے تشریف لائے ہیں اور پانچ چھ اور آدمی وہاں جمع ہیں۔ اس نے سوال کیا کہ آپ کی بیعت یا صحبت سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے جوش کی حالت میں تقریر فرمانے لگے۔ دوران تقریر میں بہت ہی گونجتی ہوئی بلند آواز سے فرمایا کہ ایک بچہ جس نے ایک ہفتہ بھی میری صحبت میں گذارا ہے۔ وہ مشرق اور مغرب کے مولویوں کو شکست دے سکتا ہے اور اپنے اندر وہ تاثیر رکھتا ہے۔ جو اُن مولویوں میں نہیں۔ اس پر آپ کی آنکھیں سُرخ تھیں اور حضور میری طرف دیکھ رہے تھے۔ میری عمر اس وقت سترہ سال کی ہوگی۔ اس وقت اس مجلس میں میرے سوا اور کوئی بچہ نہ تھا اور اس وقت میں نے یہ دعا کی کہ الٰہی حضور کے اس قول کا ہی مصداق بنوں۔ اس دعا کرنے کو میں نے اس لئے غنیمت سمجھا کہ میں نے سنا ہوا تھا کہ اولیاء اللہ کی نظر ایک منٹ میں وہ کچھ کر سکتی ہے کہ سینکڑوں سال کی محنت واعمال وہ نہیں کر سکتے اور میرا یہ یقین ہے کہ اس وقت جو مجھے مشرق ومغرب میں (دعوۃِ الی اللہ) کی توفیق ملی اور بڑے سے بڑے عالم اور بڑے سے بڑے امیر نے میری باتوں کو سنکر میرے ہاتھوں کو چوما ہے۔ وہ محض مسیح موعود کی اس نظر کی برکت سے تھا''۔

(الحکم قادیان اگست ۱۹۳۸ء)

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء احباب پر کیا گذری

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں:-

''لاہور میں جب حضور علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ تو اس وقت میں بھی لاہور میں تھا اور گورنمنٹ کالج کی فرسٹ ائیر کلاس میں پڑھتا تھا۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء اور منگل کا دن ہمیں کبھی نہیں بھول سکتا۔ ۲۵ مئی کی شام کو سورج غروب ہونے سے کچھ دیر پہلے احمدیہ بلڈنگ میں خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان کے سامنے کھڑا تھا۔ میرے ساتھ میاں احمد شریف صاحب ریٹائرڈ ای۔اے۔سی کے علاوہ اور بھی کئی دوست کھڑے تھے کہ اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فٹن میں بیٹھے ہوئے تھے جب حضور کی بگھی خواجہ صاحب کے مکان کے سامنے کھڑی

ہوئی۔تو اس وقت حضور کی زیارت کرنے والے لوگوں کا ایک انبوہ تھا جس میں غیر احمدی بھی بکثرت تھے۔حضور فٹن سے اُتر کر مکان پر جانے کے لئے سیڑھی پر چڑھے (ایک چھوٹی سی چوبی سیڑھی اور کمرے میں جانے کے لئے رکھی ہوئی تھی) تو اس موقعہ پر کسی شخص نے گالی دی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ کر ہمارے پاس تشریف لے آئے۔اِدھر اُدھر کی باتیں ہونے کے بعد غالباً میاں محمد شریف صاحب نے تجویز کی کہ کل صبح دریائے راوی پر چلیں جب جانے کے متعلق فیصلہ ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتاکید فرمایا۔کہ کل صبح ہوسٹل میں تیار رہنا۔ہم اسی طرف سے آئیں گے اور تمہیں بھی ساتھ لے جائیں گے۔چنانچہ منگل کی صبح کو میں تیار ہو کر ان کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔مگر انتظار کرتے کرتے دن کے ۹ بج گئے۔خواجہ عبدالرحمٰن صاحب امرتسری جو میرے کلاس فیلو تھے انہوں نے کہا کہ آنے میں دیر ہو گئی ہے۔آؤ پہلے کھانا کھالیں میں کھانا کھانے کے لئے ان کے ساتھ گیا لیکن بوجہ ایک نامعلوم غم کے جو میرے دل پر طاری تھا۔میں کھانا نہ کھا سکا۔میں نے عبدالرحمٰن صاحب سے کہا کہ مجھے کوئی حادثہ معلوم ہوتا ہے۔خدانخواستہ حضرت میاں صاحب پر کسی نے حملہ نہ کر دیا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی طرف خیال تک نہ گیا۔حالانکہ اس سے دو تین دن پہلے حضور علیہ السلام بیمار تھے۔میں عصر کی نماز پڑھنے کے لئے گورنمنٹ کالج سے احمدیہ بلڈنگ میں گیا تو میرے سامنے کسی نے حضور علیہ السلام سے پوچھا کہ حضور اب طبیعت کیسی ہے۔اسہال میں کچھ فرق ہے؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں نے کلوروڈائین استعمال کی ہے۔اور آگے سے کچھ افاقہ ہے تو اگرچہ میں جانتا تھا کہ حضور بیمار ہیں لیکن باوجود علم کے میرا ذہن آپ کے متعلق کسی حادثہ کی طرف نہیں گیا۔بلکہ یہی خیال غالب ہوا کہ کسی نے حضرت میاں صاحب پر حملہ نہ کر دیا ہو۔یہ خیال آتے ہی لقمہ میرے ہاتھ سے گر گیا۔اتنے میں چوہدری فتح محمد صاحب اور شیخ تیمور صاحب کو ہوسٹل کے گیٹ سے نکلتے ہوئے میں نے

دیکھا۔ میں اس وقت باورچی خانہ کے سامنے کھانے کی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے انہیں دیکھا۔ کہ یہ جلدی جلدی باہر جارہے تھے۔ میں نے اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہی ہاتھ کے اشارہ سے ان سے پوچھا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کچھ جواب دیا۔ مگر ہم اسے اچھی طرح نہ سن سکے لیکن ہاں یہ ہاتھ کے اشارہ سے ہمیں بلا رہے تھے کہ آؤ وہاں چلیں جس سے میں سمجھا کہ احمدیہ بلڈنگ کی طرف یہ جارہے ہیں۔ گھبراہٹ ان کے چہروں سے اور رفتار سے نمایاں تھی۔ میں بھی عبدالرحمٰن صاحب کو ساتھ لے کر احمدیہ بلڈنگ کی طرف چلا گیا جب ہم اس سڑک کے محاذ پر پہنچے۔ جو دہلی دروازہ کی طرف سے آکر لوہاری دروازہ کی طرف جاتی ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک انبوہ ہے جو دہلی دروازہ کی طرف سے آرہا ہے اور انہوں نے ایک جنازہ اٹھایا ہوا ہے۔ جنازہ کی چارپائی پر جو شخص لیٹا ہوا ہے اس کا مونہہ کالا کیا ہوا ہے۔ آنکھیں اس کی چمک رہی ہیں اور اس کا سر ہلتا بھی ہے اور جنازہ کے اردگرد کے لوگ یہ کہہ کر پیٹ رہے ہیں کہ ''ہائے ہائے مرزا'' میں اس ماجرا کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور کچھ نہ سمجھا۔ ٹانگہ ہمیں جلدی سے احمدیہ بلڈنگ کی طرف لے گیا اور اترتے ہی ایک شخص سے پوچھا کہ کیا ہے؟ اس نے مجھے جواب دیا کہ سچ ہے۔ میں اس سے کچھ بھی نہ سمجھا اور گھبراہٹ میں بجائے اس سے مزید دریافت کرنے کے سیڑھی سے چڑھ کر اوپر مکان میں پہنچا اور چوہدری ضیاء الدین صاحب مرحوم سے جو باہر بے بسی کی حالت میں زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ پوچھا کہ کیا ہے؟ انہوں نے مجھے بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوگئے ہیں۔ یہ سن کر میری ٹانگوں میں سکت نہ رہی اور مَیں بھی بیٹھ گیا۔ پھر جلدی ہی وہاں سے اٹھ کر احمدیہ بلڈنگ کے پچھواڑے میں جہاں اس وقت ایک کھیت تھا۔ جا کر خوب رویا اور تنہائی میں دل کی ساری بھڑاس نکالی۔ اس وقت دل کے غم کی انتہا کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ کے ساتھ گاڑی میں بٹالہ پہنچا۔ امرتسر سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ہم نے مغرب کی نماز حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (نور اللہ مرقدہ) کی اقتداء میں

پڑھی جب بٹالہ پہنچے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابوت اتار کر اسٹیشن بٹالہ کے پلیٹ فارم پر رکھا گیا۔ میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رات کو اس تابوت کا پہرہ دیا۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسد مبارک باغ والے مکان میں رکھا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) سے میں نے اور میرے بھائی نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ہمیں باغ والے مکان کے اس کمرہ میں لے گئے جہاں حضور علیہ السلام کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔

حضرت (اماں جان) جنازہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ ہم گئے اور ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاموش چہرہ کو دیکھا اور چپ سے ہو کر رہ گئے اور باہر آ کر اس کمرہ کے سامنے جو لوکاٹ کے درخت تھے۔ ان میں سے ایک درخت کے نیچے ہم تینوں کھڑے ہو گئے۔

اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھ کر اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ساری دنیا بھی حضورؑ کو چھوڑ دے تب بھی میں اس عہد بیعت کو نہیں چھوڑوں گا جو حضور سے کیا تھا۔

(الفضل قادیان ۲۴/اپریل ۱۹۴۳ء صفحہ ۴،۳)

باب چھارم

کچھ یادیں کچھ تاثرات

تاثراتِ احباب کرام

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) ۷۸سالہ کامیاب و کامران اور خدمتِ دین و خدمتِ انسانیت سے بھرپور زندگی گذار کر مورخہ۱۴/ مئی ۱۹۶۷ءکواپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔آپ کے وصال پرمؤقر جریدہ الفضل ربوہ نے لکھا۔

جماعت احمدیہ کے ممتاز بزرگ اور حضرت المصلح الموعود کے رفیق کار

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب انتقال فرما گئے

''ربوہ۱۶مئی۔ہم نہایت رنج وغم کے ساتھ یہ خبر احبابِ جماعت تک پہنچاتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممتاز بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے (رفیق) اور سیدنا حضرت المصلح الموعود (نوراللہ مرقدہ) کے نہایت مخلص رفیق کار حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ایک لمبی علالت کے بعد۱۵، ۱۶مئی کی درمیانی شب کوڈیڑھ بجے کےقریب ۷۸سال کی عمر میں اس جہان فانی سے رخصت ہوکرمحبوب حقیقی سے جاملے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) نے اپنی ساری زندگی (دین حق) اور احمدیت کی خدمت کیلئے وقف رکھی (دعوۃ الی اللہ)،تربیتی اور تنظیمی میدان میں آپ کوسلسلہ احمدیہ کی گراں قدر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم اور جلیل القدر ''رفیق'' حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) کے صاحبزادے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نوراللہ مرقدہ) کے برادرنسبتی تھے۔عربی کی تعلیم آپ نے ممالک عربیہ میں حاصل کی۔جس کے بعد کچھ عرصہ آپ شام کے ایک کالج میں پرنسپل بھی رہے۔قادیان واپس تشریف لاکر سیدنا حضرت المصلح الموعود (نوراللہ مرقدہ) کی زیر ہدایت صدرانجمن احمدیہ کے ناظر کی حیثیت سے مختلف محکموں میں ایک لمبے عرصہ تک

ایسی شاندار اور قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ جنہیں سلسلہ کا کوئی مؤرخ کبھی نظر انداز نہیں کر سکے گا۔

ادارہ الفضل حضرت شاہ صاحب کی بیگم صاحبہ، صاحبزادگان، صاحبزادیوں اور جملہ دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ اللہ تعالیٰ حضرت (سید ولی اللہ شاہ) صاحب کے جملہ لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے اور آپ کی وفات سے جماعت میں بظاہر جو خلا اور کمی محسوس ہوتی ہے۔ اسے محض اپنے فضل و کرم سے دور فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷ مئی ۱۹۶۷ء صفحہ ۱)

آپ کے کارناموں کا تذکرہ

آپ کے وصال پر روزنامہ الفضل نے آپ کے بارہ میں لکھا۔

''ربوہ ۱۶ مئی۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا جسدِ خاکی آج شام مقبرہ بہشتی کے قطعہ (رفقاء) خاص میں سپرد خاک کر دیا گیا جیسا کہ پہلے اطلاع شائع ہو چکی ہے۔ حضرت شاہ صاحب ۱۵، ۱۶ مئی کی درمیانی شب کو ۸۷ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے تھے۔

آج نماز عصر کے بعد ساڑھے چھ بجے مقبرہ بہشتی کے میدان میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ کو کندھا دیا اور پھر حضور وہیں تشریف فرما رہے۔ تدفین مکمل ہونے پر حضور نے ہی دعا کرائی۔ نماز جنازہ میں مقامی احباب بکثرت شریک ہوئے۔ بیرون جات مثلاً لاہور، شیخوپورہ، سرگودھا اور لائل پور اور بعض دیگر مقامات سے بھی احبابِ جماعت نمازِ جنازہ میں شریک ہونے کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کو غسل دینے میں آپ کے عزیزوں میں سے مکرم سید مبارک مسعود شاہ صاحب و مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب نے اور مکرم سید مبارک احمد صاحب سرور، مکرم خواجہ

جلال الدین صاحب اور مکرم محمود احمد صاحب سعید حیدر آبادی نے حصہ لیا۔

مختصر حالات زندگی

حضرت شاہ صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) ۱۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی ایام رعیہ ضلع سیالکوٹ (موجودہ تحصیل وضلع نارووال) میں گزارے۔ جہاں آپ کے والد بزرگوار حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب (جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم (رفقاء) میں سے تھے) بسلسلہ ملازمت متعین تھے۔۱۹۰۳ء میں تعلیم کیلئے آپ کو قادیان بھجوا دیا گیا جس کی وجہ سے آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کرنے اور حضور کی مقدس صحبت سے فیضان حاصل کرنے کا موقع میّسر آ گیا۔ ۱۹۰۸ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے موقعہ پر حضرت المصلح الموعود (نور اللہ مرقدہ) کے ایماء پر آپ نے خدمت دین کیلئے اپنی زندگی وقف کرنے کا عہد کیا۔ پھر آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہو گئے لیکن دو سال بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (نور اللہ مرقدہ) کے ارشاد پر آپ کالج کی تعلیم چھوڑ کر قادیان آ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (نور اللہ مرقدہ) اور بعض دیگر بزرگان سلسلہ سے شرف تلمّذ حاصل کیا۔

۱۹۱۳ء میں آپ عربی کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے مصر تشریف لے گئے کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد آپ بیروت اور حلب تشریف لے گئے جہاں پر نہایت قابل اساتذہ آپ کو میّسر آ گئے۔ معمول کی تعلیم کے بعد سات ماہ تک ایک ترکی رسالہ میں بھی آپ کو کام کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر آپ بیت المقدس گئے۔ صلاح الدین ایوبیہ کالج میں بطور پروفیسر متعین ہو گئے۔ جہاں پر آپ کو تاریخ ادیان انگریزی اور اردو پڑھانے کا موقع ملا کچھ عرصہ آپ سلطانیہ کالج کے وائس پرنسپل بھی رہے۔ مئی ۱۹۱۹ء میں آپ واپس وطن تشریف لے آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کی زیر ہدایت ۱۹۲۰ء میں آپ صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ منسلک ہو کر خدمت سلسلہ بجا لانے لگے۔ چنانچہ اس کے بعد اپنی آخری بیماری تک

آپ نے مسلسل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ صدر انجمن احمدیہ میں ناظر (اصلاح وارشاد)، ناظر تعلیم وتربیت، ناظر تجارت، ناظر تالیف وتصنیف، ناظر امور خارجہ اور ایڈیشنل ناظر اعلیٰ کے عہدوں پر فائز رہے اور اس طرح ایک لمبے عرصہ تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کے ایک معتمد رفیق کار کی حیثیت سے مختلف محکموں میں آپ کو نہایت قابل قدر کام کرنے کی توفیق ملی۔

اس اثناء میں جماعت کے خلاف کئی خطرناک فتنے برپا ہوئے اور جماعت پر بہت سے نازک دور آئے لیکن ہر مرحلہ پر حضرت شاہ صاحب نے نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کیا اور حضور کی خوشنودی حاصل کی۔ ۵۶۔۱۹۵۵ء میں آپ کو بلاد عربیہ میں بطور (مربی) بھی کام کرنے کا موقع ملا۔ از حد مصروفیت کے باوجود علمی میدان میں بھی آپ نے جماعت کی بہت سی خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ آپ کی چوبیس کے قریب تصنیفات شائع ہو چکی ہیں۔ جلسہ سالانہ کے مواقع پر آپ کی تقاریر بھی ایک خاص رنگ رکھتی تھیں اور بہت پسند کی جاتی تھیں۔ ۱۹۲۶ء میں صحیح بخاری کا ترجمہ اور شرح لکھنے کا کام آپ کے سپرد کیا گیا جسے آپ بڑے شوق اور محنت سے کرتے رہے۔ چنانچہ اس وقت تک شرح کے آٹھ جز شائع ہو چکے ہیں۔

مسلمانان کشمیر کی جدوجہد آزادی میں آپ کو حضور (خلیفۃ المسیح الثانی اللہ نور اللہ مرقدہ) کی زیر ہدایت گرانقدر خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ ۱۹۴۷ء تقسیم ملک کے وقت آپ کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں چنانچہ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک آپ قید رہے۔ قیام پاکستان کے وقت سیاسی لحاظ سے بھی مسلمانوں کی خدمت کرنے کا بہت موقع ملا۔ جب پاکستان میں مرکز ربوہ قائم ہوا تو یہاں کے ابتدائی دور میں بھی جب کہ بہت سی مشکلات درپیش تھیں۔ ایک عرصہ تک آپ کو بطور امیر مقامی اور بطور ناظر کام کرنے کا موقع ملا۔ یکم جون ۱۹۵۴ء کو آپ صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت سے ریٹائر ہوئے لیکن اس کے بعد پھر آپ کو ناظر امور خارجہ متعین کر دیا گیا۔ چنانچہ اس حیثیت سے آپ ۱۹۶۲ء تک جب کہ فالج کی وجہ سے آپ شدید بیمار

ہو گئے کام کرتے رہے۔ گویا ۱۹۰۸ء میں آپ نے خدمت دین کا جو عہد کیا تھا اسے آخر تک نہایت عمدگی کے ساتھ نبھانے کی آپ کو توفیق ملی۔ ذَالِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَاءُ۔

حضرت شاہ صاحب صاحبِ رؤیا وکشوف اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے رؤیا وکشوف کے ذریعہ آپ کی رہنمائی کی اور اپنی بشارتوں سے آپ کو نوازا۔ نماز تہجد باقاعدہ ادا کرتے تھے قرآن کریم سے غایت درجہ محبت تھی اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گہرا مطالعہ تھا۔ عربی اور اُردو کے بلند پایہ ادیب تھے۔ غرض بہت سی خوبیوں کے حامل تھے ایک لمبے عرصے تک تنظیمی تربیتی اور عملی میدان میں سلسلہ کی گراں بہا خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ حضرت شاہ صاحب نے پانچ لڑکیاں اور دو لڑکے یادگار چھوڑے ہیں۔

...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حضرت شاہ صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۸ مئی ۱۹۶۷ء صفحہ ۱)

تاثرات حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب

نوٹ: یہ مضمون حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے اگست ۱۹۶۲ء میں جب کہ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) بہت بیمار ہو گئے تھے تحریر فرمایا تھا مگر ابھی تک شائع نہیں ہوا تھا۔

''یہ راقم سید ولی اللہ شاہ صاحب کی ظاہری اور باطنی خوبیوں کا ۱۹۱۰ء میں گرویدہ ہوا جب کہ آنمحترم گورنمنٹ کالج کی ایف ایس سی کلاس میں تعلیم پا رہے تھے اور یہ عاجز میڈیکل سکول لاہور کا سیکنڈ ایئر کا طالب علم تھا۔ یہ راقم انہیں اپنے بورڈنگ میں ایک مکرّم ومعظّم بزرگ کی حیثیت سے لے گیا تا کہ خود فیض حاصل کرے اور دوسرے طلباء کو احمدیت کی صداقت کی باتیں سنوائے۔ چنانچہ آنمحترم نے کچھ باتیں صداقتِ احمدیت کے متعلق کیں اور تشریف

لے گئے۔مَیں بورڈنگ کے گیٹ کے باہر تک ان کے ساتھ گیا۔رخصت ہوتے وقت مجھ سے پوچھا کہ میری باتوں کا سامعین پر کچھ اچھا اثر بھی ہوا ہے؟مَیں نے یہ محسوس کیا کہ آنمحترم کے دل میں عشقِ احمدیت موجزن ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی جلد از جلد اس کو چہ کا گرویدہ بنالیں۔

وہ دن ۱۹۱۰ء کا کیا ہی مبارک دن تھا جب کہ ہم دونوں دوستی کے رشتے میں منسلک ہوئے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ ہم دونوں جو اپنے ناموں میں اللہ کے اسم ذات کی مشارکت رکھتے ہیں ولی اللہ، حشمت اللہ نصف صدی سے زیادہ مدت سے شیر وشکر بنے ہوئے ہیں۔علاوہ مشارکت اسم ذات باری تعالیٰ کے ایک اور مشارکت بھی کارفرما نظر آتی ہے وہ اس ذات کا حسن ہے جو خدا تعالیٰ کے محبوبِ حقیقی حضرت محمد واحمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی مظہر ہے یعنی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے پُرنور چہرہ نے اور حسن باطنی نے ہم دونوں کو گرویدہ بنالیا۔

پس یہ دو مضبوط بند ہیں جنہوں نے ہمارے دلوں کو باندھے رکھا ہے اور فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا کا بیّن ثبوت بہم پہنچایا۔ میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب قادیان میں ایک (بیت) میں ہیں جو (بیت) اقصیٰ کی طرح کی ہے اور نماز سے فارغ ہو کر (بیت) کے صحن سے گذر کر باہر جانے کو ہیں اُسی وقت میں بھی (بیت) میں داخل ہوا ہوں اور میں دور سے دیکھ کر حضرت شاہ صاحب کی طرف تیز قدمی کے ساتھ بڑھا ہوں اور حضرت شاہ صاحب بھی مجھے دیکھ کر میری طرف بڑھے ہیں۔آخر ہم دونوں محبت بھرا معانقہ کرتے ہیں اس وقت حضرت شاہ صاحب تندرست خوبرو اور خوبصورت لباس میں نظر آرہے ہیں۔

یہ صحت مندانہ حالت یہ خوبصورت لباس جو رؤیا میں نظر آئے یہ وہ صحت اور تندرستی ہے جو بہشتِ اُخروی سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کا اچھے لباس میں ملبوس ہونا اچھی منزلت کی نشانی ہے اور ہمارا دونوں کا معانقہ ہونا اس دنیا کے تعلقاتِ محبت کے سچے ہونے اور ایمان اور اعمال

میں ہمرنگی کی دلیل ہے۔(بیت) یعنی خدا کے گھر میں اکٹھے ہوگئے ہیں گویا جس طرح اس دنیا میں لِلّٰہِی محبت کے ذریعہ ہمرنگ اور ہم مشرب ہیں عقبٰے میں بھی ہماری ملاقاتیں ہوتی رہیں گی جو قادیان کے نور سے منور ہونے کے ذریعہ سے ہونگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۸ مئی ۱۹۶۷ء)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ کی یاد میں

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر مربی سلسلہ (مرحوم ومغفور) لکھتے ہیں۔

''حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) طویل عرصہ سے صاحبِ فراش تھے۔ بیماری نے مدّ و جزر کی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ مجھے حضرت شاہ صاحب کی عیادت کیلئے کئی دفعہ ان کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا ان کے منہ سے روحانیت اور نورانیت سے پُر کلمات نکلتے۔ رضائے ربانی اور شکر الٰہی کے جذبہ سے پُر ان کی گفتگو ہوتی۔ بالآخر ۱۵ اور ۱۶ مئی کی درمیانی شب کو ان کا وقت موجود آ پہنچا اور کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے مطابق احمدیت کی یہ خوشنوا عندلیب دنیا سے پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

تاریخ احمدیت میں حضرت شاہ صاحب کا مقام اس لحاظ سے امتیازی حیثیت رکھتا تھا کہ وہ (رفیق) ابن (رفیق) تھے۔ سلسلہ کی کئی خاص خدمات کی اللہ تعالیٰ نے انہیں سعادت عطا فرمائی۔ آپ کو سالہا سال تک مختلف نظارتوں کا قلمدان سونپا جاتا رہا۔ آپ کی زندگی فعال زندگی تھی۔ حضرت شاہ صاحب کو حضرت خلیفہ اوّل (اللہ آپ سے راضی ہو) کے زمانے میں عربی کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مصر بھیجا گیا۔ آپ کے اس سفر کے اخراجات مجلس انصار اللہ نے دئے تھے۔ آپ ۲۲ جولائی ۱۹۱۳ء کو قادیان سے حضرت خلیفہ اوّل (نور اللہ مرقدہ) کی دلی دعاؤں کے ساتھ روانہ ہوئے بعض وجوہات کی بناء پر قاہرہ میں زیادہ قیام نہ کر سکے اور آپ عربی کی تدریس کیلئے بیروت اور بعد ازاں حلب چلے گئے اور بیت المقدس میں آپ نے عربی ادب کا امتحان پاس کیا۔ چوٹی کے اساتذہ سے آپ نے تعلیم حاصل کی۔ چنانچہ آپ کے اساتذہ میں

الشیخ هاشم الشریف الخلیل البیرونی ۔علامہ الشیخ بشیر الغزمی الحلبی العضو فی مجلس الاعیان العثمانی (ترکی پارلیمنٹ کے ممبر) اور **الشیخ صالح الرافعی الطرابلسی** تھے۔ان اساتذہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے شاہ صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہیں:۔

''یعنی میں اس گھڑی کو ہر وقت یاد کرتا ہوں کہ جب میرے یہ استاد مجھے پڑھایا کرتے تھے۔تاریک رات، موسلا دھار بارش، غضب کی ٹھنڈک اور سردی اور نیند کا شدید غلبہ، بعض اوقات رات کے بارہ بج جاتے مگر یہ اساتذہ مجھے پڑھانے کی انتہائی خواہش رکھتے تا کہ میں اپنی تعلیم کی جلدی سے تکمیل کر سکوں اور یہ کام محض بغیر اجر و خواہش کے کیا کرتے تھے کیونکہ ان کا یہ کہنا تھا کہ وہ مجھ میں خیر و برکت کو دیکھتے ہیں''۔

دیارِ عرب میں کارنامے

استاذ الشیخ صالح الرافعی آپ سے بہت ہی محبت و عقیدت رکھتے تھے اور وہ آپ کی (دعوت الی اللہ) سے بیعت بھی کر چکے تھے چنانچہ اس ضمن میں ایک تاریخی مگر نا قابل فراموش واقعہ بیان کرتا ہوں۔میرے قیام بیروت میں ایک مرتبہ بیروت کی میونسپلٹی کے ایک کارکن ٹیکس وصولی کیلئے آئے۔عاجز نے ان کو بٹھایا اور ان کی تواضع کی۔اس دوران میں کئی امور پر باہمی تبادلہ خیالات ہوا۔وہ کہنے لگے کہ میرے والد صاحب مرحوم بھی اس عقیدہ کے تھے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے اور میں نے ان کو قبول کر لیا ہے۔میں ابھی اس وقت چھوٹی عمر کا تھا۔جب میں نے ان کے والد کا نام پوچھا تو انہوں نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا۔الشیخ صالح الرافعی الطرابلسی۔ان صاحب کا کہنا تھا کہ استاذ زین العابدین ہمارے گھر روزانہ عربی پڑھنے کیلئے آیا کرتے تھے اور میں دروازہ کھولا کرتا تھا۔ان کے گھر ایک فوٹو بھی حضرت شاہ صاحب کا ہے۔جس پر الشیخ صالح الرافعی کی یہ عبارت درج ہے۔''**تِلْمِیْذٌ مِنْ تَلَامِیْذِ الْمَهْدِیِ عَلَیْهِ السَّلَامِ جَاءَ مِنَ الْهِنْدِ لِتَلَقِّي الْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّةِ**'' یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد جو ہندوستان سے عربی کی تعلیم

کیلئے آئے۔الشیخ صالح الرافعی سے بیرونی ملک کے کئی طلباء مفت تعلیم حاصل کیا کرتے تھیاور وہ بڑے اخلاص سے یہ کام کیا کرتے حضرت شاہ صاحب کو یہ استاذ علاوہ عربی ادب کے عربی تلفظ بھی سکھایا کرتے تھے اور حروف مشابہہ یعنی (ا۔ ع۔ء۔ س۔ ص۔ ث۔ ت۔ ط۔ ق۔ ک۔ ذ۔ ظ۔ ز۔ ح۔ ہ) کا باہمی فرق اور مخرج بھی سکھایا کرتے تھے۔

مکرم شاہ صاحب کے زمانہ قیام بیروت میں عثمانیہ حکومت شامِ کبریٰ یعنی فلسطین، اُردن، شام اور لبنان پر حکمران تھی۔ جنگ عظیم کا آغاز ہو چکا تھا۔مکرم شاہ صاحب نے ترکی حکومت کا ساتھ دیا اور انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔ چنانچہ آپ کو انگریزوں نے گرفتار کرلیا تھامشہور ترکی گورنر جمال پاشا نے ایک کالج کی بنیاد بیت المقدس میں رکھی جس کا نام ''**كلية صلاح الدين الايوبی**'' رکھا گیا۔

مکرم شاہ صاحب اس کالج میں تین مضامین پڑھایا کرتے تھے۔ تاریخ الادیان، انگریزی زبان اور اُردو۔ چنانچہ شاہ صاحب کے قدیم شاگردوں میں سے کئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار اور بالخصوص یہ شعر پڑھتے ہیں۔

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

السید منیر الحصنی صاحب امیر جماعت احمدیہ دمشق بھی شاہ صاحب کے شاگردوں میں سے تھے۔ شاہ صاحب کے شاگردوں میں معزز عرب خاندانوں کے کئی صاحبزادگان تھے۔اس کالج میں پروفیسر کی حیثیت سے شاہ صاحب کو اعلیٰ علمی سوسائٹی سے رابطہ پیدا کرنے کا موقع مل گیا چنانچہ ان معززا کابرین میں **الاستاذ کرو علی** وزیر تعلیم حکومت شام، **الاستاذ خلیل بک** مرحوم وزیر خارجہ حکومت شام۔**السید جمیل بک** مرحوم وزیر اعظم شام اور **الشیخ عبدالقادر المغربی** پریذیڈنٹ پوپ اکیڈمی بھی تھے خاکسار کو قیام دمشق میں ان سے ملاقات کے کئی مواقع میسر آئے۔ علاوہ ازیں مفتی اعظم

فلسطین **الحاج امین الحسینی** اور **السید صالح الخالدی** پرنسپل عرب کالج بیت المقدس وغیرہم سے بھی آپ کے گہرے تعلقات تھے۔ **الحاج امین الحسینی** مفتی اعظم فلسطین جب بھی پاکستان آتے تو مکرم شاہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کی زیر ہدایت ملاقات کیلئے جایا کرتے تھےاور مفتی فلسطین بھی ان سے محبت سے پیش آیا کرتے تھےاوران کی عزت کیا کرتے تھے۔

حضرت شاہ صاحب نے قرآن کریم کی تفسیر اور اس کے حقائق حضرت خلیفہ اوّل (نور اللہ مرقدہ) سے پڑھے ہوئے تھےاور آپ کے درس سے استفادہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ قرآن شریف کے بعض مشکل مقامات کی تفسیر بیان کیا کرتے تو آپ کے کئی عرب ساتھی و اساتذہ دریافت کیا کرتے **یَا اُسْتَاذُ مِنْ اَیْنَ تَعَلَّمْتَ هَذَا التَفْسِیْر ؟**

شاہ صاحب جواباً کہتے **تَعَلَّمْتُ مِنَ الْمُفَضَّالِ الشَّیخ نُوْرِالدِّیْنِ**۔ یعنی حضرت مولوی نورالدین صاحب سے میں نے یہ تفسیر سیکھی ہے یہ واقعہ مجھے **الشیخ عبدالقادر المغربی رئیس المجمع العلمی العربی** نے بیان کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے حضرت خلیفہ اوّل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کی خاص توجہ سے آپ عربی زبان کے بہترین مترجم اور لکھنے والے تھے۔ چنانچہ آپ نے مندرجہ ذیل کتب کے تراجم کئے۔

۱۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا (فلسفة الاصول الاسلامیه)

۲۔ کشتی نوح کا (**التعلیم**)

۳۔ پیغام احمدیت کا "**دعوة الاحمدیة و غَرْضُهَا**" کے عنوان سے بہترین ترجمہ کیا۔

اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ کرتے ہوئے آپ دیباچہ میں تحریر کرتے ہیں:۔

"میں نے ترجمہ پوری دیانت سے کیا ہے جو کہ مترجم کے لئے لفظی ترجمہ کے وقت ضروری ہے۔ جس سے وہ انداز بیان مخدوش نہ ہو جو ہر زبان سے مخصوص ہے اور کلمات کا

تسلسل بھی نہ ٹوٹے جو عربی زبان کی جملہ زبانوں سے امتیازی عربی ہے''۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں ایک خاص شوکت اور روحانی تاثیر پائی جاتی ہے ترجمہ کرتے وقت اس کا قائم رکھنا ایک انتہائی مشکل کام ہے مگر حضرت شاہ صاحب مرحوم نے اس خوبی کو (حتی الوسع) قائم کر کے دکھا دیا۔

علاوہ ازیں حضرت شاہ صاحب نے **حَیَاۃُ المَسِیح وَ وَفَاتُہٗ** تحریر کر کے وفات مسیح کے موضوع پر نہایت مدلّل کتاب تحریر کی۔ ایک دفعہ یہ کتاب میں نے **السید محسن البرازی** وزیر اعظم شام کو پیش کی۔ پڑھنے کے بعد کہنے لگے کہ احمدیت کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو حیات مسیح جیسے گمراہ کن مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے بخاری شریف کا ترجمہ اور تشریح اور دیگر کتب کا ترجمہ بھی کیا۔ مکرم شاہ صاحب عرب ممالک میں تین دفعہ تشریف لے گئے۔ پہلے آپ ۱۹۱۳ء میں گئے تھے۔ بعد ازاں ۱۹۲۵ء میں مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس کے ساتھ دمشق تشریف لے گئے۔ تقریباً چھ ماہ تک آپ نے دمشق میں قیام کیا۔ وہاں آپ نے شادی بھی کی۔ آپ کے برادر نسبتی **السید احمد فائق الساعاتی** (تھے) جو محکمہ پولیس کی ایک کلیدی آسامی میں کام (کرتے تھے)۔

تیسری مرتبہ آپ ۱۹۵۶ء میں تشریف لے گئے اور تقریباً دو ماہ قیام کیا۔ اس عرصہ میں آپ بیروت بھی تشریف لائے تھے۔

مکرم شاہ صاحب موصوف سلسلہ کے ان بزرگوں میں سے تھے جن کو خدمت سلسلہ کی خاص سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہو) کے خاص رفیق اور مخلص فرزندِ احمدیت تھے۔ آپ نے ایک طویل عرصہ تک امتیازی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو تفسیر قرآن، حدیث اور عربی ادب سے خاص شغف تھا اور بہترین علمی ذوق رکھتے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کے نقش قدم پر ہم سب کو چلائے اور جملہ عزیزوں کو صبر جمیل بخشے''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹ مئی ۱۹۶۷ء)

تاثرات مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (مرحوم ومغفور) سابق مربی سلسلہ مشرقی افریقہ تحریر کرتے ہیں:۔

’’حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مرحوم ومغفور (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام میں جگہ دے) اعلیٰ شخصیت کے مالک تھے۔ احمدیت کے مخلص کارکن اور حضرت مصلح موعود (نور اللہ مرقدہ) کے فدائی ساتھی تھے۔ حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) کا خاندان نہایت نیک، پارسا، خدمت گزار، غریب پرور، سلسلہ کی بے لوث خدمت کرنے والے۔ قرآن کریم سے بے حد محبت اور شفقت رکھنے والے، تہجد گزار، دعا گو اور عابد افراد پر مشتمل تھا۔ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب بھی اسی خاندان کے ایک فرد تھے۔ آپ سلسلہ کے کئی کاموں پر متعین ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہو) کی ہدایات کے مطابق ان کاموں میں اپنے جوش اور عمل، پختہ ارادہ وعزم اور دعاؤں سے اپنے دوسرے بزرگ ساتھیوں کی طرح ایک نئی زندگی اور جان ڈال دیتے تھے اپنے مفوّضہ فرائض کے علاوہ جماعت اور سلسلہ کی علمی خدمت کا بھی بہت شغف تھا۔ میرے والد صاحب محترم شیخ محمد دین صاحب ریٹائرڈ مختار صدر انجمن احمدیہ لمبا عرصہ ان کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں دونوں کے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات تھے۔ مَیں نے متعدد مرتبہ دیکھا حضرت شاہ صاحب مرحوم ومغفور جب کبھی بھی ہمارے والد محترم کو کوئی پریشانی ہوئی فوراً اس پریشانی کو دور کرنے اور مناسب امداد کرنے کیلئے مستعدی سے تیار ہو جاتے اور یہ ایسے بزرگوں کا ایک خصوصی وصف تھا۔ یہ لوگ دردوں کا مداوا تھے اور غم خوار، خاموشی سے کئی قسم کی امدادیں کرتے رہتے تھے۔ خاکسار جب مدرسہ احمدیہ کی آخری کلاس پاس کر کے مولوی فاضل کلاس میں داخل ہوا تو حضرت شاہ صاحب نے دیکھا کہ

ہمیں مالی وسعت نہیں اور بڑی بڑی کتب کا خریدنا مشکل ہے۔ بغیر کسی درخواست یا خواہش کے از خود انہوں نے بہت سی قیمتی کتب اپنی گرہ سے خرید کر مہیا کیں۔ ان کتب میں ''فتوح البلدان'' اور ''الکامل فی التاریخ'' بھی شامل تھیں۔ اس پر آپ نے مزید یہ مہربانی کی کہ وقت بھی دیا کہ مَیں ان سے ان کتب کو پڑھا بھی کروں۔ عربی علاقوں میں رہنے کے باعث تاریخ ایسے طور پر پڑھاتے کہ آنکھوں دیکھی کیفیت بیان کر رہے ہیں اور ''الکامل'' اس طریق سے پڑھاتے کہ گویا ایک بہت بڑا ادیب عربی زبان کا عاشق یہ کتاب پڑھا رہا ہے۔ مجھے یاد ہے ان کے اس ادبی و تاریخی درس میں جو بعد نماز عصر ان کی دارالانوار کی کوٹھی میں جاری رہتا بعض اور میرے کلاس فیلو بھی شامل ہو جاتے اور فائدہ اٹھاتے۔ یہی طریق اس وقت دوسرے بزرگوں کا بھی تھا۔

کشمیر میں خدمات

۱۹۳۴ء کے شروع میں مشرقی افریقہ جانے سے پہلے کی بات ہے حضرت شاہ صاحب تحریک آزادی کشمیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہو) کی ہدایات کے مطابق بہت اہم کام کر رہے تھے۔ اِدھر آپ ناظر (اصلاح وارشاد) بھی تھے۔ خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہو) کے ارشاد پر حضرت شاہ صاحب نے کشمیر بھجوایا۔ مَیں وہاں جا کر بیمار ہو گیا جنوری کا مہینہ تھا۔ سردی بھی سخت تھی یوں بھی نیا نیا باہر جانے لگا تھا۔ کچھ گھر کی جدائی نے ستایا اور بیمار پڑ گیا۔ سرینگر میں ایک مشہور ڈاکٹر چاولہ تھے جو ہندو تھے ان سے مَیں ملا انہوں نے کہا کہ آپ کو یہاں کی آب و ہوا موافق نہیں بہتر ہوگا کہ آپ واپس پنجاب چلے جائیں خود بخود طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔ حضرت شاہ صاحب چونکہ ناظر (دعوۃ الی اللہ) تھے خاکسار نے اپنی بیماری اور ڈاکٹر کی رائے سے انہیں اطلاع دی۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنے نام سے بذریعہ تار مجھے ہدایت دی کہ Eat rice and take tea without milk یعنی چاول کھائیں اور قہوہ پئیں۔ اس کے جواب میں خاکسار

نے شاہ صاحب کی خدمت میں بذریعہ تار عرض کی کہ Unable to eat rice and take tea without milk یعنی مَیں چاول کھانے اور قہوہ پینے کے قابل نہیں ہوں۔

ڈاکخانہ میں ان دنوں کشمیر کی تحریک کے زور کی وجہ سے سی آئی ڈی بیٹھی ہوئی تھی۔ ان دونوں تاروں کی نقل حکومت کشمیر کے پاس بھیجی گئی جس پر کشمیر کے گورنر سردار عطر سنگھ اور اس وقت کے انسپکٹر جنرل پولیس جو مسلمان تھے دونوں نے مجھے کہا کہ آپ سید ولی اللہ شاہ صاحب کے ساتھ یہ کیا تار بازی کر رہے ہیں کیا آپ کسی سازش کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حکومتِ کشمیر نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو کشمیر کی حدود سے نکل جانے کیلئے کہے۔ مَیں نے ہزار سمجھانے کی کوشش کہ کہ جناب مَیں (مربی) ہوں مجھے سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں مَیں تو قرآن وحدیث کی تعلیم دینے جماعت کی تربیت کے سلسلہ میں آیا ہوں۔ ڈاکٹر سے دریافت کرلیں مَیں بیمار ہوں اس کی رائے تھی جس کی مَیں نے اپنے ہیڈ آفس میں اطلاع بھجوائی وہاں سے مشورہ آیا کہ چاول استعمال کروں اور قہوہ پیا کروں۔ مَیں نے کہا کہ یہ میرے لئے مشکل ہے۔ گورنر عطر سنگھ کہنے لگے ہم کوئی بات نہیں جانتے۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب کی طرف سے یہ تار ہے اور تم نے ان کو تار دی ہے وہ کشمیر کی تحریک میں بڑا اہم کردار ادا کر رہے ہیں ضرور کوئی سیاسیات کے متعلق سازش ہے۔ ان کی بات سن کر لطف بھی بڑا آیا کہ حضرت شاہ صاحب سے حکومتِ کشمیر کس قدر خوف زدہ ہے۔ مہاراجہ سے لے کر نیچے کے افسروں تک گھبراتے تھے۔ بڑی دلیری سے کام کرنے والے کارکن تھے اور کام کو اس رنگ میں انجام دیتے کہ ''وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقاً'' کی تعبیر سامنے آجاتی ہے اپنے تو کیا غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ بعد میں خاکسار حذیفہ چلا گیا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت شاہ صاحب نے کوشش کی اور حکومت کشمیر کے آرڈرز خاکسار کے متعلق منسوخ ہوگئے۔

حضرت شاہ صاحب کو اس بات کا بڑا شوق بلکہ تڑپ رہتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام اور آپ کی کتب دوسری زبانوں میں ترجمہ ہوں۔ خود بھی اس کام میں مصروف رہتے۔ کئی کتب اور اہم مضامین کا عربی میں ترجمہ کیا۔ مجھے مشرقی افریقہ لکھا کہ کشتی نوح کا سواحیلی زبان میں ضرور ترجمہ کریں۔ ان کی اس نیک تحریک کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ ابھی گئے دو ایک سال ہی ہوئے تھے اور سواحیلی زبان سیکھنے کی طرف خاکسار نے توجہ کی اور خدا کے فضل سے اس سے مجھے (دعوۃ الی اللہ) کے لحاظ سے بہت ہی فائدہ ہوا ترجمہ کی خاص مہارت نہ تھی پھر بھی خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کشتی نوح کا خاکسار نے سواحیلی زبان میں ترجمہ شروع کر دیا۔ تعلیم کا حصہ اور کشتی نوح کے دوسرے حصے ایسے پُر اثر اور زوردار ہیں کہ جب ترجمہ کرنے کیلئے بیٹھتا تو اپنی عاجزی اور عدم اہلیت کا احساس اُبھر کر سامنے آ جاتا لیکن خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور دعاؤں کی برکت سے مجھے توفیق مل گئی کچھ عرصہ کے بعد کشتی نوح کا ترجمہ مکمل ہو کر شائع ہو گیا اور پڑھنے والوں پر اس کا خاص اور نمایاں اثر ہوا۔ اس کے ترجمہ کرنے اور شائع کرنے میں خاکسار کو خاص تائید الٰہی حاصل رہی۔ مگر ہمیشہ ہی خاکسار کو یہ احساس رہا کہ حضرت شاہ صاحب مرحوم نے نہایت نیک جذبہ اور تاکید سے اس کتاب پر ترجمہ کی مجھے تحریک فرمائی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے سواحیلی میں شائع ہونے سے جو بابرکت (تربیتی) نتائج نکلے ہیں یا نکلتے رہیں گے خدا کے فضل سے حضرت شاہ صاحب کو بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔ اس زمانہ کے بزرگ ذاتی دلچسپی ان کاموں میں لیتے انہیں خود (دعوۃ الی اللہ) کا شوق تھا۔ (دعوۃ الی اللہ) کا تجربہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ کون کون سی کتاب مفید ہے اور اس کے ساتھ اپنی بزرگانہ شان کے عین مناسب دلی دعاؤں سے امداد کرتے تھے اور اس طرح بے سروسامانی کے باوجود خدا تعالیٰ کاموں میں برکت دیتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب ایسے ہی نیک اور خدامِ دین بزرگوں میں سے ایک تھے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور اپنے قرب سے متمتع فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۴ جولائی ۱۹۷۶ء)

قرارداد تعزیت از جامعہ نصرت ربوہ

ہم یعنی پرنسپل، اساتذہ اور طالبات جامعہ نصرت ربوہ انتہائی رنج والم سے حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی وفات پر اپنے دلی صدمہ کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی اولاد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہشتی خاندان کی بشارت دی تھی۔ حضرت شاہ صاحب گوناگوں صفاتِ جلیلہ کے مالک تھے آپ کا بچپن انتہائی پاکیزہ ماحول میں گزرا اور جوانی کے زمانہ میں بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عملی نمونہ پیش کیا۔ آپ نے نوجوانی کی عمر ہی میں اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان بھی پاس نہیں کیا تھا کہ حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کے ارشاد اور منشاء کے مطابق آپ بلاد عربیہ تشریف لے گئے اور وہاں کئی سال قیام کر کے عربی زبان پر مکمل عبور حاصل کیا اور ساتھ ہی ساتھ اشاعتِ دین کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

وہاں سے واپسی پر آپ نے ہر وقت کسی نہ کسی رنگ میں دین کی خدمت انتہائی جانفشانی سے جاری رکھی اور آپ نظارت کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ آپ نے بہت سی کتب تصنیف فرمائیں۔ مرحوم شاہ صاحب نے ایک طویل بیماری بڑے ہی صبر و استقلال سے برداشت کی اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

ہم محترم سید عبدالرزاق شاہ صاحب، حضرت شاہ صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور جملہ بچوں کی خدمت میں اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین اللھم آمین۔

قرارداد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے اپنی تمام زندگی سلسلہ کی خدمت میں گزار دی۔ ادارہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے اساتذہ اور طلباء اس غم میں جو صرف ان کے اعزہ کا ہی نہیں بلکہ تمام جماعت کا ہے، شریک ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جہاں

ان کے اہل خانہ کو اس غم پر صبر کی توفیق بخشے وہاں جماعت میں محض اپنے فضل سے اس خلاء کو پُر کرنے کے سامان پیدا کرے۔

محترم شاہ صاحب مرحوم و مغفور ہمارے ادارہ کے اولڈ بوائے تھے۔ انہیں تعلیم سے گہرا لگاؤ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نور اللہ مرقدہ نے اسی بناء پر انہیں ۱۹۱۳ء میں عربی کی تعلیم مکمل کرنے کیلئے مصر روانہ فرمایا۔ آپ نے اُن کے انتخاب اور اعتماد کو اپنی محنت اور ذوق سے عملی رنگ میں درست ثابت کر دیا اور اپنے قیام کے دوران مصر، شام، لبنان اور فلسطین میں عربی زبان کی تعلیم مکمل کی۔ آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا اور آپ عربی کے بہترین ادیب تھے۔ ہائی سکول کے طلباء سے آپ کو غیر معمولی محبت اور شفقت تھی۔ بچوں کی نفسیات سے بہت جلد واقف ہو جاتے اُن کا تعلیم دینے کا طریقہ بہت آسان تھا۔ قادیان میں جن لوگوں نے آپ کا درس بخاری سنا ہے وہ اسے بھلا نہیں سکتے۔ آپ کا انداز بیان اتنا دلکش اور سادہ ہوتا کہ چھوٹی عمر کے بچے بھی بہت زیادہ تعداد میں درس میں شریک ہوتے تھے۔

آپ کی سیرت کا خلاصہ محنت، استقلال، فدائیت اور سلسلہ اور خلیفہ کی ذات سے مثالی اخلاص میں مضمر ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو ان کو نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (ھم ھیں اساتذہ و طلباء تعلیم الاسلام ھائی سکول ربوہ)

(روزنامہ الفضل ربوہ یکم جولائی ۱۹۶۷ء صفحہ ۶)

❁.....❁.....❁

نذرانہ عقیدت

از مکرم ومحترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل سلمہ اللہ تعالیٰ

اِک اور بزمِ یار کا گُل ہو گیا چراغ
اِس قلبِ ناتواں پہ لگا ایک اور داغ
محمود کا جری تھا جو رخصت ہوا ہے آج
اللہ کا اِک ولی تھا جو رخصت ہوا ہے آج
تجھ کو بھلا سکے گی نہ کشمیر کی زمیں
جس کا تو شہسوار تھا اے ''زین العابدیں''
نازاں تری زبان پہ تھی اُمّ الالسنہ
عارف بنا گیا تجھے اِک شوقِ بے پنہ
پروانۂ خلافتِ حقّہ رہا مدام
تھے دینِ مصطفیٰ کیلئے تیرے صبح و شام
تو یادگارِ عہدِ مسیح الزماں تھا
فضلِ عمر کی بزم کا اِک راز دان تھا
ہم پر بہت گراں ہے اگرچہ تری وفات
لیکن مسیحِ وقت کی یاد آ گئی ہے بات
''جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات''
اے جانے والے جا ترا فردوس ہو مقام
تجھ پر خدا کی رحمتیں افشاں رہیں مدام

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰ مئی ۱۹۶۷ء)

حضرت سیدہ سیارہ حکمت صاحبہ آف دمشق

اہلیہ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب مرحوم کا ذِکرِ خیر

مکرمہ سیدہ طاہرہ شاہ صاحبہ بنت حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب تحریر کرتی ہیں:۔

میری والدہ محترمہ کا ابتدائی وطن ترکی تھا۔ میرے نانا ہجرت کر کے ملک شام کے شہر دمشق میں آئے۔ میری امی کی پیدائش دمشق میں ہوئی۔ دراصل میرے نانا ترک تھے اور سید فیملی سے ان کا تعلق تھا ان کا نام سید محمد جمیل صاحب تھا۔ میری والدہ ابھی چھوٹی ہی تھیں کہ ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد والد صاحب بھی فوت ہو گئے اس طرح میری امی بچپن سے ماں اور باپ کی شفقت اور محبت سے محروم ہو گئیں۔ وہ اپنے تین بھائیوں کی اکلوتی بہن تھیں۔ ان کی پرورش ان کی خالہ نے کی۔

۱۹۲۶ء میں میرے ابا جان حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب بطور داعی الی اللہ دمشق میں کام کر رہے تھے اُس وقت میری امی کا خاندان میرے والد محترم کے زیرِ دعوت تھا۔ میری امی کے خالو سید محمد طاہر صاحب کے میرے ابا جان سے دوستانہ تعلقات تھے جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ میری امی کی پرورش خالہ نے کی اس طرح میری امی کے خالو سید محمد طاہر صاحب ان کے سرپرست تھے۔ لہٰذا میرے والد صاحب کی خواہش پر میری امی کا رشتہ ہوا۔ میری امی کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ دمشق کی سب سے پہلی احمدی خاتون ہیں اس پر ہمیشہ اپنی وفات تک بڑی خوشی کا اظہار کرتی تھیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو سیدنا حضرت بانی سلسلہ کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ میری والدہ کی جب شادی ہوئی تو اس وقت ان کی عمر سولہ سال تھی۔ اپنے وطن، بھائیوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر میرے والد کے ساتھ ۱۹۲۶ء میں قادیان آ گئیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح پاک کی سچی محبت ان کے دل میں ڈالی اور میری امی نے احمدیت کو سچے دل سے قبول کیا۔

حضرت فضلِ عمر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ احمدی تو وہ نکاح سے پہلے ہو چکی تھیں تاہم

قادیان آ کر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ میرے ابا جان اور ان کے خاندان نے میری امی کو ایسی محبت اور شفقت دی کہ وہ بالکل اپنے عزیز و اقارب کو بھول گئیں۔ میری امی نے با قاعدہ اُردو پڑھنی اور لکھنی سیکھی۔ سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ساری کتابیں انہوں نے پڑھیں۔ بے حد ذہین تھیں۔ اس لئے بہت جلد اُردو بولنی اور پڑھنی شروع کر دی اور اپنے آپ کو اپنے سسرال کے طور طریقوں میں ڈھال لیا۔

خدا تعالیٰ نے میری امی کو ایک ایسا محبت بھرا دل عطا کیا تھا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اپنے سسر یعنی حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب کی ایسی محبت سے خدمت کی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جب تک میرے دادا زندہ رہے میرے ابا جان کے پاس رہے۔ نہ صرف میرے دادا محترم سے محبت اور ان کی عزت کی بلکہ اپنے تمام دیوروں، نندوں اور باقی تمام رشتہ داروں کو اپنی بے لوث محبت اور ایثار اور خدمت سے اپنا گرویدہ بنالیا۔ سب کو اپنے بھائی بہنوں کی طرح سمجھا۔ خاص طور پر حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ سے خاص محبت تھی جو کہ میری سب سے چھوٹی پھوپھی تھیں۔ میری پھوپھی حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کو بھی اپنی تمام بھاوجوں سے میری امی سے زیادہ پیار تھا اس کا سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے اپنے مضمون میں جو انہوں نے اپنی والدہ کے متعلق لکھا ہے ذکر فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت بانی سلسلہ کے خاندان سے بھی ان کو دلی محبت تھی خاص طور پر حضرت اماں جان اور ان کی اولاد سے۔

۱۹۵۵ء میں جب حضرت فضل عمر دمشق گئے تو میری امی کے بھائی اور رشتہ داروں نے شکوہ کیا کہ ہماری بہن ایک دفعہ بھی واپس اپنے وطن نہیں آئیں۔ چنانچہ حضور نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ جلد ہی ان کی بہن کو دمشق بھیجیں گے۔ اس طرح ۱۹۲۶ء کے بعد ۱۹۵۶ء میں میری امی کو دوبارہ اپنے وطن جانے کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ نے میری امی کو یہ موقع دیا کہ وہاں جا کر سب سے پہلے لجنہ قائم کی وہاں تقریباً

ایک سال ٹھہریں۔اس تمام عرصہ میں با قاعدہ اجلاس کرواتیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے میں ان کے ہمراہ تھی میری امی اجلاس پر وصال ابن مریم اور صداقت سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ پر ایسے جوش سے بولتیں اور دلائل دیتیں کہ ان کے رشتہ داروں کو حیرت ہوتی کہ کیسے اچھے طریقوں سے ان مسئلوں پر تقریر کرتی ہیں۔ دمشق سے واپسی پر میری امی نے وہاں کے امیر جماعت سید منیر الحسن صاحب کی بہن کے سپرد یہ کام کیا اور بڑی تاکید کی کہ اجلاس باقاعدگی سے ہوتے رہیں۔اس کے بعد پاکستان سے نصیرہ بیگم صاحبہ جن کی شادی دمشق کے سلیم الجابی سے ہوئی وہاں گئیں۔ان کو بھی بہت تاکید کی وہاں جا کر لجنہ کے اجلاسوں کی نگرانی کرتی رہیں۔

میری امی کی یہ بڑی خواہش تھی کہ ان کے وطن (دمشق) میں احمدیت کثرت سے پھیلے جب ان کو معلوم ہوا کہ دمشق میں ہمارے مشن کو سیل کر دیا گیا ہے تو اس پر ان کو اس قدر دکھ ہوا کہ بیان نہیں کر سکتی۔ وہ نمازوں میں رو رو کر دعائیں کرتیں کہ خدایا دمشق میں دینِ حق کی ترقی کے سامان پیدا فرما۔اس کے بعد میری امی ۱۹۷۲ء میں دمشق گئیں وہ اُن دنوں بہت بیمار تھیں۔ اپنے بھائی کے پاس صرف چھ ماہ رہ کر واپس آ گئیں پھر دو سال بعد ان کی وفات ہوگئی۔اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔

محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول

میری امی بہت ذکرِ الٰہی کرنے والی اور خدا سے محبت کرنے والی تھیں۔ان کے دل میں خدا اور اس کے کلام کی محبت اس قدر نمایاں تھی کہ وہ جب بھی نماز اور قرآن پڑھتیں تو محبتِ الٰہی کی وجہ سے ان کے آنسو جاری ہو جاتے۔ خدا تعالیٰ کا خوف ان کے دل میں ہر وقت رہتا وہ نہ صرف پنجگانہ نماز کی پابند تھیں بلکہ تہجد اور اشراق کی نمازیں بھی پڑھتی تھیں۔ ذکرِ الٰہی کے ساتھ کثرت سے درود شریف پڑھا کرتی تھیں۔

رمضان المبارک کے روزے بڑی باقاعدگی سے رکھا کرتیں۔ اس کے علاوہ میری امی نے شوال کے روزے کبھی نہ چھوڑے اور نفلی روزے کثرت سے رکھا کرتیں۔ بڑی دعا گو تھیں۔

خدمتِ خلق

خدا تعالیٰ نے میری امی کو ایک محبت بھرا دل عطا کیا تھا ان کے دل میں نہ صرف اپنے رشتہ داروں کے لئے بلکہ تمام لوگوں کے لئے بہت محبت تھی جب ان کو کسی کی بیماری یا دکھ یا تکلیف کا علم ہوتا تو ان کا دل غم سے بھر جاتا وہ اس کے لئے دعائیں بھی کرتیں اور ہر طریقہ سے ان کے دکھ میں شریک ہو کر اسے دور کرنے کی کوشش کرتیں۔ اپنے ہمسایوں کا خاص خیال رکھتیں۔ ان کی غمی اور خوشی کے موقعوں میں شریک ہوتیں۔

مہمان نوازی

خدا تعالیٰ کے فضل سے میری امی میں مہمان نوازی کا جذبہ بھی بہت زیادہ تھا کبھی کسی کو بغیر خاطر کے گھر سے جانے نہیں دیا۔ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کا خاص طور پر خیال رکھا کرتیں۔ ان کی ہر ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتیں۔ وہ اس بات پر بہت خوش ہوتیں کہ جلسہ کے مہمان زیادہ سے زیادہ ان کے گھر ٹھہریں اور وہ ان کی اپنے ہاتھ سے کھانے پکا کر خدمت کریں اور ثواب حاصل کریں۔

میری والدہ میں دوسروں کیلئے قربانی کا جذبہ بہت زیادہ تھا وہ اپنے نفس کو دوسروں کیلئے تکلیف میں ڈال کر ہر وقت مدد کیلئے تیار رہتیں۔ ایک واقف زندگی اُس وقت تک اپنے وقف کو نبھا نہیں سکتا جب تک اُس کی بیوی بھی ساتھ وقف نہ کرے۔ اس لحاظ سے میری امی نے اپنے خاوند کے ساتھ مکمل وقف کر کے زندگی گزاری۔ دنیا کے شوق اور خواہشات کو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر چھوڑ دیا اور بہت ہی صبر اور اطمینان سے ایک سادہ زندگی اپنے واقفِ زندگی خاوند کے ساتھ کامل محبت اور اطمینان سے گذاری۔ اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے اور ہم سب کو ان کے اخلاق عالیہ اور اوصاف جمیلہ اپنانے کی توفیق بخشے۔ آمین“

(ماہنامہ مصباح ربوہ اگست، ستمبر ۱۹۸۹ء)

باب پنجم

علمی کارنامے

بعض کتب کا اجمالی تعارف

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے اپنا سب سے پہلا مضمون ۱۹۰۷ء میں سترہ سال کی عمر میں انجمن تشحیذ الاذہان کے اجلاس میں پڑھا۔ اس وقت سے لے کر ۱۹۶۳ء تک ستر سال سے زائد عرصہ پر محیط زندگی میں آپ کو قادیان، دمشق، بیروت، ٹرکی اور پھر ربوہ میں اخبارات ورسائل اور جرائد میں سینکڑوں علمی اور تحقیقی مضامین لکھنے کی توفیق ملی، نیز اس دوران کئی علمی کتب بھی آپ نے تحریر کیں۔ جلسہ سالانہ قادیان اور جلسہ سالانہ ربوہ کے مواقع پر آپ کی علمی اور تربیتی تقاریر تاریخی اہمیت کی حامل ہیں جن میں سے بعض کتابی صورت میں بھی شائع ہوئیں۔ اس باب میں آپ کے بعض علمی، تحقیقی، تربیتی اور اخلاقی کتب وتحریرات کا ذکر کیا جارہا ہے۔

(۱) احمد المسیح الموعود و دعوۃ النزال

یہ کتاب دراصل حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی کتاب وفات مسیح کے بارہ میں دس ہزار روپے چیلنج کا عربی ترجمہ ہے جسے حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے ۱۹۱۷ء میں ترجمہ کیا اور یہ کتاب پہلی بار نظارت تالیف واشاعت قادیان کے اہتمام سے شائع ہوئی جس کے کل ۵۶ صفحات ہیں۔

(۲) اچھوت بھائیوں کے نام احمدیت کا پیغام

اس کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

''سیکرٹری صاحب مجلس استقبالیہ مذاہب کانفرنس لکھنؤ نے بذریعہ تحریر مورخہ ۸۔ مئی ۱۹۳۶ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ کو دعوت دی کہ آپ بھی مذاہب کانفرنس کے موقعہ پر اپنے خیالات کے اظہار کے لئے اپنا نمائندہ بھیجیں۔ آپ نے اس دعوت کو قبول فرماتے ہوئے مجھے

بحیثیت ناظر دعوت (الی اللہ) ارشاد فرمایا کہ مَیں اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے مذہبی نقطہ نگاہ کی ترجمانی کروں۔ اس ارشاد کی تعمیل میں اچھوت بھائیوں کی خدمت میں پیغام احمدیت جو حقیقی (دین) پر مشتمل ہے پیش کرتا ہوں۔

سیکرٹری صاحب نے اپنے نوٹ میں اس امر کی خواہش بھی کی تھی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ اپنے ہاتھ سے مضمون لکھیں ان کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے آپ نے علیحدہ مختصر الفاظ میں اچھوت بھائیوں کو مخاطب فرمایا ہے جو اس پیغام کے ساتھ بطور ضمیمہ کے شائع کیا جاتا ہے۔ والسلام۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ''

یہ کتاب ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے جس کے مصنف و پبلشر آپ خود ہی تھے۔

(۳) اسمه احمد حجة اللّٰه البالغة

یہ دراصل جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۳۴ء کے موقعہ پر آپ کی تقریر ہے جو ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مثیل احمد کے موضوع پر سورۃ الصّف میں بیان فرمودہ پیشگوئیوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے یہ کتاب ۱۹۳۵ء میں حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی آف قادیان نے شائع کی جو ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۴) اسمه احمد حصه دوم یعنی حضرت نبی کریم ﷺ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق

۱۹۳۵ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ نے یہ پُر معارف تقریر کی جسے آپ نے چار دنوں میں دوبارہ نظر ثانی کر کے اشاعت کیلئے نظارت تالیف و اشاعت قادیان کے سپرد کیا۔ یہ کتاب دسمبر ۱۹۳۵ء میں نظارت تالیف و اشاعت قادیان نے شائع کی جو کہ ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی اور فارسی منثور و منظوم کلام کی رو سے آپ کے عشقِ رسول ﷺ کے نظارے پیش کئے گئے ہیں۔

(۵) انبیاء کی آسمانی شہادت اور اس کی تکمیل مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں

یہ دراصل آپ کی جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۳۱ء کے موقع کی تقریر ہے جو نظارت دعوۃ (الی اللہ) نے فروری ۱۹۳۲ء میں شائع کی۔ یہ کتاب ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں آسمانی بادشاہت کے متعلق انبیاء کی پیشگوئیوں پہ روشنی ڈالی گئی ہے جن کا ظہور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا اور اب جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔

(۶) انقلاب عظیم کے متعلق انذار و بشارات یعنی ہماری ہجرت

یہ آپ کی جلسہ سالانہ ۱۹۴۸ء کی تقریر ہے جو فروری ۱۹۴۹ء میں مہتمم نشر و اشاعت ربوہ نے شائع کی جو کہ ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں آپ تحریر کرتے ہیں۔

''لاہور کے جلسہ سالانہ منعقدہ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۲ء میں میری تقریر کا یہ پہلا حصہ ہے جو ہماری ہجرت سے متعلقہ گیارہ الہاموں اور چھ خوابوں پر مشتمل ہے۔ جن میں ہم کو واقعاتِ ہجرت کی قبل از وقت مجمل اور مفصل دونوں طریقوں پر خبر دی گئی تھی''۔

(دیباچہ صفحہ ۲)

(۷) ترجمہ و شرح جامع صحیح مسند بخاری

اس کے بارہ میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

''علم حدیث اس کے اصل مقام اس کی تاریخ تدوین، اس کے ضبط و ربط کے اصول اور جامع صحیح مسند بخاری کے اصل موضوع اور اس کے سمجھنے کے طریق کے متعلق ذکر کرنے کے بعد اب میں موجودہ شرح کے لکھے جانے کے متعلق بھی ایک دو باتیں کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ۱۹۲۵ء کے آخر میں جب کہ میں دمشق میں تبلیغی مرکز قائم کرنے میں مشغول تھا۔ نومبر کا مہینہ ہوگا یا دسمبر کا میں نے بحالتِ کشف دیکھا کہ مولوی عطا محمد صاحب جو کہ اس وقت ناظر اعلیٰ کے کلرک تھے۔ میرے سامنے کھڑے ہیں اور آرڈر بک ان کے ہاتھ میں ہے۔ چوہدری نصر اللہ

خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ناظر اعلیٰ تھے۔ ان کی طرف سے میرے نام ایک آرڈر بدیں مضمون ہے کہ نظارت تالیف وتصنیف میں آپ کو تبدیل کیا جاتا ہے (دمشق جانے سے پہلے میں ناظر تعلیم وتربیت تھا) اس آرڈر سے مجھے انقباض محسوس ہوا۔ اس لئے میں نے دستخط کرنے میں تامل کیا مگر وہ ڈٹ کر کھڑے ہیں گویا کہ حکم کی تعمیل بہر حال ضروری ہے۔ آخر افسردگی اور خاموشی میں مَیں دستخط کرتا ہوں۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس کو میں نے یہ ماجرا سنایا اور کسی وقت ایک خط مولوی عطا محمد صاحب کو لکھا اور اپنی تبدیلی کے متعلق دریافت کیا۔ جواب نفی میں آیا۔ جب جولائی ۱۹۲۶ء کو میں دارالامان واپس پہنچا تو محترم نیر صاحب مجھے احمدیہ چوک میں ملے ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ میرے کان میں بصیغہ راز کہتے ہیں۔ ''مبارک ہو آپ کو ناظر تجارت بنایا گیا ہے''۔ ان کے اشارہ کو تو میں سمجھتا تھا۔ مگر میں نے ان سے بھی کہا خدمت سے غرض ہے جہاں کہیں بھی لگایا جاؤں اور انہی دنوں قادیان میں خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جس کا نام میں بھول گیا ہوں مگر اس کے نام کا ایک جز ولفظ ''محمد'' ہے دودھ کا بھرا ہوا پیالہ میرے سامنے پیش کرتا ہے جس میں بالائی بھی ہے اور میں اسے پیتا ہوں۔ محترم مولوی عبدالمغنی صاحب سابق ناظر بیت المال سے سیالکوٹ جا کر تجارت کا چارج لیا اور تجارتی حالت کے متعلق ایک رپورٹ مرتب کر کے صدر انجمن احمدیہ کے سامنے پیش کی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ڈلہوزی بھیجی گئی۔ آپ نے مجھے اور سید انعام اللہ شاہ صاحب مرحوم کو بذریعہ تار ڈلہوزی بلایا۔ اسی اثنا میں مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۶ء کی رات کو چوہدری نصر اللہ خان صاحب کے انتقال کی اطلاع بذریعہ تار پہنچی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوسرے دن بغرض جنازہ دارالامان کے لئے روانہ ہوئے میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ راستہ میں بمقام دونیرہ آپ نے سفر کے چکر اور کوفت دور کرنے کیلئے مجھے چائے پینے کیلئے فرمایا میں نے معذرت کی کہ مجھے کچھ حرارت ہے اور یہ کہ دمشق اور عراق میں لگاتار کام کرنے کی وجہ سے صحت پر اثر پڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

کچھ دن کی رخصت لے لیں۔ میں نے عرض کی تجارت کا چارج لینے کے معًا بعد میرا رخصت لے لینا نقصان دہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہم نے تو آپ کو نظارت تالیف وتصنیف میں تبدیل کر دیا ہے اور اس بارہ میں احکام بھی صدر انجمن کو بھیجے جا چکے ہیں۔ میں یہ سن کر ششدر رہ گیا۔ اس موقع پر آپ نے افسوس بھرے لہجہ میں اور اس انداز سے مجھے مخاطب فرمایا کہ آپ چاہتے ہیں کہ مَیں بھی آپ کے قلبی احساس اور جذبات میں کسی طرح شریک ہو جاؤں آپ نے فرمایا بہت سے ضروری کام ہیں جو کرنے کے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کے ترجمہ اور اس کی شرح کا کام بھی نہایت ضروری اور اہم ہے اگر ہم نے نہ کیا تو ان لوگوں سے کیا توقع ہو سکتی ہے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہنے کا موقع نہیں ملا اور جو آپ کے فیضان سے براہ راست مستفیض نہیں ہوئے۔ غیروں کے تراجم اور حواشی رہ جائیں گے اور پھر جو ناپ شناپ لکھا ہوا ہوگا اسی پر دارومدار ہوگا اور پھر بعد از وقت اعتراضوں کو دیکھ کر اِدھر اُدھر کے جوابوں کی سوجھے گی۔

یہ مضمون تھا آپ کی اس دردبھری گفتگو کا جس کی یاد اَب بھی میرے دل کو ٹھیس لگاتی ہے۔ دارالامان پہنچ کر صدر انجمن کی طرف سے تبادلہ کی باقاعدہ اطلاع مجھے ملی اور مجھ سے دریافت کیا گیا کہ اپنے لئے تصنیف کا کوئی کام تجویز کروں۔ عربی زبان میں لکھنے کا ایک کام میں نے تجویز کیا جسے صدر انجمن نے باتفاق رائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آخری منظوری کے لئے پیش کیا مگر آپ نے اسے نامنظور کرتے ہوئے مجلس شوریٰ کے مقامی کارکنوں سے مشورہ لینے کا حکم دیا۔ تبادلہ کے متعلق سابقہ حکم میں مجھ سے تصنیف کا کام لینے کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے لکھا کہ مثلاً بخاری کا ترجمہ اور شرح کا کام نہایت ضروری ہے جو اِن سے لیا جا سکتا ہے اور اس بارے میں مشورہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس حکم میں صراحت نہ تھی اور چونکہ مجھے احادیث میں دسترس بھی نہ تھی اس لئے میں اس سے بہت ڈرتا تھا اور اس دوسرے مشورہ میں احباب نے بھی یہی رائے پیش کی کہ صحیح بخاری کے سوا

کوئی اور کام مجھے دیا جائے۔ میں اس قابل نہیں ہوں اور قرار پایا کہ عربی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر ایک مفصل اور مستند کتاب لکھی جائے مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تجویز کو بھی نامنظور کرتے ہوئے واضح الفاظ میں حکم دیا کہ میں فوراً صحیح بخاری اور ترجمہ کا کام شروع کر دوں اور اس کے بعد آپ نے اس بارہ میں اصولی ہدایات سے مجھے متمتع فرمایا۔ آپ کے اصل مقصد کو سمجھ کر محض اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے میں نے یہ مبارک کام شروع کر دیا۔ پہلے تین چار سالوں میں ترجمے کا کام مکمل ہوا اور جب ۱۹۳۱ء میں نظارت دعوۃ (الی اللہ) کی خدمت علاوہ اس کام کے میرے سپرد ہوئی اور اس دوران میں تحریک کشمیر کی زمام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (نور اللہ مرقدہ) کے ہاتھ میں دی گئی اور آپ کے ارشاد کے ماتحت مجھے اس کی خاطر متواتر سفروں میں رہنا پڑا تو شرح کا کام چھ اجزاء تک پہنچ کر التوا میں پڑ گیا اور امسال ان سفروں سے فراغت ہونے پر یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب پھر شروع ہو گیا ہے اور میں اُس کی جناب سے امید کرتا ہوں کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک ارادہ کی تکمیل کی توفیق مجھے دے گا۔ ہم کیا ہیں اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں بے مشیّت آلہ کار۔ جس طرح چاہتا ہے اُسے حرکت دیتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے سکون میں لاتا ہے۔ ہمارا سلسلہ روحانی ہے اور اسے شناخت کرنے کیلئے روحانی آنکھ سے کام لینا چاہئے۔ ہر بات اللہ تعالیٰ کی مشیّت سے وابستہ ہے اور وہ فرماتا ہے ''آسمان سے بہت دودھ اُترا ہے اُسے محفوظ کرو''۔ (تذکرہ صفحہ ۱۰۱) اور یہ وہی دودھ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مشیّت سے محفوظ کیا جا رہا ہے ورنہ ہماری بساط ہی کیا! ہماری کم مائیگی ہماری ہر بات سے عیاں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عجیب تصرفات میں سے ہے کہ وہ شہتیروں کا کام تنکوں سے لیتا ہے۔ یہی اس کی عادت روحانی سلسلوں میں قدیم سے چلی آ رہی ہے تا دیکھنے والے دیکھیں کہ اس کی داغ بیل عاجز انسانوں کے ہاتھوں سے نہیں ڈالی گئی بلکہ ملائکۃ اللہ کے دستِ تصرف سے جو اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے حامل ہو کر روحانی

خلافت کے ساتھ براہِ راست وابستگی پیدا کرتے ہیں اس خلافت کی مشیّت دراصل اللہ تعالیٰ کی مشیّت ہوتی ہے لیکن دل کے اندھوں کو نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہ آنکھ دے جو حقیقت کی بینا ہو اور وہ دل دے جو شکر گزار رہو۔ آمین

(جامع صحیح مسند بخاری جزءاوّل صفحہ ۳۴۔۳۵)

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے جامع صحیح مسند بخاری کی بیس اجزاء میں شرح مکمل کی۔ تاہم پندرہ جلدیں شائع ہوسکیں۔

(جامع صحیح مسند بخاری جزء پنجم پیش لفظ)

جامع صحیح مسند بخاری جزءاوّل

اس سیریز کی پہلی جلد میں کتاب بدءالوحی، کتاب الایمان، کتاب العلم اور کتاب الوضوء شامل ہیں۔ ۱۸۶ صفحات پر مشتمل یہ جلد اللہ بخش سٹیم پریس قادیان سے طبع کروا کر مکرم مولوی نذیر احمد صاحب نے شائع کی۔ یہ جلد ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔

جامع صحیح مسند بخاری جزءدوم

یہ جلد کتاب الغسل، کتاب الحیض، کتاب التیمم اور کتاب الصلوٰۃ پر مشتمل ہے جس میں ۲۴۴ سے لے کر ۴۹۶ تک احادیث کی شرح و ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ جلد ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

جامع مسند جزءسوم

بخاری کے ترجمہ و شرح کا تیسرا حصہ ادارۃ المصنفین کی جانب سے ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا جو کتاب مواقیت الصلوٰۃ، کتاب الاذان اور ابواب صفۃ الصلوٰۃ پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں حدیث نمبر ۴۹۶ سے ۶۷۷ تک احادیث شامل ہیں اور اس کے ۱۱۸ صفحات ہیں۔ روزنامہ الفضل ربوہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔

''تمام قدیم اور جدید علمائے اسلام کا مسلّمہ فیصلہ ہے کہ قرآن کریم کے بعد اسلام میں ''بخاری شریف'' کا درجہ ہے۔ جس طرح قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے کلام کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح ''بخاری شریف'' آنحضرت صلعم کی احادیث کا مجموعہ ہے۔ مدت ہوئی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بخاری شریف'' کے ترجمہ وشرح کی ہدایت فرمائی تھی۔ یہ عظیم کام سلسلہ کے فاضل اجل حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے سپرد کیا گیا تھا۔ مگر قادیان میں صرف دو سپارے ہی شائع ہو کر رک گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ شاہ صاحب نے آج تک سولہ سیپاروں کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا دیا ہے اور انشاء اللہ باقی سپاروں کی تکمیل بھی جلد ہو جائے گی۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا علماء میں جو مقام ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔ آپ نے عرب ممالک میں نہ صرف زبان عربی اور علوم دین کی تکمیل کی ہے بلکہ وہاں تعلیم وتدریس بھی کی ہے۔ جن احباب نے ''بخاری شریف'' کے پہلے سپاروں کا مطالعہ کیا ہے وہ اس کام کیلئے آپ کی اہلیت کے شاہد ہیں۔

ہم ادارۃ المصنفین کے شکرگزار ہیں کہ اس نے تیسرے پارے کو شائع کر کے شائقین کی دلی آرزو کو پورا کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ بِک جائے گی تا کہ باقی جلدیں بھی جلد از جلد شائع ہو سکیں۔ باقی جلدوں کی اشاعت اس جلد کی فروخت پر منحصر ہے۔

(روزنامہ الفضل قادیان ۲۲ جون ۱۹۶۰ء)

جامع مسند صحیح بخاری جزء چہارم

یہ جلد ادارۃ المصنفین کی طرف سے جولائی ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی جو بخاری کتاب الصلوٰۃ کے بقیہ حصہ پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں ۷۷۷ سے ۱۰۸۶ تک احادیث شامل ہیں۔ اس جلد کے صفحات کی تعداد ۱۸۸ ہے۔

جامع مسند صحیح بخاری جزء پنجم

یہ جلد ادارۃ المصنفین ربوہ کی کی جانب سے ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی۔اس جلد میں کتاب الصلوٰۃ کا بقیہ حصہ اور کتاب الجنائز شامل ہیں اور ۱۰۴۱ سے لیکر ۱۳۰۶ تک احادیث شامل ہیں۔یہ جلد ۱۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

جامع مسند صحیح بخاری جزء ششم

یہ جزء ادارۃ المصنفین کی جانب سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی۔اس جزء میں کتاب الجنائز کا بقیہ حصہ، کتاب الزکوۃ اور کتاب المناسک کے ابواب شامل ہیں۔اس جلد میں ۱۳۰۷ نمبر سے لے کر ۱۵۵۶ تک احادیث شامل ہیں۔یہ جلد ۲۷۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

جامع مسند صحیح بخاری جزء ہفتم

یہ جزء ادارۃ المصنفین کی جانب سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی۔یہ جلد کتاب المناسک کا بقیہ حصہ، ابواب العمرۃ اور کتاب الصوم پر مشتمل ہے جس میں ۱۵۵۷ حدیث سے لیکر ۱۸۳۷ تک احادیث شامل ہیں اور اس کے ۲۱۸ صفحات ہیں۔

جامع مسند صحیح بخاری جزء ہشتم

یہ جلد ادارۃ المصنفین ربوہ کی طرف سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔یہ جلد کتاب الصیام ،کتاب البیوع اور کتاب السلم کے ترجمہ وشرح پر مشتمل ہے جس میں ۱۸۳۸ سے لے کر ۲۱۱۴ تک احادیث شامل ہیں۔یہ جلد ۲۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

جامع مسند صحیح بخاری جزء نہم ودہم

یہ جلد ادارۃ المصنفین ربوہ کی جانب سے پہلی بار ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی جس میں کتاب

الاجارۃ، کتاب الموالات، کتاب الکفالت، کتاب الشراکت، جب کہ جزء دہم کتاب الرہن، کتاب العتق، کتاب المکاتب، کتاب الشہادات، کتاب الصلح اور کتاب الشروط پر مشتمل ہے۔ ان اجزاء میں ۲۱۱۵ نمبر سے لے کر ۲۵۳۷ نمبر تک احادیث شامل ہیں۔ جزء نہم ۲۰۰ جب کہ جزء دہم ۱۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ جلد آپ کے وصال کے بعد شائع ہوئی جس میں آپ کے مختصر حالاتِ زندگی بھی شامل ہیں۔

جامع مسند صحیح بخاری جزء یازدہم ودوازدھم

ادارۃ المصنفین ربوہ کی جانب سے یہ جلد ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی۔اس جلد کے دونوں اجزاء میں ذیل کے ابواب شامل ہیں۔کتاب الشروط، کتاب الوصایا اور کتاب الجہاد والسیر۔ اس جزء میں حدیث نمبر ۲۵۳۹ سے لیکر ۲۹۶۳ نمبر تک احادیث شامل ہیں۔ پہلے حصے کے ۱۷۶ اور دوسرا حصہ ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

جامع مسند صحیح بخاری جزء سیزدہم

جامع صحیح مسند بخاری کا تیرھواں جزء ادارۃ المصنفین ربوہ کی طرف سے ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا۔ یہ حصہ بخاری شریف کی کتاب بدء الخلق اور کتاب الانبیاء پر مشتمل ہے جس میں حدیث نمبر ۲۹۶۴ تا ۳۲۱۹ شامل ہیں اور اس جزء کے صفحات کی تعداد ۳۵۲ ہے۔

جامع مسند صحیح بخاری جزء چہاردہم

جامع صحیح مسند بخاری کا چودھواں جزء ادارۃ المصنفین ربوہ کی طرف سے مارچ ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا۔ یہ حصہ بخاری شریف کی کتاب المناقب کے پہلے حصے کی شرح پر مشتمل ہے۔ جس میں حدیث نمبر ۳۲۲۰ سے لیکر ۳۵۱۰ تک احادیث شامل ہیں اور اس جزء کے صفحات کی تعداد ۱۶۰ ہے۔

جامع مسند صحیح بخاری جزء پانزدہم

جامع صحیح مسند بخاری کا یہ حصہ آپ کے وصال کے بعد ادارۃ المصنفین کی طرف سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا جو کہ کتاب المناقب پر مشتمل ہے۔اس جزء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت سعد بن معاذ، حضرت اسید بن حضیر، حضرت عباد بن بشیر، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت جریر بن عبداللہ، حضرت حذیفہ بن یمان رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعض اور جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سیر و مناقب مع شرح و ترجمہ پیش کئے گئے ہیں۔ یہ جزء ۱۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۸) حیات الآخرۃ

پہلی بار یہ کتاب مہتمم نشر و اشاعت نظارت (اصلاح وارشاد) نے ۱۹۵۲ء میں شائع کی۔ یہ دراصل آپ کی ۱۹۵۱ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر کی گئی تقریر تھی جسے آپ نے دوبارہ اہم اضافہ جات کر کے اشاعت کیلئے دیا۔اس کتاب کے ۱۳۷ صفحات ہیں جس میں حیات بعد الموت یعنی حیات آخرت کو بدلائل ثابت کیا گیا ہے اور منکرین حیاتِ آخرت کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

(۹) حیاۃ المسیح و وفاته من واجهاتها الثلاث

حضرت شاہ صاحب کی یہ معرکۃ الآراء تصنیف عربی زبان میں ہے جو دارالکتب احمدیہ قادیان نے شائع کی اور ۲۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں عیسائیت اسلام اور تاریخ کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور وفات کے موضوع پر منطقی انداز میں بحث کی گئی ہے۔اس کتاب نے بلاد عربیہ میں خاصی مقبولیت حاصل کی۔

(۱۰) الخطاب الجلیل فی الاصول الاسلامیہ

یہ کتاب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہرہ آفاق تصنیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا عربی ترجمہ ہے۔

پہلی بار یہ کتاب المکتبۃ الاحمدیہ قادیان سے شائع ہوئی اور ۲۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے آغاز میں ۴۲ صفحات پر مشتمل تعارف جلسہ مذاہب عالم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختصر سوانح حیات بھی دیئے گئے ہیں۔

(۱۱) دَعْوَۃُ الْاَحْمَدِیَّۃُ وَ غَرْضُھَا

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی کتاب ''احمدیت کا پیغام'' کا عربی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے پہلی بار دمشق سے شائع کیا۔ اس کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن وکالت تبشیر تحریک ربوہ نے ۱۹۷۰ء کی دہائی میں شائع کیا۔ یہ کتاب ۴۷ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں عقائدِ احمدیت کا اجمالی طور ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۲) زار کا حال زار

زار روس کے بارہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پر اس کتاب میں بحث کی گئی ہے اور زار خاندان پر جو حالت زار آئی اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

اس رسالہ کے بارہ میں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

''اس رسالہ میں جو واقعات درج کئے گئے ہیں۔ میں انہیں مختلف وقتوں میں عربی اور انگریزی اخباروں میں پڑھتا رہا ہوں اور قاہرہ میں جب کہ قصر نیل میں نظر بند تھا روسی اور جرمن افسروں سے بھی مختلف پیرایوں میں زار روس کے

قتل کے متعلق سنتا رہا ہوں۔ جنوری ۱۹۲۱ء میں یہ واقعات عربی الہلال کے پرچہ میں مجموعی طور پر دیئے گئے۔ (زار کی حالتِ زار صفحہ ۱۱)

یہ رسالہ سولہ صفحات پر مشتمل ہے اور پہلی بار قادیان سے شائع ہوا۔

(۱۳) سفینة نوح : تقوية الايمان

یہ کتاب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر مشتمل کتاب ''کشتی نوح'' کا عربی ترجمہ ہے جو پہلی بار ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن وکالت تبشیر تحریکِ جدید نے ۵۰۰۰ کی تعداد میں شائع کیا۔ یہ کتاب ۹۶ صفحات پر مُشتمل ہے۔

(۱۴) محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی پر ایک نظر

یہ آپ کی جلسہ سالانہ ۱۹۳۶ء کی تقریر ہے جو پہلی بار جنوری ۱۹۳۷ء میں احمد یہ کتاب گھر قادیان نے شائع کی اور اللہ بخش سٹیم پریس قادیان سے طبع ہوئی۔ یہ کتاب ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات، آپ کے اشتہارات اور مکتوبات کی روشنی میں محمدی بیگم کی پیشگوئی کا پس منظر، غرض و غایت، پیشگوئی کے انذاری و تبشیری پہلو۔ نیز پیشگوئی پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

(۱۵) مؤسس الجماعة الاحمدية و الانكليز

یہ کتاب حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد کی کتاب ''بانی سلسلہ اور انگریز'' کا عربی ترجمہ ہے جو آپ نے ۱۹۵۹ء میں کیا اور پہلی بار اس کی اشاعت وکالت التبشیر تحریک ربوہ کے اہتمام سے عمل میں آئی۔ یہ کتاب ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۱۶) نوٹس برائے جلسہ ہائے سیرۃ النبی ﷺ

یہ نوٹس حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے ۱۹۳۱ء میں ترتیب دیئے اور پہلی بار اللہ بخش سٹیم پریس قادیان سے اکتوبر ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئے۔ یہ کتاب ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے جس

میں سیرتِ رسول ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر مضامین ترتیب دیئے گئے ہیں۔

(۱۷) وصیت حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب مع مناجات

اس کے بارہ میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تحریر کرتے ہیں:-

''یہ وصیت اپریل ۱۹۲۷ء میں والدم حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھ کر مجھے دی کہ مَیں اسے محفوظ رکھوں اور یہ کہ اسے اپنے لئے دستورالعمل بنایا جائے۔ان دنوں آپ کو اس بات کا شدید رنج وفکر تھا کہ اس وقت تک کیوں ہم نے دارالامان میں مکان نہیں بنوائے۔ یہ فکر اس حد تک تھا کہ آپ اس سے دن رات بے چین رہتے اور اس قلق واضطراب کی حالت میں شاید دل کو تسکین دینے کی خاطر آپ نے ہمارے لئے یہ وصیت اپنے ہاتھوں سے لکھی۔

آج رات جب کہ کاتب کتابت کا آخری کام کر چکا تو مَیں نے اپنے تئیں شفاخانہ رعیہ میں دیکھا۔ جہاں شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً پچیس سال تک انچارج ڈاکٹر رہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اسی شفاخانہ میں لوگوں کے علاج میں مصروف ہیں۔ وہ اُجڑا ہوا تھا مگر آپ کی آمد سے آباد ہے۔اس میں آج کل حیوانات کا شفاخانہ ہے۔خواب میں بھی دیکھتا ہوں کہ اس میں حیوانوں کے علاج کا بھی سامان ہے اور انسانوں کے علاج کیلئے بھی آپ کو اجازت حاصل ہے۔ بیمار آپ کے اردگرد جمع ہیں اور شفاخانہ میں رونق ہے۔اس کی تعبیر مَیں نے یہ کی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ وصیت اور یہ مناجات جو مَیں نے آپ کی یاد میں بطور ضمیمہ کے ترتیب دی ہے بہت سے دلوں کی شفایابی اور آبادی کا موجب ہو۔آمین''۔

خاکسار

زین العابدین ولی اللہ شاہ''

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ آپ نے بعض اور کتب کا ذکر خودنوشت سوانح حیات میں کیا ہے۔ ''مثلاً ترکی کا مستقبل'' حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کا ایک خطاب تھا جس کا آپ نے عربی میں ترجمہ کیا۔ اس کی اشاعت بلادِ عربیہ میں ہوئی۔ ان کی تفاصیل'' خودنوشت سوانح حیات'' میں دیکھئے۔ آپ کے بعض مضامین اور تقاریر کا ذکر بطور نمونہ پیش کیا جارہا ہے۔

فہرست تقاریر ومضامین

نمبر شمار	عنوان، مضامین وتقاریر	مأخذ
۱	آنحضرت ﷺ کا طرہ امتیاز فیض روحانی کا ابدی سرچشمہ	الفضل لاہور ۲۱ مئی ۱۹۴۸
۲	آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کی امتیازی حیثیت	الفضل قادیان ۱۵ تا ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء
۳	حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی بے مثل شان	الفضل قادیان ۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء
۴	ہمارے ہادی کامل محمد ﷺ کی ایک ہدایت کا ایک نمونہ	ماہنامہ الفرقان ربوہ جنوری ۱۹۶۱ء صفحہ ۳
۵	اسمہ احمد کی پیشگوئی	الفضل قادیان یکم جنوری ۱۹۳۵ء
۶	آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کی امتیازی حیثیت	الفضل قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۳۷ء
۷	آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کی امتیازی حیثیت	الفضل قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۳۷ء
۸	آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیاں موجودہ جنگوں کے متعلق	الفضل قادیان یکم جنوری ۱۹۴۲ء
۹	آنحضرت ﷺ کی بے مثل شان	الفضل قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۴۴ء
۱۰	آنحضرت ﷺ کی شان احمدیت کے نقطہ نظر سے	الفضل قادیان ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء
۱۱	آنحضرت ﷺ کے اخلاق حدیث کی روشنی میں	الفضل ربوہ ۴، ۵، ۶، ۸ جنوری ۱۹۶۱ء

۱۲	اسلامی معاشرہ	الفضل ربوہ ۲۷، ۲۸، ۳۱ جنوری ۳،۴ فروری ۱۹۵۹ء
۱۳	اسلام میں خلافت وامامت کی اہمیت	الفضل قادیان ۲ جنوری ۱۹۳۵ء
۱۴	اللھم سلّماً لِاَوْلِیَاءِ کَ	الفضل ربوہ ۲۴، ۲۵ نومبر ۱۹۵۶ء
۱۵	ارکانِ دین میں سے ایک اہم رکن زکوۃ	الفضل ربوہ ۱۹ مارچ ۱۹۵۸ء
۱۶	انقلابات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انذارات وبشارات	الفضل لاہور یکم جنوری ۱۹۵۰ء
۱۷	حضرت المصلح الموعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی اہمیت اور ہماری ذمہ داری	الفضل ربوہ ۵ جنوری ۱۹۵۲ء
۱۸	اسلام اور تزکیہ نفس	المصلح کراچی ۶ جنوری ۱۹۵۴ء
۱۹	اسلام اور کمیونزم	الفضل ربوہ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۵ء
۲۰	اسلامی معاشرہ	الفضل ربوہ ۲، ۳، ۶ جنوری ۱۹۵۹ء
۲۱	پیشگوئی نشانِ رحمت	الفضل لاہور ۱۸، ۲۸ نومبر ۱۹۵۱ء
۲۲	تعاقب (دربارہ شب برات)	الفرقان ربوہ اپریل ۱۹۵۹ء
۲۳	تصور وشعور	الفضل قادیان ۸ دسمبر ۱۹۱۹ء
۲۴	تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء	الفضل قادیان یکم جنوری ۱۹۴۴ء
۲۵	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری پیشگوئیاں	الفضل قادیان ۵ دسمبر تا ۱۸ دسمبر ۱۹۴۴ء
۲۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سفر کشمیر	الفضل قادیان ۲۷، ۲۹ جنوری ۳، ۶، ۸ فروری ۱۹۴۷ء

۲۷	حضرت مصلح موعود کی پیشگوئی اور ایک مکاشفہ	الفضل قادیان ۱۸/اپریل۱۹۴۴ء
۲۸	حیات فردیہ واجتماعیہ	الفضل قادیان ۵ جولائی ۱۹۲۱ء
۲۹	حضرت مسیح ناصری کا صلیب سے بچنا	الفضل قادیان ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء
۳۰	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول ﷺ	الفضل قادیان ۲۹ دسمبر ۱۹۳۵ء
۳۱	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں	الفضل قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۴۲ء
۳۲	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری پیشگوئیاں	الفضل قادیان ۳۱ دسمبر ۱۹۴۳ء
۳۳	حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا سفر کشمیر	الفضل قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۴۶ء
۳۴	حیاتِ آخرت پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے	الفضل ربوہ ۳ جنوری ۱۹۵۱ء
۳۵	خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں	الفضل ربوہ ۱۳/ جنوری ۱۹۶۲ء
۳۶	دربارہ شب برات	الفرقان ربوہ اپریل ۱۹۵۹ء صفحہ ۳۳
۳۷	روزہ کے متعلق ہماری نیت کیا ہونی چاہئے	الفضل قادیان ۳، ۱۰، ۱۳/ اگست ۱۹۴۶ء
۳۸	زکوٰۃ کی اہمیت	الفضل لاہور ۱۱ مارچ ۱۹۵۸
۳۹	زکوٰۃ وصدقات	الفرقان ربوہ اگست ۱۹۵۸ء
۴۰	روحانی سلسلوں میں خلافت وامام کا قیام	الفضل قادیان ۱۴۔ مارچ ۱۹۳۱ء
۴۱	شیطان کا منصب	الفضل ربوہ ۲۵ تا ۲۸ مارچ ۱۹۵۹ء
۴۲	شیعہ صاحبان سے ایک گزارش	الفضل لاہور ۲۲/اگست ۱۹۵۰ء
۴۳	شیطان کا مذہب	روزنامہ الفضل ۲۵ تا ۲۸ مارچ ۱۹۵۹ء
۴۴	شرح بخاری	الفضل ربوہ ۲۱/اکتوبر ۱۹۶۱ء
۴۵	شرح صحیح بخاری کا ایک ورق	الفضل ربوہ ۱۷ فروری ۱۹۶۲ء

۴۶	ضلع گجرات کے احمدیوں پر جبر وتشدد پولیس کی افسوسناک غفلت۔ آپ کی تحقیقات	الفضل قادیان ۸دسمبر ۱۹۳۲ء
۴۷	عالمگیر جنگ اور مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں	الفضل لاہور ۲، ۳ تا ۹ مارچ ۱۹۴۸ء
۴۸	عالم طیور	الفرقان ربوہ دسمبر ۱۹۵۳ء صفحہ ۳
۴۹	قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور پُر حکمت کلام کا ایک نمونہ	الفرقان ربوہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۵۵ء
۵۰	قرآن مجید کی وحی اور آنحضور ﷺ کے روحانی مشاہدات کا ایک نمونہ	الفرقان ربوہ جنوری تا اپریل، جولائی تا اگست ۱۹۵۳ء فروری، مارچ، جولائی، اگست ۱۹۵۴ء
۵۱	منصب نبوت اور اس کی خصوصیات	الفضل لاہور ۱/۵ اکتوبر ۱۹۵۱ء
۵۲	محمدی بیگم والی پیشگوئی پر ایک نظر	الفضل قادیان ۱۳ دسمبر ۱۹۳۶ء

باب ششم

مناجات ولی اللہ

تعارف

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے اپریل ۱۹۲۷ء کو ایک وصیت تحریر فرمائی۔ جو آپ کے وصال کے بعد نومبر ۱۹۳۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اس وصیت کو شائع کرنے کی سعادت حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو حاصل ہوئی۔ آپ نے اس وصیت کے ساتھ ۲۰۰ سے زائد دعائیں بطور ضمیمہ ترتیب دے کر شائع کیں۔ دعاؤں کا یہ ضمیمہ ۲۷ صفحات پر مشتمل تھا۔ جس میں قرآن کریم، احادیث مبارکہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگان اُمّت کی دعائیں شامل تھیں۔ اب ان دعاؤں کو ''مناجات ولی اللہ'' کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ پہلے ایڈیشن کے مطابق دعاؤں کے عناوین من وعن درج کر دیئے گئے ہیں اور بعض نئے عناوین بریکٹس میں لگا دیئے گئے ہیں۔ طبع اوّل میں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب نے ۱۸۸ دعائیں شامل کی تھیں اور بعض مواقع پر دو یا تین دعاؤں کو اکٹھا شامل کیا تھا ایسی تمام دعاؤں کو الف ب اور ج کی صورت میں اسی نمبر میں ذیل کے طور پر درج کر دیا گیا ہے۔ اس طرح دعاؤں کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مرتب)

مناجات ولی اللہ شاہ

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

''مدت سے میری یہ خواہش رہی ہے کہ دعاؤں کو ایسے طور سے مرتب کیا جائے کہ سورۃ فاتحہ کے مقاصد و مطالب جو درحقیقت ہماری جسمانی و روحانی ضروریات پر مشتمل ہیں دعاؤں کی صورت میں ایک ترتیب میں آ کر آسانی یاد کئے جاسکیں اور پھر روزمرہ کے سجدوں میں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔ انہیں دہرایا جائے تا کہ اس مبارک گھڑی میں جب کہ ہمیں آستانۂ الٰہی پر سر جھکانے کا موقعہ ملتا ہے اور ہم سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ ہم نہایت عاجزی سے اپنی درخواست گذارتے ہیں۔ بہت ہی بدبخت وہ انسان ہے جو باوجود اس کے کہ پانچ بار سربسجود ہوتا ہے مگر قبولیت دعا کے زرّین موقع سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ جونہی کہ وہ سر نیچے رکھتا ہے۔ فوراً اُسے اٹھالیتا ہے۔ جیسے کہ اس کی سجدہ گاہ میں کانٹے بچھے ہیں جو اس کی پیشانی کو چُبھتے ہیں۔ ہر (احمدی) جو نماز کا پابند ہے اُسے چاہئے کہ وہ اس بات کو نہ بُھولے کہ آخر جب وہ سجدہ میں جاتا ہے تو کوئی بڑی بات نہیں اگر وہ ایک آدھ منٹ دعا پر بھی صرف کردے۔ اس میں اس کا اپنا ہی بھلا ہے۔ کونسی عقلمندی ہے کہ ایک دو منٹ کو بچانے کیلئے انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمتوں سے محروم رکھے۔ ہر روز ایک (احمدی) پابند نماز کم و بیش ساٹھ سجدے تو ضرور کرتا ہوگا اگر ہر سجدہ میں ایک دعا بھی کرلے تو روزانہ کم از کم ساٹھ دعائیں ہو جائیں گی۔ مختصر دعاؤں کا یاد کرنا اور سجدے میں انہیں ایک ایک کر کے دہراتے رہنا مشکل نہیں بلکہ آسان ہے اور وہ ایک آدھ منٹ میں دہرائی جا سکتی ہیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ہو کہ دعاؤں کے لئے ایک وقت مخصوص کر کے کتاب کی مدد سے ان کا روزانہ ورد ہو۔ (ضمیمہ وصیت حضرت عبدالستار شاہ صاحب)

چونکہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت سید عبدالستار شاہ) نے ہمیں اپنی وصیت میں دعاؤں کی سخت تاکید فرمائی ہے اور انہیں اور حضرت والدہ علیہا الرحمۃ دونوں کو دعاؤں سے اس قدر شغف تھا کہ گویا ان کی فطرت کا خمیر ہی دعا سے اٹھایا گیا تھا۔ اس لئے مَیں ان کی یاد میں نیز وصیت کی تعمیل میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے اپنے تمام بھائیوں اور بہنوں کیلئے چند ضروری دعائیں بمعہ ترجمہ ترتیب وار پیش کرتے ہوئے دعاؤں کے متعلق اپنی دیرینہ خواہش کو پورا کرتا ہوں''۔

(وصیت سید عبدالستار شاہ صاحب صفحہ ۵۱۔۵۲)

خاکسار

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ

دارالانوار قادیان

جمعۃ المبارک ۲۱/ رمضان المبارک

۱۳۵۶ھ بمطابق ۲۶/ نومبر ۱۹۳۷ء

استغفار

۱ – لَآ اِلٰهَ اِلآّ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ –

(سورۃ الانبیاء:۸۸)

کوئی معبود نہیں مگر تو، پاک ذات ہے تو (مَیں) تو گنہگار ہوں –

۲ – رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا فَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیَ الذُّنُوْبَ جَمِیْعَهَا – اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلآّ اَنْتَ –

اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں – میرے سب گناہوں کو بخش – گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مگر تو ہی۔

۳ – اَللّٰهُمَّ اَمَرْتَنِیْ فَعَصَیْتُ وَنَهَیْتَنِی فَاَبَیْتُ هٰذَا مَکَانُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ – لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلآّ اَنْتَ –

الٰہی! تو نے مجھے حکم دیا اور میں نے نافرمانی کی اور تو نے مجھے روکا میں نہیں رکا یہی مقام تو ہے جہاں پہنچ کر انسان آگ سے تیری پناہ چاہتا ہے – کوئی معبود نہیں مگر تو میں نے اپنی جان پر ظلم کیا – میرے گناہ بخش – گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مگر تو ہی –

(مغفرتِ الٰہی)

۴ – اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

(کنزالعمال جلد:۲ حدیث نمبر ۳۷۳۷)

الٰہی! تیری مغفرت میرے گناہوں سے وسیع تر ہے – اور مجھے تیری رحمت کی امید زیادہ ہے۔

نسبت اپنے عمل کے۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطَآئِیْ وَعَمَدِیْ وَكُلُّ ذَالِكَ عِنْدِیْ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۴۱۸)

الٰہی! میری سنجیدگی کو اور میری ہنسی مذاق کو اور میری بھول چوک کو اور میری جان بوجھ کی غلط کاریوں کو بخش۔ یہ سب باتیں مجھ میں پائی جاتی ہیں۔

۶۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۶۲۰)

الٰہی! بخش مجھے جو تقدیم اور جو تاخیر مَیں نے کی اور جو مَیں نے چھپ کر کیا اور جو مَیں نے کھلے طور پر کیا اور جو اسراف مَیں نے کیا اور وہ بھی جس کو تو زیادہ جانتا ہے مجھ سے۔ تو ہی پہلے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ کوئی نہیں قابل پرستش بجز تیرے اور نہیں ہے طاقت گناہ سے پھرنے کی اور نہ ہی نیکی کرنے کی مگر اللہ کی توفیق سے۔

۷۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ وَجُلَّهٗ وَ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر ۱۰۸۴)

الٰہی! ڈھانپ میرے تمام گناہ اور بڑے اور پہلے اور پچھلے اور ظاہر اور پوشیدہ۔

۸۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَ اَسْتَهْدِيْكَ لِمَرَاشِدِ اَمْرِیْ وَاَسْتَجِيْرُكَ مِنْ شَرِّنَفْسِیْ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ۔

(موسوعہ اطراف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

الٰہی! مَیں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اپنے گناہوں کی اور رہنمائی چاہتا ہوں تجھ سے اپنے نیک کاموں کی اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اپنے نفس کی بُرائی سے اور توبہ کرتا ہوں تو میری توبہ قبول

فرمایقیناً توہی میراپروردگار ہے-

۹- رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْعَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؕ اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۝

(سورۃ آل عمران:۱۹۴-۱۹۵)

اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کیلئے- (کہتا ہے) ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے- اے ہمارے رب! بخشش ہم کو گناہ ہمارے اور دُور کر ہم سے ہماری بُرائیاں اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ- اے ہمارے رب! دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن- یقیناً تو نہیں خلاف کرتا وعدہ کا-

۱۰ (الف)- رَبِّ اغْفِرْلِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِىَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۝

(سورۃ نوح:۲۹)

اے میرے رب معاف کر مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو آوے میرے گھر میں امن طلب کرتا ہوا اور مومن مرد اور مومن عورتوں کو۔

۱۰ (ب)- رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝

(سورۃ الحشر:۱۱)

اے ہمارے رب! بخش ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نہ ڈال ہمارے دلوں میں کینہ ان لوگوں کا جو ایمان لائے- بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے-

۱۱- رَبِّ اغْفِرْلِىْ وَلِاَخِىْ وَ اَدْخِلْنَا فِىْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ

الرَّاحِمِیْنَ۔ (سورۃ اعراف:۱۵۲)

اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائیوں کو بخش اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کیجیئو۔ اور تو بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔

۱۲ – اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَ ارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ۔

(سورۃ اعراف:۱۵۶)

(اے ہمارے رب!) تو ہی ہمارا والی ہے سو بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔

(لیلۃ القدر کی دعا)

۱۳ – اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ– تُحِبُّ الْعَفْوَ– فَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا کُلَّھَا– اِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآاَنْتَ– (مسند احمد بن حنبل جلد:۶ صفحہ۱۸۲)

الٰہی! تو بہت ہی عفو کرنے والا ہے۔ عفو کو پسند کرتا ہے۔ ہمیں معاف فرما اور ہماری تمام کمزوریوں کی پردہ پوشی فرما۔ گناہوں کو کوئی نہیں ڈھانپتا مگر تو ہی۔

۱۴ – رَبَّنَا لَاتُؤَا خِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْاَخْطَاْنَا– رَبَّنَا وَلَاتَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا– رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَۃَ لَنَابِہٖ ج وَاعْفُ عَنَّاوقفہ وَاغْفِرْلَنَاوقفہ وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَo

(سورۃ البقرہ:۲۸۷)

اے ہمارے رب! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔ اے ہمارے رب! نہ رکھ ہم پر بوجھ جیسا تو نے رکھا تھا ان لوگوں پر جو پہلے ہیں۔ اے ہمارے رب! اور نہ اُٹھوا ہم سے وہ جس کی طاقت نہیں ہم کو اور درگذر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور ہم پر رحم کر تو ہمارا آقا ہے تو ہماری

مدد کر کافروں کے مقابلہ میں۔

توبہ

۱۵ – اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنَ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا – لَا اَرْجُعُ اِلَیْهَا اَبَدًا – رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ –

الٰہی! میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں نافرمانیوں سے ہمیشہ کیلئے۔نہیں لوٹوں گا ان کی طرف کبھی۔اے میرے رب! میری توبہ قبول کر۔

(نصرتِ الٰہی)

۱۶ – یَارَبِّ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ – فَاِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلَیْهَا اَبَدًا – اِنَّکَ اِنْ تَکِلْنِیْ اِلَیْهَا فَاِنَّمَا تَکِلُنِیْ اِلٰی ضُعْفٍ وَّعَوْرَةٍ وَّ ذَنْبٍ وَّخَطِیْئَةٍ وَّاِنِّیْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعَهَا وَتُبْ عَلَیَّ – اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ –

اے میرے رب! تیری رحمت کی فریاد کرتا ہوں۔کیونکہ نفس بدیوں کا بہت حکم کرنیوالا ہے سو نہ حوالے کیجیئو مجھے اس کے کبھی تو نے اگر مجھے حوالے کیا اس کے تو تُو مجھے حوالے کر دے گا کمزوری اور ننگ اور گناہ اور خطا کاری کے اور مَیں بھروسہ نہیں رکھتا مگر تیری رحمت کا۔سو تو بخش میرے گناہ سب کے سب اور میری طرف متوجہ ہو اور میری توبہ قبول فرما۔تو توّاب رحیم ہے۔

(توکل علی اللہ)

۱۷ – رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ० رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا ج اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ०

(سورة الممتحنة:٥-٦)

اے ہمارے رب! تجھ پر ہم نے بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف ہم جھکے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے- اے ہمارے رب! ہمیں تو آزمائش میں نہ ڈال کافروں کی اور بخش ہمیں- اے ہمارے رب! بیشک تو ہی عزیز حکیم ہے-

۱۸ - رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَo (سورۃ الاعراف:۲۵)

اے ہمارے رب! ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر نہ بخشا تو نے ہم کو اور نہ رحم کیا ہم پر تو ضرور ہو جائیں گے ہم گھاٹا پانے والوں میں سے-

تزکیہ نفس

۱۹ - اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ-

(بخاری کتاب الاذان، حدیث نمبر ۷۴۴)

الٰہی! دُوری ڈال میرے درمیان اور میرے گناہوں کے درمیان جس طرح تو نے دُوری ڈالی ہے مشرق اور مغرب میں-

۲۰ -اَللّٰھُمَّ اَعْطِ نَفْسِيْ تَقْوٰھَا وَ زَكِّھَا- اَنْتَ خَيْرُمَنْ زَكّٰھَا اَنْتَ وَلِيُّھَا وَ مَوْلٰھَا-

اے میرے اللہ! میری جان کو پرہیز گاری عنایت کر اور پاک کر اس کو تو بہتر پاک کرنے والا ہے اسے- تو اس کا والی ہے اور تو اس کا آقا ہے-

۲۱ - اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَآءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ- فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ-

(کنز العمال جلد۲ حدیث ۳۶۶۰)

اے میرے اللہ! پاک کر میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے- کیونکہ تو جانتا ہے خیانت آنکھوں کی اور ان باتوں کی جنہیں چھپاتے ہیں سینے-

۲۲ - اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَاعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ-

(جامع الترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر ۳۴۸۰)

الٰہی! تو عافیت دے مجھ کو میرے بدن میں- اے اللہ! تو عافیت دے مجھ کو میری شنوائی میں- اے اللہ تو عافیت دے مجھ کو میری بینائی میں- نہیں کوئی معبود سوا تیرے اور بچا مجھے شیطان رجیم سے-

۲۳ - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً-

(جامع ترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر ۳۵۸۶)

الٰہی! تو کر دے میرے باطن کو بہتر میرے ظاہر سے اور بنا میرے ظاہر کو نیک۔

۲۴ - اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْلِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى-

الٰہی! میری رہنمائی فرما کامل رہنمائی کے ساتھ اور پاک کر مجھ کو پرہیز گاری کے ساتھ اور بخش دے مجھ کو آخرت میں بھی اور دنیا میں بھی-

۲۵ - اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُکَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى-

(مسلم کتاب الذکر والدعاء حدیث نمبر ۴۹۰۴)

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں ہدایت اور تقوٰی اور گناہوں سے بچنا اور تونگری-

۲۶ (الف) - اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْا فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طُرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ لَآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ -

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۲)

الٰہی! تیری رحمت ہی کی مَیں امید رکھتا ہوں۔سوتو نہ حوالے کر مجھے میرے نفس کے آنکھ کے پلک جھپکنے کے برابر بھی اور درست کر میرے کام سب کے سب۔نہیں کوئی معبود مگر تو۔

۲۶ (ب)۔ یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ۔

(تذکرہ صفحہ ۳۳۶)

اے زندہ! اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! تیری رحمت کی مَیں فریاد چاہتا ہوں۔

۲۷ – اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَایَحُوْلُ بِهٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْکَ وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَکَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِهٖ عَلَیْنَا مَصَائِبَ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَ اجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِی دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَمَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّایَرْحَمُنَا۔

(جامع ترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر ۳۵۰۲)

اے اللہ! نصیب کر ہم کو اپنا اتنا خوف کہ روک بن جائے تو ہمارے اور ہماری نافرمانیوں کے درمیان اور نصیب کر ہم کو اپنی فرمانبرداری اتنی کہ جس سے تو پہنچاوے ہم کو اپنی جنت تک اور ایسا یقین دے کہ جس کے سبب سے تو آسان کردے ہم پر مصیبتیں دُنیا کی اور فائدہ دے ہم کو ہمارے کانوں اور ہماری آنکھوں اور ہماری قوت سے جب تک تو ہم کو زندہ رکھے اور بنا اسے وارث ہمارا اور لے ہمارا بدلہ اس سے جو ظلم کرے ہم پر اور فتحیاب کر ہم کو اُس پر جو ہم سے عداوت رکھے اور نہ کر ہماری مصیبت ہمارے دین میں اور نہ کر دنیا کو ہمارا بڑا مقصود اور نہ علّت غائی ہمارے علم کی اور نہ مقرر کر ہم پر اس شخص کو جو رحم نہ کرے ہم پر۔

۲۸ – اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِکْ لَنَا

فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیَّاتِنَا وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَ اجْعَلْنَا شَاکِرِیْنَ لِنِعْمَتِکَ مُثْنِیْنَ بِھَا قَابِلِیْھَا وَاَتِمَّھَا عَلَیْنَا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر ۹۶۹)

اے اللہ! الفت ڈال ہمارے دلوں میں اور بنا دے ہماری بگڑی اور دکھلا دے ہم کو راستے سلامتی کے اور نجات دے ہمیں اندھیروں سے نور کی طرف اور بچا ہم کو بے حیائی کے کاموں سے وہ جو ظاہر ہوں ان میں سے اور وہ جو پوشیدہ ہوں اور برکت دے ہمیں ہمارے کانوں میں اور ہماری آنکھوں میں اور ہمارے دلوں میں اور ہمارے بچوں میں اور ہماری توبہ قبول فرما۔ تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے اور بنا ہم کو شکر گزار۔ اپنی نعمتوں کا ثنا خوان۔ ان نعمتوں کی وجہ سے قبول کرنے والا انہیں اور پوری کر ان نعمتوں کو ہم پر۔

تسبیح وتحمید

۲۹۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔ اَنْتَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ۔ سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ اَنْتَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ۔ لَکَ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ یُسَبِّحُ لَکَ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَقَدَّسَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآاِلٰہَ غَیْرُکَ۔

(طبرانی جلد ۱۱ حدیث نمبر ۴۵ بحوالہ موسوعہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

الٰہی! تو اللہ ہے۔ نہیں کوئی قابل عبادت مگر تو۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ تو بادشاہ ہے۔ تو پاک ہے۔ تو سلامتی کا سرچشمہ ہے۔ تو امن دینے والا ہے۔ تو نگہبان ہے غالب ہے۔ زبردست

ہے- بڑائی والا ہے- پاک ہے تو اے ہمارے رب! اور تو بلند تر ہے ان سے جو تیرا شریک بناتے ہیں بہت ہی بلند تر- تو ہی وہ اللہ ہے جو پیدا کرنے والا ہے- درست کرنے والا ہے- صورت بنانے والا ہے تیرے لئے ہی سب پاکیزہ نام مخصوص ہیں- تیری پاکی بیان کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں اور تو ہی غالب، حکمت والا ہے- بے عیب ہے تو اے اللہ! ہمارے پروردگار! اور تو اپنی خوبیوں کے ساتھ ہے اور برکت والا ہے تیرا نام اور پاک ہے اور بہت بلند ہے تیری شان اور کوئی نہیں قابل پرستش بجز تیرے-

(اقرارِ عبودیت)

۳۰- اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ فَاِنِّیْ اَعْھَدُ اِلَیْکَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاُشْھِدُکَ وَکَفٰی بِکَ شَھِیْدًا- اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ- لَکَ الْمُلْکُ وَلَکَ الْحَمْدُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ-

(جامع ترمذی ابواب الدعوات حدیث ۳۵۲۹)

الٰہی! پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے جاننے والے غیب کے اور ظاہر کے بزرگی والے اور عزت والے! مَیں عہد کرتا ہوں تیرے حضور اس دنیا کی زندگی میں اور تجھے گواہ ٹھہراتا ہوں اور تو کافی گواہ ہے- یہ کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی نہیں قابلِ عبادت سوائے تیرے- تیرا کوئی شریک نہیں- تیری ہی بادشاہت ہے اور تیری ہی سب تعریفیں ہیں اور تو ہر چیز پر قادر ہے-

۳۱- اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَمِنْکَ وَاِلَیْکَ-

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۹۱)

الٰہی! حاضر ہوں حاضر ہوں اور تیری خدمت میں ہوں اور نیکی تیرے ہاتھ میں ہے اور تجھ سے ہے اور تیرے ہی سپرد ہے۔

۳۲۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ۔ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔ اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ۔ اَسْئَلُکَ یَا اَللّٰهُ یَارَحْمَانُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْهِکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمِ مَغْفِرَتِکَ۔ اَللّٰھُمَّ فَارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَّا اَبْقَیْتَنِیْ۔ وَ ارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَکَلَّفَ مَالَا یَعْنِیْنِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِیْمَا یُرْضِیْکَ عَنِّی۔

(حصن حصین مطبوعہ مصر ۱۳۴۹ھ صفحہ ۶)

اے میرے اللہ! جو رب ہے بلند آسمانوں کا اور رب ہے عرش عظیم کا۔ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی اکیلا۔ کوئی تیرا شریک نہیں۔ تو ہے بہت شفقت کرنے والا۔ بہت احسان کرنے والا۔ پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا۔ اے بزرگی اور نیک سلوک کے مالک اور اس عزت کے مالک جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔ مَیں تجھ سے مانگتا ہوں۔ اے اللہ! اے مہربان! تیرے جلال کا واسطہ اور تیری ذات کے نور کا واسطہ۔ مانگتا ہوں وہ باتیں جو تیری رحمت کا موجب ہوں اور پختہ ارادے جو تیری مغفرت کا موجب ہوں۔ الٰہی! رحم کر مجھ پر کہ مَیں چھوڑ دوں نافرمانیوں کو ہمیشہ کیلئے جب تک کہ تو مجھے زندہ رکھے اور رحم کر مجھ پر کہ مَیں تکلف سے کروں ایسی باتیں جن کا تعلق نہیں مجھ سے اور عطا کر مجھے اچھی نظر ان باتوں میں جو راضی کر دیں تجھے مجھ سے۔

اقرارِ عبُودیت

۳۳– اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَمَا بَیْنَهُمَا– لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیَ الذُّنُوْبَ جَمِیْعَهَا فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِکَ–

(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۲، ۱۲۵)

الٰہی! تو میرا رب ہے اور رب ہے آسمانوں کا اور جو مخلوق اُن میں ہے اس کا– نہیں کوئی معبود مگر تو، تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور مَیں تیرا بندہ ہوں اور مَیں نے جو تجھ سے وعدہ عبودیت کیا ہے– اس پر جہاں تک میری طاقت ہے قائم ہوں– مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کردار کے شر سے– اقرار کرتا ہوں تیری نعمت کا جو تو نے مجھ پر کی اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا– میرے سب گناہ بخش کہ تو ہی گناہ بخشتا ہے اور نہیں طاقت گناہ سے پھرنے کی اور نہیں قوت نیکی کرنیکی مگر تیری توفیق سے–

۳۴–اَللّٰهُمَّ لَکَ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَیْکَ مَاٰبِیْ وَلَکَ رَبِّ تُرَاثِیْ–

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۶۳۷)

الٰہی! تیرے ہی لئے میری نماز ہے اور میری عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا اور تیری ہی طرف مجھے لوٹنا ہے اور تیرے ہی لئے ہے اے میرے رب! میری میراث–

(محبتِ الٰہی)

۳۵– اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ الْاَشْیَآءِ اِلَیَّ وَاجْعَلْ خَشْیَتَکَ اَخْوَفَ الْاَشْیَآءِ عِنْدِیْ وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ وَاِذَا

اَقْرَرْتَ اَعْيُنَ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَا هُمْ فَاَقْرِرْ عَيْنِيْ مِنْ عِبَادَتِکَ–

(اتحاف جلد۵صفحہ۸۷بحوالہ موسوعہ جلد:۲صفحہ۱۵۸)

الٰہی! تو کر دے اپنی محبت کو سب چیزوں سے زیادہ محبوب میرے لئے اور کر دے اپنے ڈر کو سب چیزوں سے زیادہ ڈرانے والا میرے نزدیک اور کاٹ دے مجھ سے حاجتیں دنیا کی اپنے دیدار کے شوق سے اور اگر تو نے ٹھنڈی کی ہیں آنکھیں دنیاداروں کی ان کی دنیا سے تو ٹھنڈی کر میری آنکھ اپنی عبادت سے–

۳۶– اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّکَ–

(کنزالعمال جلد۲ حدیث نمبر۳۷۹۴)

الٰہی! مَیں مانگتا ہوں تجھ سے تیری محبت اور محبت ان کی جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور وہ کام جو مجھ کو تیری محبت تک پہنچائے–

۳۷– اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ–

(کنزالعمال جلد۲ حدیث نمبر۳۷۹۴)

الٰہی! تو کر دے اپنی محبت کو زیادہ عزیز میری جان سے اور میرے گھر والوں سے اور ٹھنڈے پانی سے–

۳۸– اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِيْ حُبُّهٗ عِنْدَکَ–

(جامع ترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر۳۴۹۱)

الٰہی! نصیب کر مجھے اپنی محبت اور محبت اس شخص کی جس کی محبت تیرے نزدیک مجھے فائدہ دے–

۳۹– اَللّٰهُمَّ رَزَقْتَنِيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ–

(ترمذی کتاب الدعوات حدیث۳۴۱۳)

الٰہی! جوتو نے مجھے عنایت کیں وہ چیزیں جو مجھ کو محبوب تھیں اسی طرح تو بنا ان چیزوں کو میرے لئے وسیلہ ان باتوں میں جن کو تو پسند کرتا ہے۔

۴۰ (الف)۔ اَللّٰھُمَّ وَمَا زَوَیْتَ عَنِّیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ فَرَاغًا لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ

(ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر ۳۴۱۳)

الٰہی! اور جو چیز تو نے ہٹا دی مجھ سے میری محبوب چیزوں میں سے تو اس خلا کو بھر دے اس چیز سے جس کو تو پسند کرتا ہے۔

۴۰ (ب)۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔

(ترمذی کتاب الدعوات حدیث ۳۴۴۴)

اے پھیرنے والے دلوں کے ثابت رکھ میرے دل کو اپنے دین پر۔

۴۱۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ قُلُوْبًا اَوَّاھَۃً مُّخْبِتَۃً مُّنِیْبَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ۔

(کنزالعمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۶۰۹)

الٰہی! ہم تجھ سے ایسے دل مانگتے ہیں جو بہت گداز فروتنی کرنے والے جھکنے والے ہوں تیری راہ میں۔

۴۲۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَنَوَاصِیَنَا وَ جَوَارِحَنَا بِیَدِکَ۔ لَمْ تُمَلِّکْنَا مِنْھَا شَیْئًا فَاِذَا فَعَلْتَ ذَالِکَ بِنَا فَکُنْ اَنْتَ وَلِیَّنَا وَاھْدِنَا اِلٰی سَوَآءِ السَّبِیْلِ۔

(کنزالعمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۸۰۷)

الٰہی! ہمارے دل اور ہماری پیشانی کے بال اور ہمارے ہاتھ پاؤں تیرے قبضہ میں ہیں۔ تو نے مالک نہیں کیا ہمیں اُن میں سے کسی کا پس تو نے جب ہمارے ساتھ یہ کیا ہے تو تو ہی ہمارا مددگار رہو اور رہنمائی فرما ہماری سیدھے راستے کی۔

(قیامِ صلوٰۃ)

۴۳- رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ○ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ○

(سورۃ ابراہیم:۴۱-۴۲)

اے میرے رب! بنا مجھ کو نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد کو بھی- اے ہمارے رب! اور قبول کر میری دعا! اے ہمارے رب! بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دن کہ قائم ہو حساب-

(بابرکت ہجرت)

۴۴- قُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا○ (سورۃ بنی اسرائیل:۸۱)

(تو کہہ دے) اے میرے رب! داخل کر مجھ کو سچائی کا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچائی کا نکالنا اور بنا میرے لئے اپنے حضور سے ایک جانشین جو بہت مدد کرنے والا ہو-

۴۵- رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ○ (سورۃ البقرہ:۱۲۹)

اے ہمارے رب! بنا ہمیں فرمانبردار اپنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ تابع فرمان اپنا اور دکھا ہمیں ہماری قربان گاہیں اور ہماری طرف متوجہ ہو- تو ہی ہے بہت متوجہ ہونے والا اور رحم کرنے والا- اے ہمارے رب! اور مبعوث کر ان میں ایک رسول انہی میں سے جو پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھا دے ان کو کتاب اور دانائی اور پاک کرے ان کو- تو ہی ہے اپنے

ارادہ کا غالب، حکمت والا۔

استعانت

۴۶۔ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِo

(سورۃ التوبۃ:۱۲۹)

(پس تو کہہ دے) کافی ہے مجھ کو اللہ۔نہیں کوئی معبود مگر وہی۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی ہے عظیم الشان عرش کا مالک۔

۴۷۔ اَللّٰھُمَّ بِیَدِکَ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَخَزَائِنُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاَنْتَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الصَّمَدُ الَّذِیْ مَنْزُوْلٌ بِکَ کُلُّ حَاجَةٍ۔

الٰہی! تیرے ہاتھ میں ہیں زمین اور آسمان کی چابیاں اور ہر شے کے خزانے اور تو ہی حیّ و قیوم صمد ذات ہے جس کے حضور ہر حاجت پیش کی جاتی ہے۔

۴۸۔اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ ط وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَ تُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ ز وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ز وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍo

(سورۃ آل عمران:۲۷،۲۸)

اے اللہ! جو مالک ہے ساری بادشاہی کا۔تو دیتا ہے بادشاہت جس کو چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے بادشاہت جس سے چاہتا ہے اور تو عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ تیرے ہاتھ میں ہے خیر۔تو ہر چیز پر قادر ہے۔ شامل کرتا ہے رات کو دن میں اور شامل کرتا ہے دن کو رات میں اور نکالتا ہے زندہ مردے سے اور نکالتا ہے مردہ زندہ سے اور رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے شمار۔

۴۹۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَّ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ

وَلَا هَادِیَ لِمَنْ اَضْلَلْتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا صَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَّ وَلَا مُبَاعِدَلِمَا قَرَّبْتَ-

(مسند احمد بن حنبل جلد۳ صفحہ۴۲۴)

اے اللہ! تیرے ہی لئے ہے تمام حمد کوئی سمیٹنے والا نہیں جس کو تو کھول دے اور نہ کوئی کھولنے والا ہے جس کو تو سمیٹے اور نہ کوئی راہنما ہے اس کا جس کو تو گمراہ کردے اور نہ کوئی گمراہ کرنے والا ہے اس کو جس کی تو راہنمائی کرے اور نہ دینے والا ہے جس کو تو محروم کرے اور نہ کوئی محروم کرنے والا ہے جس کو تو دے اور نہ کوئی نزدیک کرنے والا ہے جس کو تو دُور کرے اور نہ کوئی دُور کرنے والا ہے جس کو تو نزدیک کرے-

۵۰- اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا وَّ اَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزَنَ سَهْلًا اِذَا شِئْتَ-

(کنز العمال جلد۲ حدیث نمبر۳۷۵۵)

الٰہی! آسان نہیں مگر جسے تو آسان بنائے اور تو مشکلات کو نرم کر دیتا ہے جو تو چاہے-

۵۰ (الف)- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ -

(مسند احمد بن حنبل جلد۱ صفحہ۲۰۶)

نہیں کوئی معبود مگر اللہ جو حلیم کریم ہے! پاک ذات ہے اللہ، جو رب ہے عظیم الشان عرش کا- سب تعریف اللہ کی ہے جو سب جہانوں کا رب ہے-

(سلامتی اور مغفرت)

۵۰ (ب)- اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا كَرْبًا اِلَّا نَفَّسْتَهٗ وَلَا ضَرًّا اِلَّا كَشَفْتَهٗ وَلَا

حَاجَةً هِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ-

(کنز العمال جلد ۲ حدیث ۳۸۱۲)

میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ باتیں جو تیری رحمت کا موجب ہوں اور پختہ نیک ارادے جو تیری بخشش کا موجب ہوں اور حفاظت ہر گناہ سے اور غنیمت ہر نیکی کی اور سلامتی ہر بدی سے نہ رہنے دے میرا کوئی گناہ مگر تو اس کو بخش دے اور نہ کوئی مشکل مگر تو اس کو کھول دے اور نہ کوئی گھبراہٹ مگر تو اس کو ہٹا دے اور نہ کوئی ضرر مگر تو اس کو دُور کر اور نہ کوئی ایسی حاجت جو تیری رضا کا موجب ہو مگر تو اس کو پوری کرا ے مہربانوں سے بڑھ کر مہربان!

۵۱- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ خَزَائِنُهٗ بِیَدِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهٗ بِیَدِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَا صِیَتِهٖ-

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۷۷۹)

الٰہی! بیشک میں تجھ سے مانگتا ہوں ہر بھلائی سے کہ جس کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور مَیں تیری پناہ لیتا ہوں ہر بُرائی سے کہ اس کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور مَیں تیری پناہ لیتا ہوں اس چیز کی بُرائی سے جس کی پیشانی کو تو پکڑے ہوئے ہے-

۵۲- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ تَوَکَّلَ عَلَیْکَ فَکَفَیْتَهٗ وَاسْتَهْدَاکَ فَهَدَیْتَهٗ وَاسْتَنْصَرَکَ فَنَصَرْتَهٗ-

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۵۱۰۶)

الٰہی! تو بنا مجھے ان لوگوں میں سے جنہوں نے بھروسہ کیا تجھ پر اور تو ان کو کافی ہوا اور تجھ سے ہدایت چاہی اور تو نے ان کو ہدایت کی اور تجھ سے مدد چاہی تو تو نے ان کی مدد کی-

(کمزوریوں سے نجات کی دعا)

۵۳- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّ فِیْ رِضَاکَ ضَعْفِیْ وَخُذْلِیَ الْخَیْرَ بِنَا صِیَتِیْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَهٰی رِضَائِیْ- (کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۱۸۳)

الٰہی! میں کمزور ہوں تو قوی کر اپنی خوشنودی میں میری کمزوری کو اور پکڑ میری بھلائی کی خاطر میری پیشانی اور کر اسلام کو انتہا میری خوشنودی کا۔

(شکرِ الٰہی)

۵۴۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

(کنزالعمال جلد۲ حدیث نمبر ۵۰۷۳)

الٰہی! میری مدد فرما کہ تجھے یاد رکھوں اور تیرا شکر کروں اور تیری اچھی طرح عبادت کروں۔

۵۵۔ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ۔

(سورۃ النمل:۲۰)

اے میرے رب! توفیق دے مجھے کہ مَیں شکر کروں تیرے احسانوں کا جو تو نے انعام کئے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں ایسے نیک کام جو تو پسند کرے اور داخل کر مجھے اپنے فضل سے اپنے نیک بندوں میں۔

۵۶۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ التَّوْفِیْقَ لِمَحَابِکَ مِنَ الْاَعْمَالِ وَصِدْقَ التَّوَکُّلِ عَلَیْکَ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِکَ۔

(کنزالعمال جلد۲ حدیث نمبر ۳۷۷۷)

الٰہی! میں تجھ سے توفیق مانگتا ہوں تیرے پسندیدہ اعمال کی اور تجھ پر سچا بھروسہ کرنے کی اور تجھ پر نیک گمان کرنے کی۔

۵۷۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْفِعْلِ وَالنِّیَّةِ وَالْهُدٰی اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

(کنزالعمال جلد۲ حدیث نمبر ۳۷۹۷)

الٰہی! توفیق دے ان باتوں کی جن کو تو پسند کرتا ہے اور جن سے تو راضی ہوتا ہے قول اور عمل اور

فعل اور نیت اور راست روی میں سے۔تو ہر چیز پر قادر ہے۔

۵۸- اَللّٰھُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِیْ لِذِکْرِکَ وَارْزُقْنِیْ طَاعَتَکَ وَطَاعَةَ رَسُوْلِکَ وَعَمَلًا بِکِتَابِکَ-

(کنز العمال جلد۲ حدیث نمبر ۳۶۵۵)

الٰہی! کھول دے میرے دل کے کانوں کو اپنی یاد کیلئے اور نصیب کر مجھے اپنی فرمانبرداری اپنے رسول کی اور توفیق دے عمل کرنے کی اپنی کتاب پر۔

۵۹- اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ اَصْرِفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ-

(مسند احمد بن حنبل جلد۲ صفحہ ۱۴۸)

الٰہی! پھیرنے والے دلوں کے! پھیر دے ہمارے دلوں کو اپنی عبادت کی طرف۔

۶۰- اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَخْشَاکَ کَاَنِّیْ اَرَاکَ اَبَدًا حَتّٰی اَلْقَاکَ وَاَسْعِدْنِیْ بِتَقْوَاکَ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ وَخِرْلِیْ فِیْ قَضَائِکَ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ قَدْرِکَ حَتّٰی لَا اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ وَاجْعَلْ غِنَائِیْ فِیْ نَفْسِیْ-

(کنز العمال جلد:۲ حدیث نمبر ۳۶۱۷)

الٰہی! بنا مجھ کو کہ تجھ سے ایسا ڈروں کہ گویا کہ میں تجھ کو ہمیشہ دیکھ رہا ہوں یہاں تک کہ مَیں تجھ کو ملوں اور مجھے نیک بخت کر اپنے تقویٰ سے اور نہ بد بخت کر مجھے اپنی نافرمانی کی وجہ سے اور نیک بات اختیار کر میرے لئے اپنے فیصلہ میں اور برکت دے مجھے اپنی تقدیر میں تا کہ مَیں نہ چاہوں جلدی ہونا اس بات کا جس میں تو نے تاخیر کی اور نہ تاخیر اس بات میں جس کو تو نے جلدی چاہا اور بنا مجھے غنی میرے نفس میں۔

۶۱- اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَ اَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ

بِالْعَافِيَةِ–

الٰہی! میری مدد کر علم سے اور زینت دے مجھ کو حلم سے اور بزرگی دے مجھ کو پرہیز گاری سے اور آراستہ کر مجھ کو عافیت سے–

(انشراحِ صدر)

۶۲– رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ o وَيَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ o وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ o يَفْقَهُوْا قَوْلِیْ o وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِیْ o هَارُوْنَ اَخِیْ اشْدُدْبِهٖ اَزْرِیْ o وَاَشْرِكْهُ فِیْ اَمْرِیْ o كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا o وَّ نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا o اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا o

(سورة طٰہٰ:۲۶-۳۶)

اے میرے رب! کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرے کام اور کھول گرہ میری زبان کی کہ وہ سمجھیں میری بات اور دے مجھ کو ایک مددگار میرے گھر والوں سے ہارون میرا بھائی–مضبوط کر اس سے میری کمر اور شریک کر اس کو میرے کام میں تا کہ تیری تسبیح کریں بہت اور ہم ذکر کریں تیرا بہت–تو ہی ہمیں خوب دیکھتا ہے–

(علم حاصل کرنے کی دعائیں)

۶۳– رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا– (سورة طٰہٰ:۱۱۵)

اے میرے رب! مجھے بڑھا علم میں–

۶۴– اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا يَنْفَعُنِیْ وَ زِدْنِیْ عِلْمًا– اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ وَّ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ–

(مشکوٰۃ شریف حدیث نمبر ۲۴۹۳)

الٰہی! نفع مند بنا ان علوم کو جو تو نے مجھے سکھائے اور سکھا مجھے وہ کچھ جو مجھے نفع دے اور زیادہ کر میرا علم۔ سب تعریف اللہ کیلئے ہے ہر حال میں اور مَیں اللہ کی پناہ لیتا ہوں دوزخیوں کے حال سے۔

۶۵ – اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا وَّاسِعًا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۲۹۴)

الٰہی! مَیں تجھ سے مانگتا ہوں علم نافع اور عمل مقبول اور رزقِ حلال پاک اور وسیع۔

۶۶ – اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَ رَضِّنِی مِّنَ الْمَعِیْشَۃِ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ۔

(کنز العمال جلد ۲ حدیث ۳۶۵۷)

الٰہی! مَیں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو رچ جائے میرے دل میں اور ایسا سچا یقین کہ مَیں جان لوں کہ مجھ کو کوئی گزند نہ پہنچے گا مگر وہی جو تو نے میرے لئے لکھ دیا ہے اور اس روزی پر رضا مندی جو تو نے میری قسمت میں لکھی ہے۔

(کھانا کھانے کی دعا)

۶۷ – اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَاَرْوٰنَا وَاٰوٰنَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ رَبِّ اجْعَلْ طَعَامَنَا عَوْنًا عَلٰی عِبَادَتِکَ وَخِدْمَۃِ عِبَادِکَ۔

(کنز العمال جلد ۷ حدیث نمبر ۱۸۲۴۱)

الحمد للہ جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور سیر کیا اور ہمیں ٹھکانہ دیا اور ہمیں مسلمان بنایا۔ اے میرے رب بنا ہمارے کھانے کو مدد تیری عبادت کرنے میں اور تیرے بندوں کی خدمت کرنے میں۔

۶۸ – اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔ (جامع ترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر ۳۵۶۳)

الٰہی! کفایت کر مجھ کو اپنے حلال کے ساتھ اپنے حرام سے اور بے پرواہ کر مجھ کو اپنے فضل سے دوسرے لوگوں سے۔

(دعائے صحت)

۶۹- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ صِحَّۃً فِیْ اِیْمَانٍ وَّ اِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ وَّ نَجَاۃً یَّتْبَعُھَا فَلَاحٌ وَّرَحْمَۃً مِّنْکَ وَعَافِیَۃً وَّمَغْفِرَۃً مِّنْکَ وَرِضْوَانًا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۲۱)

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں ایمان کی درستگی اور ایمان نیک خلق کے ساتھ اور ایسی نجات کہ جس کے پیچھے فلاح ہو اور (مانگتا ہوں) تیری رحمت اور عافیت اور تیری بخشش اور خوشنودی۔

۷۰- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ الصِّحَّۃَ وَالْعِفَّۃَ وَ الْاَمَانَۃَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَا بِالْقَدْرِ۔

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۶۵۰)

الٰہی! مَیں تجھ سے مانگتا ہوں صحت اور عفت اور دیانتداری اور نیک خلق اور تقدیر پر رضا۔

۷۱- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ اَنْ تُبَارِکَ لِیْ فِیْ سَمْعِیْ وَفِیْ بَصَرِیْ وَ فِیْ رُوْحِیْ وَفِیْ خَلْقِیْ وَفِیْ خُلُقِیْ وَفِیْ اَھْلِیْ وَفِیْ مَحْیَایَ وَفِیْ مَمَاتِیْ وَفِیْ عَمَلِیْ۔

(مستدرک حاکم کتاب الدعا جلد ۱ صفحہ ۵۲۰)

الٰہی! برکت دے مجھے میری شنوائی میں اور میری بینائی میں اور میری رُوح میں اور میری خلقت میں اور میرے اخلاق میں اور میرے جینے میں اور میرے مَرنے میں اور میرے عمل میں۔

(دعائے قنوت)

۷۲- اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ

وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّمَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ– (مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۹۹)

الٰہی! میری بھی رہنمائی فرما ان لوگوں کے ساتھ جن کی تو نے رہنمائی کی اور مجھے عافیت دے ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے عافیت دی اور تو میرا والی ہو اُن لوگوں کے ساتھ جن کا تو والی ہوا اور برکت دے مجھے ان چیزوں میں جو تو نے مجھے عطا کیں اور بچا مجھ کو برائی سے جس کا تو نے فیصلہ کیا ہے کیونکہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے- اور نہیں فیصلہ کیا جاتا تیرے خلاف اور نہیں ذلیل ہوتا وہ شخص جس کا تو دوست ہوا اور نہیں عزت پاتا وہ شخص جس کا تو دشمن ہوا- تو برکت والا ہے اے ہمارے رب! اور تو بہت بلند ہے۔ تجھ سے ہم بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور اللہ رحمت بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر-

(دین و دنیا میں خیر و برکت کے لئے)

۷۳– اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی دِیْنِیْ بِالدُّنْیَا وَعَلٰی اٰخِرَتِیْ بِالتَّقْوٰی وَاحْفِظْنِیْ فِیْمَا غِبْتُ عَنْهُ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ فِیْمَا حَضَرْتُهٗ– یَامَنْ لَّا تَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ وَلَا تَنْقُصُهُ الْمَغْفِرَةُ– هَبْ لِیْ مَالَا یَنْقُصُکَ وَاغْفِرْلِیْ مَالَا یَضُرُّکَ– اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ– أَسْئَلُکَ فَرَجًا قَرِیْبًا وَّصَبْرًا جَمِیْلًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّالْعَافِیَةَ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلَایَا وَ أَسْئَلُکَ تَمَامَ الْعَافِیَةِ أَسْئَلُکَ دَوَامَ الْعَافِیَةِ أَسْئَلُکَ الشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَةِ أَسْئَلُکَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا رَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ– (کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۵۱۱۰)

الٰہی! تو میری مدد کر میرے دین پر دنیا سے اور مدد کر میری آخرت پر پرہیز گاری سے اور میری نگہبانی کر اس چیز میں کہ جس سے مَیں غائب ہوا ہوں اور نہ حوالے کر مجھے میرے نفس کے اس چیز میں کہ جس میں مَیں موجود ہوں- اے وہ ذات کہ جس کو گناہ ضرر نہیں پہنچاتے اور نہ بخشش

اس کا کچھ کم کرتی ہے- عطا کر مجھ کو وہ چیز جو تیرا نقصان نہیں کرتی اور بخش مجھے وہ گناہ جو تجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے- تو ہی ہے بہت عطا کرنے والا- مَیں مانگتا ہوں تجھ سے کشائش جو نزدیک ہو اور صبر جمیل اور رزق کشادہ اور آرام تمام بلاؤں سے اور مَیں مانگتا ہوں تجھ سے پوری عافیت اور مَیں مانگتا ہوں تجھ سے ہمیشہ کی عافیت اور مَیں مانگتا ہوں تجھ سے شکر اس عافیت پر اور مَیں مانگتا ہوں تجھ سے بے نیازی لوگوں سے اور نہیں ہے طاقت گناہ سے پھرنے کی اور نہیں ہے طاقت نیکی کرنے کی مگر اللہ کی توفیق سے جو بلند ہے عظمت والا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! اے میرے رب-

۷۴- اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیْ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَاَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ مَاکَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ- وَاجْعَلِ الْحَیٰوةَ زِیَادَةً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ-

(مسلم کتاب الذکر والدعا حدیث نمبر ۶۹۰۳)

الٰہی! درست کر میرے لئے میرے دین کو جو بچاؤ ہے میری حالت کا اور درست کر میرے لئے میری دنیا جس میں میرا ذریعہ معاش ہے اور درست کر میرے لئے آخرت جس کی طرف میرا لوٹنا ہے اور زندہ رکھ مجھے جب تک کہ زندگی بہتر ہے میرے لئے اور وفات دے مجھ کو جب وفات بہتر ہو میرے لئے اور بنا میری زندگی زیادتی کا موجب میرے لئے ہر بھلائی میں اور کر موت کو میرے لئے راحت کا موجب ہر بُرائی سے-

۷۵- اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طُرْفَةَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّهٗ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ-

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۲)

الٰہی! تیری رحمت کی میں امید رکھتا ہوں سو تو مجھ کو میری جان کے حوالے نہ کیجیئو پلک

جھپکنے بھر بھی اور درست کر میرے سب کام تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے زندہ! اے قیوم خدا! تیری رحمت سے میں فریاد چاہتا ہوں-

۷۶- اَللّٰھُمَّ فَالِقَ الْاِصْبَاحِ وَجَاعِلَ اللَّیْلِ سَکَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَ اَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ وَقَوِّنِیْ عَلَی الْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِکَ-

(قرطبی جلد ۷ صفحہ ۴۹)

الٰہی! پھاڑ کر نکالنے والے صبح کے اور بنانے والے رات کو آرام کا موجب اور سورج اور چاند کو اندازے سے نکالنے کا ذریعہ- ادا کر میری طرف سے میرا قرض اور بے پرواہ کر مجھ کو محتاجی سے اور قوت دے مجھ کو جہاد کرنے کی اپنی راہ میں-

۷۷- اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَکْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ-

(فتح الربانی جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۷ بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

الٰہی! تو دُور کرتا ہے تاوان کو اور گناہ کو-

(توکل اور حصولِ رزق)

۷۸- وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا o وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ط قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا[۱]

(سورۃ الطلاق: ۴،۳)

اور جو کوئی اللہ کو اپنا سپر بنائے گا- وہ اس کے لئے نکلنے کی راہ پیدا کر دے گا اور رزق دے گا اس کو جہاں سے اس کا وہم وگمان نہ ہوگا اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ پر تو وہ کافی ہوتا ہے اس کو- ضرور اللہ اپنی بات کو پورا کرے گا۔ ضرور بنا دیا ہے اللہ نے ہر چیز کیلئے ایک اندازہ-

[۱] (حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن مجھے تین روزے رکھنے کیلئے فرمایا اور سونے سے قبل وضو کر کے دو نفل پڑھنے اور مذکورہ بالا آیت بطور دُعا سو دفعہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی- آپ نے خود بھی ایسا کیا تین دن کے اندر بطور خارق عادت نشان کے میری دعا ایسی قبول ہوئی کہ قطعاً کوئی وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اس طور سے پوری ہوگی اور اُس کے پورا ہونے کی کیفیت خواب میں بتلائی گئی جو اس ہفتہ میں پوری ہوئی) (سید زین العابدین ولی اللہ شاہ)

۷۹- اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ- رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ- (مستدرک حاکم جلد۱ صفحہ۵۱۵)

الٰہی! جو دور کرنے والا ہے فکروں کا اور جو ہٹانے والا ہے غموں کا- قبول کرنے والا ہے دعا بے قراروں کی- رحمان ہے دنیا اور آخرت میں اور رحیم ہے ان دونوں میں تو ہی مجھ پر رحم کرتا ہے مجھ پر رحم کر ایسی رحمت کہ جس سے تو مجھ کو بے پروا کر دے اپنے سوا غیروں کی رحمت سے-

(اہل و عیال کے لئے)

۸۰- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ غِنَی الْاَھْلِ وَالْمَوْلٰی وَ اَعُوْذُبِکَ اَنْ یَّدْعُوْ عَلَیَّ رَحِمٌ قَطَعْتُھَا-

(موسوعۃ اطرف الحدیث جلد۲ صفحہ۲۰۶)

الٰہی! مَیں تجھ سے مانگتا ہوں گھر والوں کی دولتمندی اور دوستوں کی دولتمندی اور مَیں پناہ لیتا ہوں تیری اس قرابت کی بددُعا سے کہ جس کو مَیں نے قطع کیا ہے-

۸۱- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ مِنْ صَالِحِ مَاتُؤْتِی النَّاسَ مِنَ الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ غَیْرَ ضَالٍّ وَّلَا مُضِلٍّ- (جامع ترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر۳۵۸۶)

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں بہتر سے بہتر جو تو دیتا ہے لوگوں کو مال اور کنبہ اور اولاد جو نہ گمراہ ہو اور نہ گمراہ کرنے والی ہو-

۸۲- رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ۚ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ-

(سورۃ آل عمران:۳۹)

اے میرے رب! عطا کر مجھے اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ- یقیناً تو سننے والا ہے دعا کو-

۸۳- اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا-

(مسند احمد بن حنبل جلد۱ صفحہ۲۱۷)

اے اللہ! دُور رکھنا ہمیں شیطان سے اور دُور رکھنا شیطان کو اس اولاد سے جو تو ہمیں دے۔

۸۴- اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ زَوْجَتِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ رِزْقًا كَرِيْمًا وَّاَنْبِتْهُمْ نَبَاتًا حَسَنًا۔

الٰہی! تو اصلاح کر میرے لئے میرے نفس کی اور اصلاح کر میرے لئے میری بیوی کی اور اصلاح کر میرے لئے میری اولاد کی اور برکت دے مجھ کو ان میں اور رزق دے تو ان کو باعزت رزق اور نشوونما کر ان کی اچھی نشوونما۔

(حصولِ اولاد کے لئے)

۸۵- رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ - (سورۃ الانبیاء:۹۰)

اے میرے رب! نہ تو چھوڑ مجھے اکیلا اور تو ہے سب سے بہتر وارث۔

۸۶- رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا- وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا o وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِ يْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا o يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا o (سورۃ مریم:۵۔۷)

اے میرے رب! کمزور ہو گئیں ہڈیاں میری اور سفید ہو گیا سر بڑھاپے کی وجہ سے اور اے رب میرے! نہیں رہا مَیں تجھ سے مانگ کر محروم اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے اپنے پیچھے اور ہے میری عورت بانجھ سو عطا کر مجھے اپنے حضور سے ولی عہد جو میرا وارث ہو اور وارث ہو یعقوب کی اولاد کا اور بنا اس کو اے رب! اپنا محبوب۔

۸۷- رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ o

(سورۃ الاحقاف:۱۶)

اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں شکر بجالاؤں تیرے احسان کا جو تو نے کیا مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں نیک کام جس سے تو راضی ہو اور نیک بنا میرے لئے اولاد میری- میں نے رجوع کیا تیری طرف اور میں ہوں فرمانبردار-

۸۸-رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ ذَکَّارًا لَکَ شَکَّارًا لَّکَ رَھَّابًا لَکَ مِطْوَاعًا لَّکَ مُخْبِتًا اِلَیْکَ اَوَّاھًا مُّنِیْبًا- (مسند احمد بن حنبل جلد ا صفحہ ۲۷۷)

اے میرے رب! بنا مجھ کو اپنے لئے بہت یاد کرنے والا- اپنے لئے بہت شکر کرنے والا- بہت ڈرنے والا اپنے لئے تیری فرمانبرداری کرنے والا- فروتنی کرنے والا- گریہ زار رجوع کرنے والا-

(مغفرت اور نصرتِ الٰہی)

۸۹(الف)- نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَo

(سورۃ الانبیاء:۸۴)

(اس نے اپنے رب کو پکارا) اے میرے رب مجھ کو تکلیف پہنچی ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے-

۸۹ (ب)- لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَo

(سورۃ الانبیاء:۸۸)

کوئی معبود نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہے مَیں ہوں ظلم کرنے والا-

۹۰- رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَاتَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْلِیْ وَلَاتَمْکُرْ عَلَیَّ وَاھْدِنِی الْھُدٰی وَ یَسِّرِ الْھُدٰی لِیْ وَانْصُرْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ-

(مسند احمد بن حنبل جلد ا صفحہ ۲۷۷)

اے میرے پروردگار! میری مدد کر اور نہ مدد کر میرے خلاف اور میری نصرت فرما اور نہ دے نصرت میرے خلاف اور تدبیر کر میری بھلائی کی اور نہ تدبیر کر میرے خلاف اور میری رہنمائی

فرما کامل رہنمائی اور آسان کر اس رہنمائی کو میرے لئے اور فتح یاب کر مجھ کو اس شخص پر جو مجھ پر زیادتی کرے۔

۱۹۱ (الف)۔ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔

(الہامی دعا از اخبار بدر قادیان ۹ مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

اے میرے رب! میں مغلوب ہوں تو میری مدد فرما۔

۱۹۱ (ب)۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔ (سورۃ المومنون:۱۱۹)

اے میرے رب بخش اور رحم کر اور تو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

۱۹۱ (ج)۔ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ۔ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۵)

الٰہی! میرے ننگوں کو ڈھانپ اور امن میں تبدیل کر میری گھبراہٹوں کو۔ تو جانتا ہے میری پوشیدہ اور میری کھلی باتیں۔

۱۹۲۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیٰطِیْنَ وَمَا اَضْلَلْنَ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّبْغِیَ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ (موسوعۃ اطراف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)

اے اللہ! جو رب ہے ساتوں آسمانوں کا اور ان کا جنہیں وہ سایہ کئے ہوئے ہیں اور جو رب ہے زمینوں کا اور ان کا جنہیں وہ اٹھائے ہوئے ہیں اور جو رب ہے شیطانوں کا اور ان کا جنہیں انہوں نے گمراہ کیا ہے۔ تو میری پناہ ہو اپنی مخلوق کے شر سے سب کی سب یہ کہ زیادتی کرے مجھ پر ان میں سے کوئی یا یہ کہ بغاوت کرے۔ زبردست ہے تیری پناہ اور بڑی ہے تیری تعریف اور نہیں کوئی معبود تیرے سوا نہیں کوئی معبود مگر تو ہی۔

(حفاظتِ الٰہی)

۹۳ (الف)– اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُبِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ–

(کنزالعمال جلد۲ نمبر ۴۹۵۷)

الٰہی! تو میری حفاظت کر میرے آگے سے اور میرے پیچھے سے اور میری داہنی طرف سے اور میری بائیں طرف سے اور میرے اُوپر سے اور مَیں پناہ لیتا ہوں تیری کہ اُچکا جاؤں اپنے نیچے سے–

۹۳ (ب)– رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا وَّ نَبِیًّا– (مسند احمد بن حنبل جلد۳ صفحہ ۱۷۴)

ہم نے پسند کر لیا اللہ کو اپنا رب اور اسلام کو اپنا دین اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور نبی–

۹۴ – اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِی– بِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اُقَاتِلُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِکَ–

(ابوداؤد کتاب الجہاد حدیث نمبر ۲۶۳۲)

اے اللہ! تو ہی میری مدد کرنے والا اور میرا مددگار ہے– تیری ہی مدد سے پھرتا ہوں اور تیری ہی قوت سے حملہ کرتا ہوں اور تیری امداد سے مقابلہ کرتا ہوں اور نہیں طاقت گناہ سے پھرنے کی اور نہ نیکی کرنے کی مگر تیری توفیق سے–

۹۵ –اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِیْ فِیْ تَیْسِیْرِ کُلِّ عَسِیْرٍ فَاِنَّ تَیْسِیْرَ کُلِّ عَسِیْرٍ عَلَیْکَ یَسِیْرٌ وَّ اَسْئَلُکَ الْیُسْرَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ–

(کنزالعمال جلد۲ حدیث نمبر ۳۶۵۸)

الٰہی! میری مدد کر ہر دشواری کے آسان کرنے میں کیونکہ آسان کرنا ہر دشواری کا تجھ پر آسان

ہے اور مَیں مانگتا ہوں تجھ سے آسانی اور عافیت دنیا میں اور آخرت میں۔

۹۶۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَیْرٍ فَحَبِبْهُ اِلَیْنَا وَیَسِّرْهُ لَنَا۔ وَمَا کَرِھْتَ مِنْ شَرٍّفَکَرِّھْهُ اِلَیْنَا وَلَا حَبِّبْنَاهُ وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْھَدَیْتَنَا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ سَاَلْتَنَا مِنْ اَنْفُسِنَا مَالَا نَمْلِکُهٗ اِلَّا بِکَ فَاعْطِنَا مِنْھَا مَا یُرْضِیْکَ عَنَّا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد۲ صفحہ۴۰۴)

اے اللہ! رب ساتوں آسمانوں کے اور رب عرش عظیم کے جو پسند کرے کوئی بھلائی تو محبت دے اس کی ہمیں بھی اور آسان کر دے اس کو ہمارے لئے اور جو تو ناپسند کرے کوئی بدی تو ناپسندیدہ کر اس کو ہمارے لئے بھی اور نہ محبوب بنا اسے ہماری اور نہ چھین ہم سے اسلام بعد اس کے کہ تو نے ہدایت دی ہم کو۔ الٰہی! تو نے ہماری جانوں سے وہ چیز مانگی ہے جس کے ہم تیری مدد کے سوا مالک نہیں۔ سو ہمیں عنایت کر اس میں سے وہ چیز جو تجھ کو راضی کرے ہم سے۔

(یقین وایمان)

۹۷۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اِیْمَانًا دَائِمًا وَّ قَلْبًا خَاشِعًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّ دِیْنًا قَیِّمًا وَّنَسْئَلُکَ الْعَافِیَةَ مِنْ کُلِّ بَلِیَّةٍ وَّ دَوَامَ الْعَافِیَةِ وَنَسْئَلُکَ الشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَةِ وَنَسْئَلُکَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ۔

الٰہی! ہم تجھ سے مانگتے ہیں ایمان ہمیشہ رہنے والا اور دل گداز ہونے والا اور یقین صادق اور دین مستقیم اور ہم مانگتے ہیں تجھ سے آرام ہر بلا سے اور ہمیشہ کا آرام اور ہم مانگتے ہیں تجھ سے شکر کی توفیق اس آرام پر اور مانگتے ہیں بے نیازی لوگوں سے۔

(امن وسلامتی)

۹۸ – اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَعُوْدُ السَّلَامُ– اَسْئَلُکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَنْ تَسْتَجِیْبَ لَنَا دَعْوَتَنَا وَاَنْ تُعْطِیَنَا رَغْبَتَنَا وَ اَنْ تُغْنِیَنَا عَمَّنْ اَغْنَیْتَهٗ عَنَّا مِنْ خَلْقِکَ– رَبِّ وَقِنَا عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ–

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۸۴)

الٰہی! تو ہی سلامتی ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے اور تیری طرف ہی لوٹتی ہے سلامتی- مَیں تجھ سے مانگتا ہوں اے صاحب جلال واحسان! کہ تو قبول فرما ہماری دعا اور یہ کہ دے تو ہم کو ہماری رغبت اور یہ کہ تو ہم کو بے پَروا کر اُن لوگوں سے کہ جن کو تو نے ہم سے بے پروا کیا اپنی خلقت میں سے- اے ہمارے رب! تو بچا ہمیں اپنے عذاب سے جس دن کہ تو اٹھائے گا اپنے بندوں کو-

(برکاتِ خداوندی)

۹۹ – اَللّٰھُمَّ ابْسُطْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَفَضْلِکَ وَرِزْقِکَ– اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ فَضْلِکَ وَلَا تَحْرِمْنَا رِزْقَکَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا وَاجْعَلْ غِنَاءَ نَا فِیْ اَنْفُسِنَا وَاجْعَلْ رَغْبَتَنَا فِیْمَا عِنْدَکَ–

(درمنثور جلد ۶ صفحہ ۹۰ بحوالہ کنز العمال جلد ۱۰ حدیث نمبر ۳۰۰۴۷)

الٰہی! کشادہ کر ہم پر اپنی برکتیں اور اپنی رحمت اور اپنا فضل اور اپنا رزق- الٰہی! تو رزق دے ہم کو اپنے فضل سے اور نہ محروم کر تو ہم کو اپنے رزق سے اور برکت دے ہم کو ان چیزوں میں جو تو نے ہم کو دیں اور بنا ہمیں بے نیاز اپنے آپ میں اور کر ہماری رغبت اس چیز میں جو تیرے پاس ہے-

(حسناتِ دارین)

۱۰۰ – رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

(سورۃ البقرۃ:۲۰۲)

اے ہمارے رب دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے۔

طلبِ ہدایت

۱۰۱۔ اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ أَسْئَلُکَ یَا اَللّٰہُ یَارَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُنَوِّرَبِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِہٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِہٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِہٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَسْتَعْمَلَ بِہٖ بَدَنِیْ فَاِنَّہٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَلَا یُؤْتِیْہِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

(تذکرۃ القرطبی صفحہ ۱۵۱ بحوالہ موسوعہ اطراف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

الٰہی! پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے۔ اے بزرگی اور احسان اور اس عزت کے مالک! جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔ میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ اے اللہ! اے بن مانگے دینے والے! تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کا واسطہ کہ تو روشن کردے اپنی کتاب سے میری بینائی کو اور یہ کہ تو چلادے اس کے ساتھ میری زبان اور یہ کہ فکر دُور کر اس سے میرے دل سے اور یہ کہ تو کھول دے اس سے میرے سینہ کو اور یہ کہ تو کام میں لائے اس کے ساتھ میرے بدن کو کیونکہ کوئی نہیں میری مدد کر سکتا حق پر تیرے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا یہ مگر تو اور نہیں طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہ قوت نیکی کی مگر اللہ بلند مرتبہ بزرگ کی توفیق سے۔

(معرفتِ قرآنِ کریم)

۱۰۲۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجِلَآءَ حُزْنِیْ وَذَھَابَ ھَمِّیْ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۱ حدیث ۴۰۹۱)

الٰہی! تو بنا قرآنِ عظیم کو بہار میرے دل کی اور روشنی میری بینائی کی اور صیقل میرے غم کا اور سبب

میرے فکر کے دُور ہونے کا۔

۱۰۳ ۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی وَّرَحْمَةً۔ اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَھِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِوَا جْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(اتحاف جلد ۴ صفحہ ۴۹۲ بحوالہ موسوعہ اطراف الحدیث جلد ا صفحہ ۱۶۸)

الٰہی! رحم کر مجھ پر قرآن عظیم کے طفیل اور بنا اس کو میرے لئے پیشوا اور روشنی اور ہدایت اور رحمت۔ الٰہی! یاد دلا مجھ کو اس میں سے جو مَیں بھول گیا ہوں اور سکھلا مجھے اس میں سے جو میں نہیں جانتا اور نصیب کر مجھ کو اس کا پڑھنا رات کی گھڑیوں میں اور دن کی گھڑیوں میں اور بنا اس کو میرے لئے حجت اے پروردگار جہانوں کے!

۱۰۴ ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّ عَن شِمَالِیْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّ مِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِی نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّاَعْطِنِیْ نُوْرًا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ا صفحہ ۲۸۳)

الٰہی! تو کر میرے لئے میرے دل میں روشنی اور میری زبان میں روشنی اور کر میرے آگے روشنی اور میرے پیچھے روشنی اور میرے داہنی طرف روشنی اور میرے بائیں طرف روشنی اور میرے اُوپر روشنی اور میرے نیچے روشنی میری شنوائی میں روشنی اور میری بینائی میں روشنی اور مجھے عطا کر روشنی۔

۱۰۵ ۔ اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّنَفْسِیْ۔

(ابونعیم بحوالہ کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۵۰۸۴)

الٰہی! تو ڈال دے میرے دل میں میری بھلائی اور پناہ دے مجھ کو میرے نفس کی بُرائی سے۔

(اخلاقِ حسنہ)

۱۰۶ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنَ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ-

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۴۳)

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں نیکیاں کرنا اور بُرائیاں چھوڑنا اور محبت مسکینوں کی اور یہ کہ تو مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو ارادہ کرے کسی قوم کی آزمائش کا تو وفات دے مجھ کو بغیر آزمائش میں ڈالنے کے۔

۱۰۷ - اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ- وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ-

(طبرانی جلد ۸ صفحہ ۳۰۰ بحوالہ موسوعہ اطراف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۲۲۳)

الٰہی! مجھ کو راہ دکھلا نیک اخلاق کی طرف۔ نہیں راہ دکھلاتا نیک اخلاق کی طرف مگر تو اور دُور کر مجھ سے بُری خصلتوں کو۔ کوئی دور نہیں کرتا مجھ سے بُری خصلتوں کو مگر تو۔

۱۰۸ - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِیْنَ مُهْتَدِیْنَ- غَیْرَ ضَآلِّیْنَ وَلَا مُضِلِّیْنَ سِلْمًا لِّاَوْلِیَآءِکَ وَحَرْبًا لِّاَعْدَآئِکَ نُحِبُّ بِحُبِّکَ مَنْ اَحَبَّکَ- وَنُعَادِیْ بِعَدَاوَتِکَ مَنْ خَالَفَکَ مِنْ خَلْقِکَ-

(البیہقی کتاب الدعوات بحوالہ کنز العمال جلد ۲)

الٰہی! کر ہم کو راستی کی راہنمائی کرنے والے راست رو۔ نہ بھٹکنے والے اور نہ بھٹکانے والے۔ صلح کرنے والے تیرے دوستوں سے اور لڑنے والے تیرے دشمنوں سے۔ ہم محبت رکھتے ہیں تیری محبت کے سبب سے اس شخص کو جو تجھ سے محبت رکھے اور ہم دشمنی رکھتے ہیں تیری دشمنی کے

سبب سے اس شخص سے جو تیری مخالفت کرے تیری خلقت میں سے۔

(والدین کی مغفرت کے لئے)

۱۰۹ - رَبَّنَا اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ٥

(سورۃ التحریم:۹)

اے ہمارے رب! پوری کر دے ہمارے لئے ہماری روشنی اور بخش ہم کو۔ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

طلبِ نعمت

۱۱۰ - اَللّٰھُمَّ مَا اَصۡبَحَ بِیۡ مِنۡ نِّعۡمَةٍ اَوۡ بِاَحَدٍ مِّنۡ خَلۡقِکَ فَمِنۡکَ وَحۡدَکَ لَاشَرِیۡکَ لَکَ فَلَکَ الۡحَمۡدُ وَلَکَ الشُّکۡرُ۔

(درمنثور جلد ا صفحہ ۱۵۴)

الٰہی! جو نعمت کہ مجھ کو ملی یا کسی کو ملی تیری خلقت میں تو وہ تیری ہی طرف سے ہے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ سو تیرے ہی لئے تعریف ہے اور تیرے ہی لئے شکر ہے۔

۱۱۱ - اَللّٰھُمَّ اھۡدِنِیۡ مِنۡ عِنۡدِکَ وَاَفِضۡ عَلَیَّ مِنۡ فَضۡلِکَ وَ اَسۡبِغۡ عَلَیَّ مِنۡ رَّحۡمَتِکَ وَاَنۡزِلۡ عَلَیَّ مِنۡ بَرَکَاتِکَ۔

(کنزالعمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۵۲۱)

الٰہی! ہدایت کر مجھ کو اپنے پاس سے اور وسعت سے دے مجھے اپنا فضل اور پورے طور پر دے مجھے اپنی رحمت اور اُتار مجھ پر اپنی برکتیں۔

۱۱۲ - اَللّٰھُمَّ اٰتِنِیۡ اَفۡضَلَ مَاتُؤۡتِیۡ عِبَادَکَ الصَّالِحِیۡنَ - وَلَاتَجۡعَلۡ لِفَاجِرٍ عِنۡدِیۡ نِعۡمَةً لَاۤ اُکَافِیۡهِ بِهَافِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ۔

(تمہید جلد ا صفحہ ۲۳۷ بحوالہ موسوعہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

الٰہی! دے مجھے بہتر سے بہتر جو تو دیتا ہے اپنے نیک بندوں کو۔ اور نہ بنائیو کسی فاجر کا مجھ پر

احسان کہ جس کا میں بدلہ نہ دے سکوں دنیا اور آخرت میں۔

۱۱۳۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فِی الْاَشْیَآءِ کُلِّھَا وَالشُّکْرَلَکَ عَلَیْھَا حَتّٰی تَرْضٰی وَبَعْدَ الرِّضَی الْخِیَرَةَ فِیْ جَمِیْعِ مَایَکُوْنُ فِیْهِ الْخِیَرَةُ وَبِجَمِیْعِ مَیْسُوْرِ الْاُمُوْرِ کُلِّھَا۔لَا بِمَعْسُوْرِھَا یَا کَرِیْمُ۔

الٰہی! میں مانگتا ہوں تجھ سے کامل نعمت سب چیزوں میں اور تیری شکر گزاری اُن پر یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور رضا کے بعد پسندیدگی (چاہتا ہوں) ان تمام چیزوں میں کہ جن میں پسندیدگی ہو سکتی ہے اور تمام آسان کاموں میں۔ نہ مشکل کاموں میں اے خوبیوں والے!

۱۱۴ (الف)۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ بِنِعْمَتِکَ السَّابِقَةِ عَلَیَّ وَبَلَآئِکَ الْحَسَنِ الَّذِیْ ابْتَلَیْتَنِیْ بِهٖ وَ فَضْلِکَ الَّذِیْ فَضَّلْتَ عَلَیَّ اَنْ تُدْخِلَنِیَ الْجَنَّةَ بِمَنِّکَ وَفَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ۔

(فردوس الاخبار دیلمی بحوالہ کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۷۸۴)

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں بطفیل تیری پہلی نعمتوں کے جو مجھ پر ہیں اور بذریعہ تیری اس نیک آزمائش کے جس سے تو نے مجھے آزمایا ہے اور بوسیلہ تیرے اس فضل کے جو تو نے مجھ پر کیا ہے کہ تو مجھ کو داخل کرے بہشت میں اپنے احسان اور فضل اور رحمت سے۔

(آئینہ دیکھنے کی دعا)

۱۱۴ (ب)۔ اَللّٰھُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِی فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ ۴۰۳)

الٰہی! تو نے میری اچھی صورت بنائی ہے سو میرے اخلاق بھی اچھے بنا۔

۱۱۵۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ ثَوَابَ الشَّاکِرِیْنَ وَنُزُوْلَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَمُرَافَقَةَ النَّبِیّٖنَ وَیَقِیْنَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَذِلَّةَ الْمُتَّقِیْنَ وَاِخْبَاتَ الْمُوْقِنِیْنَ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ

عَلٰی ذَالِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ-

(کنز العمال جلد ۲ حدیث ۴۹۴۵)

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں شکر کرنے والوں کا ثواب اور مقربین کی مہمانی اور نبیوں کی رفاقت اور صدیقوں کا یقین اور پرہیزگاروں کی سی انکساری اور یقین والوں کی فروتنی یہاں تک کہ تو مجھے وفات دے اسی حالت میں- اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے!

۱۱۶- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْفَوْزَ فِی الْقَضَاءِ وَ نُزُلَ الشُّھَدَآءِ وَعَیْشَ السُّعَدَآءِ وَمُرَافَقَةَ الْاَنْبِیَآءِ وَالنَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَآءِ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ-

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۶۰۸)

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں کامیابی کا فیصلہ اور شہیدوں کی سی مہمانی اور نیک بختوں کی سی زندگی- اور نبیوں کی رفاقت اور دشمنوں پر فتحیابی یقیناً تو دعا کو سنتا ہے-

(نیک تمنائیں)

۱۱۷- رَبِّ ھَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَo وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ o وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ o وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَo یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَo اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍo

(سورۃ الشعراء ۸۴-۹۰)

اے رب! دے مجھ کو حکم اور شامل کر مجھ کو نیکوں میں اور بنائیو میرے لئے زبان راستی کی پچھلوں میں اور کر مجھ کو وارث نعمتوں والی جنت اور نہ رسوا کر مجھ کو جس دن اُٹھائے جائیں گے لوگ- جس دن کہ مال اور بیٹے کچھ فائدہ نہ دیں گے مگر جو شخص کہ آیا اللہ کے پاس صاف دل کے ساتھ-

۱۱۸- رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَھْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ- (سورۃ الشعراء:۱۷۰)

اے میرے رب نجات دے مجھ کو اور میرے خاندان کو ان باتوں سے جو وہ لوگ کر رہے ہیں-

۱۱۹ - رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ٥
(سورۃ النمل:۲۰)

اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں شکر بجالاؤں تیری اس نعمت کا جو تو نے کی ہے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر (اور توفیق دے مجھ کو) کہ میں ایسا نیک عمل کروں جس کو تو پسند کرے۔اور داخل کر تو مجھے اپنی مہربانی سے اپنے نیک بندوں میں۔

(سفر اور ہجرت)

۱۲۰ - رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ٥ (سورۃ المؤمنون:۳۰)

اے میرے رب! اُتار مجھ کو اُتارنا مبارک اور تو بہتر اتارنے والا ہے۔

(حق و باطل کے درمیان فیصلہ)

۱۲۱ (الف)- رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ ٥ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ٥ (سورۃ الشعراء:۱۱۸-۱۱۹)

اے اللہ! تحقیق میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے۔سو تو فیصلہ کر میرے درمیان اور ان کے درمیان پورا فیصلہ اور نجات دے مجھ کو اور ان لوگوں کو بھی جو میرے ساتھ ایمان لائے۔

۱۲۱ (ب)- رَبِّ احْکُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ٥ (سورۃ الانبیاء:۱۱۳)

اے رب! فیصلہ فرما حق کا اور ہمارا رب رحمان ہے جس سے مدد طلب کی جاسکتی ہے ان باتوں کے خلاف جو تم بیان کرتے ہو۔

۱۲۱ (ج)- رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ٥
(سورۃ الاعراف:۹۰)

اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کی فتح کر اور تو بہتر فتح کرنے والا ہے-

۱۲۲ (الف)- رَبَّنَا اِنَّنَا مَغْلُوْبُوْنَ فَانْتَصِرْ-

اے ہمارے رب! ہم مغلوب ہیں ہماری مدد فرما-

۱۲۲ (ب)- رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ- (سورۃ المؤمنون:۱۱۹)

اے رب! بخش اور رحم کر اور تو تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے-

۱۲۳ (الف)- رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَo

(سورۃ المؤمنون:۱۱۰)

اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے سو تو ہم کو بخش اور رحم کر ہم پر اور تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے-

(رشد و ہدایت)

۱۲۳ (ب)- رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًاo

(سورۃ الکھف:۱۱)

اے ہمارے رب! دے ہم کو اپنے حضور سے رحمت اور تیار کر ہمارے لئے ہمارے کام سے بھلائی-

(نعماء الٰہیہ کے حصول کے لئے)

۱۲۴ - اَللّٰهُمَّ افْتَحْ اَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِكْرِكَ وَ اَتْمِمْ عَلَيْنَا بِنِعْمَتِكَ وَاَسْبِغْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلِكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ-

(کنز العمال جلد ۷ حدیث نمبر ۲۰۹۹۰)

الٰہی! کھول دے قفل ہمارے دلوں کے اپنے ذکر سے اور پوری کر ہم پر اپنی نعمت اور پورا کر ہم پر اپنا فضل اور بنا ہم کو اپنے نیک بندوں میں سے-

۱۲۵ -اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ نِعْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَّنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ-

(کنز العمال جلد ۷ حدیث ۲۰۷۸۹)

الٰہی! کھول دے ہمارے لئے دروازے اپنی نعمت کے اور آسان کر دے ہمارے لئے دروازے اپنے رزق کے۔

(تالیفِ قلب کے لئے)

۱۲۶ – اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَ نَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَابَطَنَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ– وَاجْعَلْنَا شَاکِرِیْنَ لِنِعْمَتِکَ مُثْنِیْنَ بِھَا قَابِلِیْھَا وَاَتِمَّھَا عَلَیْنَا–

(اتحاف جلد۳ حدیث نمبر ۱۸ بحوالہ موسوعہ جلد۲ صفحہ ۱۹۰)

الٰہی! اُلفت ڈال ہمارے دلوں میں اور بنا دے ہماری بگڑی ہوئی بات اور دکھلا ہم کو راستے سلامتی کے اور نجات دے ہمیں اندھیروں سے روشنی کی طرف اور بچا ہم کو بے حیائی کے کاموں سے وہ جو ظاہر ہیں ان میں سے اور وہ جو پوشیدہ ہیں اور برکت دے ہمارے لئے ہماری شنوائی میں اور ہماری بینائی میں اور ہمارے دلوں میں اور ہماری بیویوں میں اور ہمارے بچوں میں اور ہماری طرف متوجہ ہو اور رحم کر تو بہت متوجہ ہونے والا مہربان ہے اور بنا ہم کو شکر کرنے والا اپنی نعمتوں کا ان کی تعریف کرنے والا ان کو قبول کرنے والا اور پوری کر ان نعمتوں کو ہم پر۔

(اولاد کے لئے)

۱۲۷ – رَبَّنَا ھَبْ لَنَامِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًاo

(سورۃ الفرقان:۷۵)

اے ہمارے رب! دے ہم کو ہماری بیبیوں سے اور ہمارے بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور

بنا ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا-

(آسمانی مائدہ کی دعا)

۱۲۸ - اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَ وَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْکَ ج وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ o (سورۃ المائدۃ:۱۱۵)

اے اللہ ہمارے رب! اتار ہم پر ایسا خوان کرم آسمان سے کہ جو ہو عید ہمارے پہلوں کیلئے اور پچھلوں کے لئے اور ایک نشان ہو تیری طرف سے اور ہم کو رزق دے اور تو ہی بہتر رزق دینے والا ہے-

(خاتمہ بالخیر کی دعا)

۱۲۹ - رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ o وَمَالَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَمَاجَآءَ نَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ o

(سورۃ المائدۃ:۸۴،۸۵)

اے ہمارے رب! ہم نے مان لیا ہے- سو تو لکھ ہم کو گواہوں کے ساتھ اور کیا ہے ہم کو کہ نہ مانیں ہم اللہ کو اور اس کو جو آیا ہمارے پاس حق اور ہم امید رکھتے ہیں کہ داخل کرے ہم کو ہمارا رب نیکوں کی صحبت میں-

استقامت

۱۳۰ - اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْہِ الْاَقْدَامُ-

(موسوعہ اطراف الحدیث جلد۲ صفحہ ۲۳۱)

الٰہی! تو ثابت رکھ میرے قدموں کو جس دن پھسل جائیں گے سب قدم-

(علم و ہدایت کے لئے)

۱۳۱ - رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا- (سورۃ طٰہٰ:۱۱۵)

الٰہی! زیادہ کر میرا علم

۱۳۲ – اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا دَائِمًا وَّھُدًی قَیِّمًا وَّعِلْمًا نَّافِعًا– رَبِّ عَلِّمْنِیْ مَاھُوَ خَیْرٌ عِنْدَکَ–

(کنزالعمال جلد۲ حدیث نمبر ۳۷۸۹)

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں ایمان ہمیشہ رہنے والا اور رہنمائی صحیح اور علم فائدہ دینے والا – اے میرے رب! مجھے سکھا جو بہتر ہو تیرے نزدیک–

۱۳۳ – اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِیْ الْاَمْرِ وَ أَسْئَلُکَ عَزِیْمَةَ الرُّشْدِ وَأَسْئَلُکَ شُکْرَنِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَأَسْئَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَّ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّ خُلُقًا مُّسْتَقِیْمًا وَّاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلاَّمُ الْغُیُوْبِ–

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات حدیث نمبر ۳۴۰۸)

الٰہی! مَیں تجھ سے مانگتا ہوں پائیداری ہر کام میں اور تجھ سے مانگتا ہوں پختہ ارادہ نیکی کا اور مانگتا ہوں تجھ سے شکر گزاری تیری نعمت کی اور اچھی طرح تیری عبادت کرنا اور مانگتا ہوں تجھ سے زیادہ سچی زبان اور دل سلامتی والا اور خلقِ مستقیم اور میں پناہ لیتا ہوں اُس چیز کی برائی سے جس کو تو جانتا ہے اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اس گناہ سے جس کو تو جانتا ہے یقیناً تو تمام چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے–

۱۳۴ –رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُo

(سورۃ آل عمران:۹)

اے ہمارے رب! نہ پھیر ہمارے دلوں کو جب کہ تو ہدایت دے چکا ہمیں اور عطا کر ہم کو اپنی جناب سے رحمت تو ہی تو سب کچھ عطا کرنے والا ہے–

۱۳۵ – اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

وَاَصْلِحْهُمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَثَبِّتْهُمْ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِكَ وَ اَوْزِعْهُمْ اَنْ يَّشْكُرُوْا نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وَاَنْ يُّوْفُوْا بِعَهْدِكَ الَّذِيْ عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اِلٰهَ الْحَقِّ سُبْحٰنَكَ- لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ- اِغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ عَمَلِيْ اِنَّكَ تَغْفِرُ الذُّنُوْبَ لِمَنْ تَشَآءُ وَاَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ-

الٰہی! ہمارے گناہ ڈھانپ اور ایمان والوں کے اور ایمان والیوں کے اور مسلمان مردوں کے اور مسلمان عورتوں کے اور ان کی اصلاح فرما اور بنا ان کی آپس کی بگڑی ہوئی بات اور الفت ڈال دے اُن کے دلوں میں اور داخل کر دے اُن کے دلوں میں ایمان اور حکمت اور قائم رکھ ان کو مذہب پر اپنے رسول کے اور توفیق دے ان کو کہ وہ شکر کریں تیری اس نعمت کا جو تو نے ان پر کی اور یہ کہ وہ پورا کریں تیرے اُس عہد کو جو تو نے اُن سے لیا اور مدد کر ان کی اپنے دشمن پر اور اُن کے دشمن پر اے سچے خدا پاک ذات ہے تو- کوئی قابل عبادت نہیں مگر تو ہی- میرے گناہ ڈھانپ اور سنوار میرے لئے میرے کام تو ہی گناہ ڈھانپتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے اور تو غفور رحیم ہے۔

دَوامِ نعمت

۱۳۶- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ- رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُبَارَكًا حَيْثُمَا كُنْتُ- (مسند احمد بن حنبل جلد۳ صفحہ۴۲۴)

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں نعمت ہمیشہ رہنے والی جو نہ بدلے اور نہ الگ ہو- اے میرے رب! بنا مجھے مبارک جہاں کہیں بھی میں ہوں-

۱۳۷- اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ اِيْمَانًا لَّا يَرْتَدُّ وَيَقِيْنًا لَيْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَّ رَحْمَةً اَنَالُ

بِهَا شَرُفَ كَرَامَتِكَ فِيْ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ-

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۶۰۸)

الٰہی! تو مجھے وہ ایمان دے جو نہ پھرے اور ایسا یقین دے کہ جس کے بعد کفر نہ ہو اور ایسی رحمت عطا کر کہ جس کے ذریعہ مَیں تیری عزت سے شرف پاؤں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

۱۳۸- اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طُرْفَةَ عَيْنٍ وَّلَا تَنْزِعْ مِنِّيْ صَالِحَ مَا اَعْطَيْتَنِيْ فَاِنَّهٗ لَا نَازِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا يَعْصِمُ ذَا الْجَدِّمِنْكَ الْجَدُّ-

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۵۰۷۵)

الٰہی! نہ سپرد کر مجھے میرے نفس کے آنکھ کی جھپک بھر اور نہ چھین مجھ سے اچھی چیزیں جو تو نے مجھے عنایت کی ہیں کیونکہ کوئی نہیں چھین سکتا اس چیز کو جو تو نے دی اور نہیں بچا سکتی کوشش والے کی کوشش تجھ سے۔

۱۳۹- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ اِيْمَانًا لَّا يَرْتَدُّ وَ نَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَعْلٰى دَرَجَةِ الْجَنَّةِ الْخُلْدِ-

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۵۰۸۸)

الٰہی! مَیں تجھ سے مانگتا ہوں ایسا ایمان جو پھر نہ بدلے اور ایسی نعمت جو فنا نہ ہو اور رفاقت اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنتِ خلد کے اعلیٰ درجوں میں۔

۱۴۰- اَللّٰهُمَّ وَمَا ابْتَلَيْتَنِيْ بِهٖ مِنْ رَّخَآءٍ وَّ شِدَّةٍ فَمَسِّكْنِيْ بِسُنَّةِ الحَقِّ وَشَرِيْعَةِ الْاِسْلَامِ-

الٰہی! اور جس بات سے تو میری آزمائش کرے خواہ نرمی سے خواہ سختی سے تو مجھ کو مضبوطی سے قائم رکھ حق کے راستہ پر اور اسلام کے طریقہ پر۔

۱۴۱- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ

وَفَجَاءَ ةِ نِقْمَتِکَ وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ-

(مسلم کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۹۴۳)

الٰہی! میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے دور ہو جانے سے اور تیری دی ہوئی تندرستی کے بدل جانے سے اور تیرے ناگہانی عتاب سے اور تیری تمام ناراضگی سے-

۱۴۲- اَللّٰھُمَّ احْرِسْنِیْ بِعَیْنِکَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَ اکْنُفْنِیْ بِرُکْنِکَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ وَارْحَمْنِیْ بِقُدْرَتِکَ عَلَیَّ فَلَا اَھْلِکُ وَاَنْتَ رَجَائِیْ- فَکَمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ اَنْعَمْتَ بِھَا عَلَیَّ قَلَّ بِھَا شُکْرِیْ وَکَمْ مِّنْ بَلِیَّةٍ ابْتَلَیْتَنِیْ بِھَا- قَلَّ لَکَ بِھَا صَبْرِیْ- فَیَامَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِہٖ شُکْرِیْ فَلَمْ یَحْرِمْنِیْ وَیَامَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِیَّتِہٖ صَبْرِیْ فَلَمْ یَخْذُلْنِیْ وَیَا مَنْ رَّاٰنِیْ عَلَی الْخَطَا یَا فَلَمْ یَفْضَحْنِیْ- یَاذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِیْ لَا یَنْقَضِیْ اَبَدًا وَّ یَاذَا النُّعْمَاءِ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی اَبَدًا- أَسْئَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بِکَ اَدْرَءُ فِیْ نُحُوْرِ الْاَ عْدَآءِ وَالْجَبَابِرَةِ-

(کنز العمال جلد۲ حدیث نمبر ۳۴۴۱)

الٰہی! نگہبانی کر میری اپنی اس آنکھ سے جو نہیں سوتی اور پناہ میں لے مجھے اس اپنے ستون کی کہ جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا اور رحم کر مجھ پر اپنی اس قدرت سے جو مجھ پر ہے تو میں ہلاک نہیں ہونگا اور تو میری امید ہے- بہت سی نعمتیں ہیں جو تو نے بطور احسان مجھ پر کی ہیں کہ نہ ہوا مجھ سے شکر ان کا اور بہت سی آزمائشوں میں تو نے مجھے مبتلا کیا- نہ ہوا مجھ سے صبر ان پر تیرے لئے- پس اے وہ ذات کہ جس کی نعمت میں مجھ سے شکر نہ ہوا اور اس نے مجھے محروم نہ کیا- اور اے وہ ذات کہ جس کی آزمائش کے وقت مجھ سے صبر نہ ہوا تو اس نے مجھے رسوا نہ کیا اور اے وہ ذات کہ جس نے مجھے خطاؤں پر دیکھا مگر مجھے خوار نہ کیا- اے ایسے احسان والے کہ جس کا احسان کبھی بند نہیں ہوتا اور اے ایسی نعمتوں والے کہ جو کبھی شمار نہیں کی جاتیں- مَیں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو محمد (صلعم) پر اور محمد (صلعم) کی آل کو خاص الخاص رحمتوں سے نواز

اور تیرے ہی وسیلہ سے میں سینہ سپر ہوتا ہوں دشمنوں اور ظالموں سے۔

(ہدایت ونصرت الٰہی کے لئے)

۱۴۳ - رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْهَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ٥

(سورۃ آل عمران:۹)

اے رب ہمارے! نہ پھیر ہمارے دل جب ہم کو تو ہدایت دے چکا اور دے ہم کو اپنی جناب سے رحمت ۔ تو ہی ہے تو سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔

۱۴۴ - رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ٥

(سورۃ آل عمران:۱۴۸)

اے رب ہمارے! بخش ہم کو ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی اپنے کام میں اور ثابت رکھ ہمارے قدم اور مدد دے ہمیں قوم منکرین کے مقابلہ میں۔

۱۴۵ - اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِنَا عَنْكَ وَارْضَ عَنَّا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۳۴)

الٰہی! بڑھا ہمیں اور گھٹا نہیں اور عزت دے ہمیں اور ذلیل نہ کیجیئو ۔ اور عطا کر ہمیں اور محروم نہ کیجیئو ۔ اور مقدم کر ہمیں اور مقدم نہ کیجیئو ہم پر دوسروں کو اور ہم کو راضی کر اپنے پاس سے اور تو ہم سے راضی ہو۔

(حصولِ ایمان کے لئے)

۱۴۶ - اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ

وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَ اجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ- اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ- (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۴۲۴)

الٰہی! پیارا کر ہمارے لئے ایمان اور زینت بنا اسے ہمارے دلوں کی اور نفرت دے ہمیں کفر سے اور بدکاری سے اور نافرمانی سے اور بنا ہمیں راہ راست والوں سے- الٰہی! ہم کو فرمانبردار بنا کر وفات دے اور ملا ہمیں نیکوں سے جو نہ رسوا ہوں اور نہ فتنہ میں ڈالے جائیں-

۱۴۷- اَللّٰهُمَّ لَا تُؤْمِنَّا مَكْرَكَ وَلَا تُنْسِنَا ذِكْرَكَ وَلَا تَهْتِكْ عَنَّا سِتْرَكَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِيْنَ-

(اتحاف جلد ۵: صفحہ ۸۶ بحوالہ موسوعہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

الٰہی! نڈر نہ کیجیئو ہمیں اپنی تدبیر سے اور نہ بھلا ہمیں اپنی یاد اور نہ پھاڑ ہمارا پردہ اور نہ بنا ہم کو غافلوں سے-

اِسْتِعَاذَہ

۱۴۸- اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عَقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ- (جامع ترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر ۳۵۶۶)

الٰہی! مَیں پناہ لیتا ہوں تیری رضا کی تیرے غصہ سے اور تیری معافی کی تیرے عذاب سے اور تیری پناہ لیتا ہوں تجھ سے- میں تیری تعریف نہیں کر سکتا- تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے-

۱۴۹- اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَ دَرْكِ الشِّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ-

(اتحاف جلد ۵ حدیث نمبر ۸۴ بحوالہ موسوعہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

الٰہی! مَیں تیری پناہ لیتا ہوں کڑی آزمائش سے اور بدبختی کی پکڑ سے اور بُرے فیصلہ سے اور دشمنوں کے بغلیں بجانے سے۔

(عجز وانکسار کے لئے)

۱۵۰ - اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضَعْفَ قُوَّتِیْ وَ قِلَّةَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ - اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی عَدُوٍّ یَّتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی قَرِیْبٍ مَّلَّکْتَهٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ تَکُنْ سَاخِطًا عَلَیَّ فَلَا اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَکَ اَوْسَعُ لِیْ - اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَضَآءَ تْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَاَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَیْهِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ تُحِلَّ عَلَیَّ غَضَبَکَ وَتُنْزِلَ عَلَیَّ سَخَطَکَ وَلَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِکَ -

(کنز العمال جلد۲ حدیث نمبر ۳۶۱۳)

الٰہی! میں تیرے حضور شکایت کرتا ہوں اپنی ناتوانی کی اور اپنی تدبیر کی کمی کی اور لوگوں کے سامنے اپنی خواری کی اے سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے تو مجھ کو کس کے حوالے کرے گا - دشمن کے جو مجھ سے ترش روئی سے پیش آتا ہے یا کسی قریبی کے جس کو تو میرے کام کا مالک بنا دے اگر تو نہ ہو مجھ سے ناراض تو مَیں کسی کی پرواہ نہیں کرتا سوائے اس کے کہ تیری عافیت میرے لئے بہت کشادہ ہے - میں پناہ لیتا ہوں تیری کریمانہ ذات کے نور کی جس کے لئے روشن ہیں سب آسمان اور روشن ہیں سب اندھیرے اور سنورتے ہیں اس سے کام دنیا کے اور آخرت کے - اس بات سے کہ تو نازل کرے مجھ پر اپنا غضب اور نازل کرے تو مجھ پر اپنی ناراضگی اور تیرے لئے خوشنودی ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو اور نہیں ہے گناہ سے بچنے کی سکت اور نہ توفیق نیکی کرنے کی مگر تیرے وسیلہ سے -

(پناہِ الٰہی)

۱۵۱ -اَللّٰھُمَّ وَاقِیَۃً کَوَاقِیَۃِ الْوَلِیْدِ- (کنزالعمال جلد۲ حدیث نمبر۳۶۷۸)

الٰہی! محفوظ رکھنا جیسے محفوظ رکھا جاتا ہے بچے کو-

۱۵۲ - اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْاُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ-

(کنزالعمال جلد۶ صفحہ۳۰۶)

الٰہی! مَیں تیری پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ خود گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا پھسلوں یا پھسلایا جاؤں، یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا نادانی کروں یا مجھ پر نادانی کی جائے-

۱۵۳ - اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَ بِاِسْمِکَ الْعَظِیْمِ مِنَ الْکُفْرِ والْفَقْرِ- (کنزالعمال جلد:۲ حدیث نمبر۳۶۸۵)

الٰہی! میں پناہ لیتا ہوں تیری ذاتِ کریمانہ کی اور تیرے نام بزرگ کی کفر اور محتاجی سے-

(عذاب سے بچنے کے لئے)

۱۵۴ - اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَجَنِّبْنِیْ عَذَابَکَ-

(مسند احمد بن حنبل جلد۴ صفحہ۴۰۳)

الٰہی! مجھ کو ڈھانپ لے اپنی رحمت سے اور بچالے مجھ کو اپنے عذاب سے-

۱۵۵ - اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ اَنْ نَّرْجِعَ عَلٰی اَعْقَابِنَا اَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِیْنِنَا-

(بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر۱۶۰۴)

الٰہی! ہم تیری پناہ لیتے ہیں اس بات سے کہ ہم ایڑیوں کے بل لوٹ جاویں یا ہم آزمائے جاویں اپنے دین سے-

(ناگہانی آفات سے بچنے کی دعا)

۱۵۶ – اَللّٰھُمَّ لَا تُھْلِکْنَا فَجَآۃً وَّلَا تَاْخُذْنَا بَغْتَۃً وَّ لَا تَغْفُلْنَا عَنْ حَقٍّ وَّلَا وَصِیَّۃٍ–

الٰہی! نہ ہلاک کر ہم کو ناگہاں اور نہ پکڑ ہم کو یکا یک اور نہ غافل کر ہم کو کسی حق سے اور نہ کسی وصیت سے–

(بدخلقی اور نفاق سے بچنے کے لئے)

۱۵۷ (الف)–اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ–

(سنن نسائی کتاب الاستعاذہ حدیث نمبر ۵۴۷۳)

الٰہی میں تیری پناہ لیتا ہوں آپس کی پھوٹ سے اور نفاق سے اور بُری عادتوں سے–

(پیغامِ صلح)

۱۵۷ (ب)– اَصْلِحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ–

(الہامی دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام از تذکرہ صفحہ ۷۱۶)

میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان صلح فرما–

(اَخلاقِ سیئہ اور لغزشوں سے بچنے کے لئے)

۱۵۸ – اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُّنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَآءِ وَالْاَدْوَآءِ–

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات حدیث نمبر ۳۵۹۱)

الٰہی! بیشک میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ناپسندیدہ اخلاق سے اور بُرے عملوں سے اور

بدخواہشوں اور بُری بیماریوں سے۔

۱۵۹ – اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ– (بخاری کتاب الدعوات حدیث نمبر ۶۳۶۷)

الٰہی! میں تیری پناہ لیتا ہوں عاجزی سے اور کاہلی سے اور بُزدلی سے اور پیرفرتوت ہونے سے اور تاوان اور گناہ سے۔

۱۶۰ – اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَیْلَةِ وَالذِّلَّةِ وَالْمَسْکَنَةِ–

(اتحاف جلد ۵ حدیث نمبر ۸۶ بحوالہ موسوعہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

الٰہی! میں تیری پناہ لیتا ہوں سنگدلی اور غفلت اور محتاجی اور خواری اور تنگدستی سے۔

۱۶۱ (الف)– اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ–

(مجمع الزوائد کتاب الصلوٰة حدیث نمبر ۳۵۴۴)

الٰہی! میں تیری پناہ لیتا ہوں دنیا کی تنگی اور روز قیامت کی تنگی سے۔

(غم سے نجات کے لئے)

۱۶۱ (ب)– رَبِّ نَجِّنِیْ مِنْ غَمِّیْ– (الہامی دعا از تذکرہ صفحہ ۱۶۱)

اے میرے رب! نجات دے مجھے میرے غم سے۔

(شفایابی کے لئے)

۱۶۲ – اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْکُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّیَآءِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَکَمِ وَالْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَیِّءِ الْاَسْقَامِ– اِشْفِنِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَارْحَمْنِیْ–

(حصن حصین صفحہ ۳۹ مطبوعہ ۱۳۴۹ھ مصر)

الٰہی! میں تیری پناہ لیتا ہوں محتاجی اور کفر اور فسق و فجور سے اور آپس کی دشمنی اور شہرت پسندی اور ریاکاری سے اور میں پناہ لیتا ہوں بہرہ پن اور گونگا پن اور برص اور دیوانگی اور جذام اور تمام بُری بیماریوں سے- مجھے شفا دے اپنے حضور سے اور رحم کر-

(قرض اور دشمن کے غلبہ سے بچنے کے لئے)

۱۶۳- اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ غَلَبَۃِ الدَّیۡنَ وَ غَلَبَۃِ الۡعَدُوِّ وَمِنۡ بَوَارِ الۡاَیِّمِ وَمِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَسِیۡحِ الدَّجَّالِ-

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۶۷۰)

الٰہی! میں تیری پناہ لیتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور دشمن کے غلبہ سے اور بیوہ عورت کی خستہ حالی سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے-

(عذابِ قبر سے بچنے کے لئے)

۱۶۴- اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ النِّسَآءِ وَ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ-

(کنز العمال جلد ۲ حدیث نمبر ۳۶۸۷)

الٰہی! میں تیری پناہ لیتا ہوں عورتوں کے فتنہ سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے-

خاتمہ بالخیر کی دعا

۱۶۵ (الف)- رَبِّ قَدۡاٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ وَعَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَo

(سورہ یوسف:۱۰۲)

اے میرے رب! تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت اور سکھائی مجھ کو حقیقت باتوں کی- اے پیدا

کرنے والے آسمانوں اور زمین کے تو ہی ہے میرا کارساز دنیا میں اور آخرت میں۔ وفات دے مجھ کو اسلام پر اور شامل کر مجھ کو نیکوں میں۔

۱۶۵ (ب)۔ اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ۔ (سورۃ ابراہیم:۴۰)

میرا رب سنتا ہے دعا کو۔

۱۶۶۔ رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ۝ (سورۃ ابراہیم:۴۱۔۴۲)

اے میرے رب! کر دے مجھ کو قائم کرنے والا نماز کا اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے رب! قبول فرما میری دعا۔ اے ہمارے رب! بخش مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دن کہ قائم ہو حساب۔

۱۶۷۔ اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ خَلَقۡتَ نَفۡسِیۡ وَاَنۡتَ تَوَفَّا ھَالَکَ مَمَا تُھَا وَمَحۡیَاھَا اِنۡ اَحۡیَیۡتَھَا فَاحۡفَظۡھَا بِمَا تَحۡفَظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیۡنَ وَاِنۡ اَمَتَّھَا فَاغۡفِرۡلَھَا وَارۡحَمۡھَا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۷۹)

الٰہی! تو نے میری جان کو پیدا کیا ہے اور تو ہی اس کو وفات دے گا۔ تیرے ہی لئے اس کا مرنا اور اس کا جینا ہے اگر تو اس کو زندہ رکھے تو اس کی حفاظت فرما جیسا کہ تو اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور اگر اس کو مارے تو اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما۔

۱۶۸۔ اَللّٰھُمَّ بِعِلۡمِکَ الۡغَیۡبِ وَقُدۡرَتِکَ عَلَی الۡحَقِّ اَحۡیِنِیۡ مَا عَلِمۡتَ الۡحَیٰوۃَ خَیۡرًا لِّیۡ وَتَوَفَّنِیۡ اِذَا عَلِمۡتَ الۡوَفَاۃَ خَیۡرًا لِّیۡ وَأَسۡئَلُکَ خَشۡیَتَکَ فِیۡ الۡغَیۡبِ وَالشَّھَادَۃِ وَکَلِمَۃَ الۡاِخۡلَاصِ فِیۡ الرِّضَا وَالۡغَضَبِ وَأَسۡئَلُکَ الۡقَصۡدَ فِیۡ الۡفَقۡرِ وَالۡغِنٰی وَأَسۡئَلُکَ نَعِیۡمًا لَّا یَنۡفَدُ وَقُرَّۃَ عَیۡنٍ لَّا تَنۡقَطِعُ وَأَسۡئَلُکَ الرِّضَا بِالۡقَضَآءِ وَبَرۡدَ الۡعَیۡشِ بَعۡدَ الۡمَوۡتِ وَلَذَّۃَ النَّظَرِ اِلٰی

وَجْهِکَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَآئِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ ضَرَّآءِ مُضِرَّةٍ وَّ فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۶۴)

الٰہی! بطفیل اپنے علم غیب اور اپنی قدرت کے جو تمام خلقت پر ہے مجھے زندہ رکھ جب تک تو زندگی کو میرے لئے بہتر جانے اور تو مجھے وفات دے جب تو میرے لئے وفات کو بہتر جانے اور میں مانگتا ہوں تجھ سے تیرا خوف پوشیدگی میں اور ظاہر میں اور کلمۂ اخلاص رضامندی میں اور ناراضگی میں اور میں مانگتا ہوں تجھ سے میانہ روی محتاجی اور دولتمندی میں اور تجھ سے وہ نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو اور ٹھنڈک آنکھوں کی جو نہ کٹے اور میں تجھ سے مانگتا ہوں رضامندی تیرے فیصلہ پر اور اطمینان بخش زندگی مرنے کے بعد اور اپنے دیدار کی لذت اور تیری ملاقات کا شوق اور مَیں تیری پناہ لیتا ہوں ضرر دینے والی شئے سے اور گمراہ کرنے والے فتنہ سے۔

۱۶۹ – اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مُسْلِمًا وَّاَمِتْنِیْ مُسْلِمًا–

(جامع ترمذی ابواب الزھد حدیث نمبر ۲۳۵۲)

اے اللہ! تو مجھ کو زندہ رکھ فرمانبرداری کی حالت میں اور وفات دے مجھ کو فرمانبرداری کی حالت میں۔

(حفاظتِ الٰہی)

۱۷۰ – اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَّاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَّلَاتُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِدًا–

(مستدرک حاکم جلد ۵ صفحہ ۵۲۵)

الٰہی! محفوظ رکھ مجھے اسلام پر کھڑے ہوئے اور محفوظ رکھ مجھے اسلام پر بیٹھے ہوئے اور محفوظ رکھ مجھے اسلام پر سوئے ہوئے اور نہ خوش کر میرے غم سے میرے دشمن کو اور نہ کسی حاسد کو۔

(غم سے نجات پانے کے لئے)

۱۷۱ – اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مَّوْتِ الْھَمِّ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مَّوْتِ الْغَمِّ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّھَا بِئْسَتِ الْبَطَانَةُ–

الٰہی! میں تیری پناہ لیتا ہوں فکر کی موت سے اور تیری پناہ لیتا ہوں غم کی موت سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں بھوک سے کیونکہ یہ بہت ہی بُری ہم خواب ہے اور مَیں تیری پناہ لیتا ہوں خیانت سے کیونکہ وہ بہت ہی بُری ہم راز ہے–

۱۷۲ – اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ–

(جامع ترمذی ابواب الجنائز حدیث نمبر ۹۷۸)

الٰہی! میری مدد کیجئیو موت کی سختیوں پر اور موت کی بے ہوشیوں پر–

۱۷۳ (الف)– اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْ حَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَ عْلٰی–

(الہامی دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

۱۷۳ (ب)– رَبِّ لَا تُبْقِ لِیْ مِنَ الْمُخزِیَاتِ ذِکْرًا–

(جامع ترمذی ابواب الدعوات حدیث نمبر ۳۴۹۶)

الٰہی! بخش مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور ملا دے مجھ کو رفیق اعلیٰ سے– اے میرے رب! نہ باقی رکھ میرے لئے رسوا کن باتوں سے کوئی ذکر–

۱۷۴ – اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِیْ الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ– (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۸۱)

الٰہی! اچھا کر انجام ہمارا تمام کاموں میں اور خلاصی دے ہم کو دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے–

۱۷۵ – اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ –

(مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۴۲۴)

الٰہی! ہم کو وفات دے مسلمان ہونے کی حالت میں اور ملا دے ہم کو نیکو کاروں سے نہ رسوا ہوں اور نہ فتنہ میں ڈالے جائیں۔

(تائیداتِ سماویہ)

۱۷۶ – رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ج رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَo

(سورۃ آل عمران: ۱۹۴۔۱۹۵)

اے ہمارے رب! ہم نے سنا ایک پکارنے والا جو پکارتا ہے۔ ایمان لانے کیلئے (کہتا ہے) کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب! بخش ہم کو گناہ ہمارے اور دور کر ہم سے ہماری بُرائیاں اور وفات دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے رب ہمارے! تو دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسول کے ذریعہ اور نہ رسوا کر ہم کو قیامت کے دن۔ یقیناً تو نہیں خلاف کرتا وعدہ کا۔

(عذاب سے بچنے کی دعا)

۱۷۷ – رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًاo اِنَّھَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًاo

(سورۃ الفرقان: ۶۶۔۶۷)

اے رب ہمارے! ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب۔ اس کا عذاب بڑی چٹی ہے اور وہ بہت ہی

بُری ہے ٹھہرنے کی جگہ اور بُرا مقام ہے-

۱۷۸ – اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَo

(سورۃ الزمر:۴۷)

الٰہی! پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے- جاننے والے پوشیدہ اور کھلی باتوں کے تو ہی فیصلہ کرے گا اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کے متعلق جن میں وہ جھگڑتے تھے-اس لئے اے ہمارے رب! نہ شامل کر ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ-

(فتنہ سے بچنے کی دعائیں)

۱۷۹ – رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا ج اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُo

(سورة الممتحنة: ٦)

اے رب ہمارے! نہ بنا ہمیں تختہ مشق کافروں کا اور معاف کر ہم کو اے ہمارے رب تو ہی زبردست حکمت والا ہے-

۱۸۰ – رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَo (سورۃ یونس:۸۶)

اے رب ہمارے! نہ بنا ہمیں تختہ مشق ظالموں کا-

۱۸۱ – رَبَّنَا وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ– اِنَّھَا لَفِتْنَةٌ عُظْمٰی قَدْ اَحَاطَتْ بِنَا مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَّاِنَّ سَفِیْنَتَنَا یَارَبِّ ذَاتُ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ– تَجْرِیْ بِنَا فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِ– لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ اِلَّا اَنْتَ– فَاَدْرِکْنَا بِرَحْمَتِکَ قَبْلَ اَنْ نَّکُوْنَ مِنَ الْمُغْرَمِیْنَ– رَبَّنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ–

اے رب ہمارے! اور نجات دے ہم کو اپنی رحمت کے ساتھ مسیح دجال کے فتنہ سے اور زندگی کے فتنہ سے اور موت کے فتنہ سے۔ لاریب وہ بڑا فتنہ ہے جس نے گھیر لیا ہے ہم کو ہر طرف سے اور ہماری کشتی اے رب! چند تختیوں کی ہے اور کچھ میخیں ہیں۔ چل رہی ہے ہمیں لیکر ایسی موجوں میں جو پہاڑوں کی مانند ہیں۔ آج کوئی بچانے والا نہیں مگر تو ہی۔ پس تو آ کر سنبھال اپنی رحمت کے ساتھ پیشتر اس کے کہ ہم غرق کر دیئے جاویں۔ اے ہمارے رب! یقیناً ہم مغلوب ہیں پس تو مدد کر۔ اے رب! تو بخشش اور رحم کر اور تو بہتر رحم کرنے والا ہے۔

(امتِ محمدیہ کیلئے دعائیں)

۱۸۲ - اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ- فَاِنَّھُمْ فِیْ فَسَادٍ عَظِیْمٍ- اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی خَلِیْفَةِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَ ذُرِّیَّتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَتْبَاعِهٖ وَ ذُرِّیَّاتِھِمْ اَجْمَعِیْنَ-

الٰہی! تو اصلاح کر اُمّت محمدیہ کی کیونکہ وہ بڑی خرابی میں ہیں۔ الٰہی! خاص رحمتوں سے نواز اور سلامتی میں رکھ اور برکت نازل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آل محمد پر۔ الٰہی! خاص رحمتوں سے نواز اور سلامتی میں رکھ اور برکت نازل کر اس کے خلیفہ مسیح موعود پر اور اس کی اولاد پر اور اس کے صحابہ پر اور اس کے تابعین پر اور ان سب کی اولادوں پر۔

۱۸۳ - اَللّٰھُمَّ اَیِّدِالْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِمَامِ الْحَکَمِ الْعَادِلِ-

الٰہی! تو مضبوط کر اسلام کو اور مسلمانوں کو امام حکم وعادل کے ذریعہ سے۔

۱۸۴ - اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ اَللّٰھُمَّ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَّلَاتَجْعَلْنَا مِنْھُمْ-

الٰہی! تو مدد کر اس کی جو مدد کرتا ہے دینِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور بنا ہمیں اُن میں سے۔

الٰہی! تو رسوا کر اُس کو جو رسوا کرتا ہے دینِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور نہ بنا تو ہم کو اُن میں سے۔

۱۸۵ (الف) – اَللّٰھُمَّ مَزِّقِ الْاَ عْدَآءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ اَکْبِتْھُمْ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ

(الہامی دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام از تذکرہ صفحہ ۲۶۲)

الٰہی! ٹکڑے ٹکڑے کر دے دشمنوں کو اور اوندھا کر انہیں ان کے چہروں کے بل۔

۱۸۵ (ب)–رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَ ہٗ زِیْنَۃً وَّ اَمْوَالًا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِھِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْ مِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ o (سورۃ یونس:۸۹)

اے رب ہمارے! تو نے دی ہے فرعون اور اس کے سرداروں کو زینت اور مال دنیا کی زندگی میں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ بہکاتے ہیں تیری راہ سے۔اے رب ہمارے! مٹا دے اُن کے مال اور سخت کر اُن کے دل کہ نہ ایمان لاویں جب تک کہ دیکھیں دردناک سزا۔

(احبابِ جماعت کے لئے)

۱۸۶ – اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْمُبَلِّغِیْنَ وَالْاَنْصَارَ وَالْمَاْ مُوْرِیْنَ وَالنُّظَّارَ نَصْرًا عَزِیْزًا وَّ اَیِّدْھُمْ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِکْ لَھُمْ فِیْ دِیْنِھِمْ وَدُنْیَا ھُمْ وَاحْفَظْ مَنْ خَلْفَھُمْ وَ مَنْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ۔

الٰہی! تو مدد کر (مربیان) کی اور انصار کی اور کارکنوں کی اور ناظروں کی زبردست مدد اور تائید فرما اُن کی رُوح القدس سے اور برکت دے اُن کو اُن کے دین میں اور ان کی دنیا میں اور حفاظت کر جو اُن کے پیچھے ہیں اور جو اُن کے سامنے ہیں۔

(دعائے حضرت نوح علیہ السلام)

۱۸۷ – رَبِّ اِنِّی دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَھَارًاo فَلَمْ یَزِدْ ھُمْ دُعَآءِ یْ اِلَّا

فِرَارًا o وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًاo ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا o ثُمَّ اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًاo فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاo یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا o وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَارًا o رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗ اِلَّا خَسَارًا o وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًاo رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِیْنَ دَیَّارًا o اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا o رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًاo (سورۃ نوح:۶-۲۹)

اے میرے رب! میں بلاتا رہا ہوں اپنی قوم کو رات اور دن مگر نہ زیادہ کیا ان کو میرے بلانے نے سوائے بھاگنے کے اور میں نے جب کبھی اُن کو بلایا ہے تا کہ تو ڈھانپے ان کی کمزوریوں کو وہ ڈالنے لگے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں اوڑھ لئے اپنے کپڑے اور ضد کی اور تکبر کیا بہت تکبر۔ پھر مَیں نے بلایا ان کو پکار کر۔ پھر مَیں نے سمجھایا ان کو کھول کر بھی اور راز کی باتیں بھی انہیں بتلائیں اور مَیں نے کہا استغفار سے کام لو اپنے رب کے حضور۔ وہ بہت بخشنے والا ہے- برسائے گا آسمان کو تم پر موسلا دھار اور بڑھائے گا تمہیں مال اور بیٹوں میں اور بنائے گا تمہارے لئے باغات اور بنائے گا تمہارے لئے بیشمار نعمتیں- اے میرے رب! انہوں نے میرا کہانہ مانا اور پیچھے لگ گئے ایسے لوگوں کے جنہوں نے نہیں بڑھایا مال اور اولاد کو بجز گھاٹے کے اور تدبیریں کیں انہوں نے بڑی بڑی- اے میرے رب! نہ چھوڑ زمین پر منکروں میں سے کوئی گھر بسنے والا- اگر تو نے چھوڑ دیا اُن کو تو گمراہ کر دیں گے تیرے بندوں کو اور نہ جنیں گے وہ مگر بدکار ناشکر گذار- اے میرے رب! بخش مجھے اور میرے والدین کو اور اس کو جو آوے میرے گھر میں امن طلب کرتا ہوا اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اور نہ بڑھا ان ظالموں کو بجز تباہی کے-

(والدین کے لئے دعائیں)

۱۸۸ (الف)– رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ (سورۃ نوح:۲۹)

(اے میرے رب! میرے والدین کو بخش دے۔)

۱۸۸ (ب)– رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا– (سورۃ بنی اسرائیل:۲۵)

(اے میرے رب! تو میرے والدین پر رحم فرما جس طرح کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔)

اے سرچشمۂ ربوبیت! تو نے اولاد کے متعلق ایک فرضِ تربیت والدین کے سپرد کیا تھا جسے انہوں نے جان جوکھوں میں ڈال کر پوری محنت ومشقت سے ادا کر دیا۔ تجھے تیری ہی ربوبیت کی قسم اور اسی کی غیرت کہ تو بھی ان پر اپنی ربوبیت کی کامل تجلی فرما اور اپنی لاانتہا رحمتوں سے انہیں نواز۔ ان کے راستے میں تو لاکھ مشکلیں اور روکیں تھیں پر تیرے راستے میں نہ کوئی مشکل نہ کوئی روک۔ ہماری کمزوریوں اور ناشکرگزاریوں کو نہ دیکھ۔ آخر ہم جیسے بھی ہیں، تیری مخلوق ہیں۔ اپنی رحمت کو دیکھ جو بے پایاں ہے اور والدین کے اُن ہاتھوں کو دھیان میں رکھ جو انہوں نے ساری عمر تیری رحمت کی امید رکھتے ہوئے تیرے حضور پھیلائے رکھے ہیں۔ ان کی امیدوں کو بَر لا اور ان کی وصیت پر ہمیں قائم کر آمین۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ– اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ–

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آڑے وقت کی دعا

اے میرے محسن اور میرے خدا! مَیں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں- تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا- تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا- سو اَب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے چارہ گر کوئی نہیں-

آمین ثم آمین-

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ